حضور عالی شان صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے درمیان

امیر حمزہ

مکتبة الصفة
MAKTABA AL SUFFAH

Marfat.com

Marfat.com

جنت میں بچے

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کو بتلایا! میرے پاس دو فرشتے آئے جو مجھے جنت میں لے گئے، سیر کرتے ہوئے میں بچوں کے درمیان جا پہنچا جو دو دریاؤں کے درمیان کھیل رہے تھے، میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ بچے کون ہیں؟

انہوں نے جواب دیا یہ مومنوں کے بچے ہیں۔

ابن خزیمہ :1986 (اسنادہ صحیح)

اہل بیت بچوں کے درمیان

صحابہ، صحابیات کی بچیوں کے درمیان

اہل مدینہ کے بچوں کے درمیان

الغرض! حدیث کی کتاب کا ہر وہ فرمان

جس کا تعلق ہے حضورؐ اور بچوں کے درمیان

وہ مثل موتی اور مرجان

ملے گا اس کتاب میں جس کا ہے نام

حضور ﷺ عالی شان بچوں کے درمیان

ہر بچہ پڑھے کہ زندگی میں نکھار آئے

ہر بچی پڑھے کہ زندگی میں بہار آئے

ہر باپ پڑھے کہ بچے کی پرورش میں سلیقے کا شعار آئے

ہر ماں پڑھے کہ ننھے ننھی کی نگہداشت شاہکار بن جائے

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور عالی شان ﷺ
بچوں کے درمیان

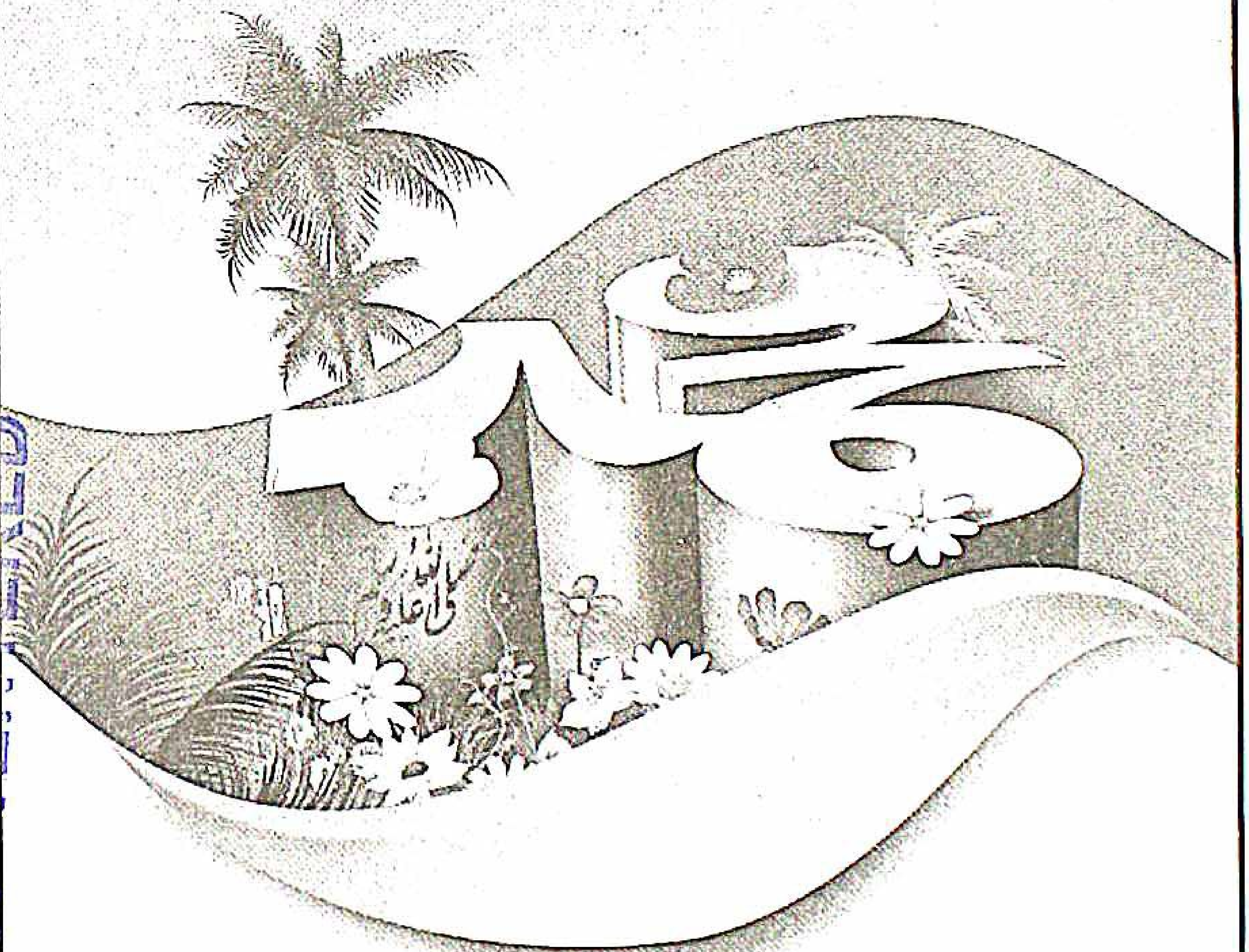

DATA ENTERED

امیر حمزہ

مکتبۃ الصفۃ

ھادیہ حلیمہ سنٹر، دوکان نمبر 45 گراؤنڈ فلور، غزنی سٹریٹ، سرکلر روڈ، اردو بازار لاہور

042-37361313

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مکتبۃ الصُّفَّۃ محفوظ ہیں۔

نام کتاب

حضور ﷺ عالی شان بچوں کے درمیان

تصنیف

امیر حمزہ

297.9931
ح 69 1
145384

تعداد:..................................3,000

اشاعت:.............ربیع الاول 1436ھ جنوری 2015ء

ناشر

مکتبۃ الصُّفَّۃ

ھادیہ حلیمہ سنٹر، دوکان نمبر 45

گراؤنڈ فلور، غزنی سٹریٹ، سرکلر روڈ، اردو بازار لاہور فون: 042-37361313

Marfat.com

فہرست

ناشر کی بات 7
نوعمر بچے 9

باب اوّل:...... پہلا پھول

ننھے حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش اور اذان 15
حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شباہت 16
ننھے حسن رضی اللہ عنہ کا پیشاب 19
ننھے حسن رضی اللہ عنہ کا لعاب 20
زبان اور ہونٹوں کے بوسے 21
حضور ﷺ کا چومنا 22
گوت کتاڑیاں 23
فاطمہ رضی اللہ عنہا، چکی اور بچہ 25
او پتری! او پتری!! 27
سجدے کا سوار 28
میٹھی رال 30
صلح کرانے والا بیٹا 31

باب دوم:...... دو پھول

خوب صورت جوڑی کے نام 35
میرے بچے کو کیوں مارا؟ 36
خوب صورت جوڑی کا خوب صورت کردار 37
بچوں کو دم 39

Marfat.com

ننھے حسین رضی اللہ عنہ کا پیشاب 40

باری باری بوسے 41

ننھوں کے لیے روشنیاں 43

کچھ نہ کہنا 45

خطبہ چھوڑ دیا 46

صدقے کی کھجور 47

ننھا حسین رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کی گود 49

باب سوم:......گلستان

اسامہ اور حسن رضی اللہ عنہما 55

حضور آ گئے، حضور ﷺ آ گئے 58

پہلے بچے کو گھٹی 61

بچے کی فطرت 62

ماں نے بچہ پیش کیا 67

دو کانوں والے! 70

پیارے بیٹے 71

محبت کا ایک اور انداز 73

بچہ اور پھل 75

ننھے عمیر رضی اللہ عنہ سے مذاق 76

بچے کے ساتھ کھیل 78

بچوں کا استقبال 79

دوڑ کا مقابلہ 80

سر پر پیار اور علم کی دعا 81

Marfat.com

مدنی بچے اور علم 82

بچوں کو سلام 84

حجامت کی حفاظت 85

بچوں کا والی 86

ماں اور بچے کا دودھ 89

بکری کا دودھ اور انسان کا بچہ 91

بچے سے جھوٹ بولنا 94

بچے سے لاتعلقی اور بے پروائی 96

مہربان ماں 99

ماں بچے کا خیال 100

بچے کا پیشاب 102

بچے کو باپ کا تحفہ 103

بچوں کے درمیان انصاف 104

بچہ کس کا؟ 106

بچے کو دَم 108

شیطان بچے سے بھاگ گیا 110

بنی اسرائیل کے بچوں سے پیار 112

بچے! دنیا میں آنے سے پہلے 117

جدائی اور بچے 118

اولاد اور نیک کمائی 120

ناجائز بچہ اور مصر کی گورنری 121

بچہ لے کر آنا 125

بچوں کے ذریعے سے رزق اور مدد 127

Marfat.com

باب چہارم:......کلیاں

نواسی اور نماز 131

دو بچیاں 132

ایک بچی 133

بادشاہ کا تحفہ 134

لڑتی ننھی لڑکیاں 135

بیٹی کس کو ملے؟ 137

نواسی پر آنسو 138

کلیاں اور جنت 140

پانچواں باب:......محفوظ موتی

غیر مسلموں کے بچے 145

حضور ﷺ بچوں کو نہ بھولے 148

بچے جنت میں 151

حضور ﷺ کے آنسو 155

حمد ہاؤس 157

بابِ جنت پر استقبال 158

جنت میں بچوں کے نگران 161

تب جنت جائیں گے؟ 166

کیسا لگے گا؟ 168

ننھا مسیح علیہ السلام اور ماں 170

دعا 174

Marfat.com

ناشر کی بات

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ لیجیے، قارئین کرام!

دوسرا شاہکار حاضر ہے۔ بچپن سے ہی اک عادت سی تھی کہ بچوں کی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ مگر دل میں یہ خواہش متواتر مچلتی رہی کہ پیارے رسول ﷺ کا بچوں کے ساتھ محبت بھرا جو سلوک اور رویہ تھا اس پر کوئی کتاب پڑھنے کو ملے۔ مگر ڈھونڈنے نکلا تو مقصد حاصل نہ کر سکا۔ جیسا کہ عرض کیا بازار میں بچوں سے متعلق بے شمار کتابیں ہیں، مگر زیادہ تر میں یہی ملتا ہے کہ عام اسلامی اور قرآنی واقعات کو سادہ اور آسان زبان میں پیش کیا جاتا ہے، تاکہ بچے سبق حاصل کریں...... بلاشبہ یہ ایک مفید اور زبردست کام ہے، مگر بچوں کے حوالے سے ایسی کتاب جس کی احادیث صحیح اور حسن ہوں اور ان کا تعلق اللہ کے رسول ﷺ کے حوالے سے بچوں کے ساتھ ہو کوئی جامع کتاب مجھے نہ مل سکی...... چنانچہ میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار اپنے والد محترم حضرت مولانا امیر حمزہ سے کیا اور عرض کی کہ "مکتبة الصفه" کے لیے ایک ایسی کتاب لکھیں جو بچوں کی تربیت بھی کرے، بچوں کے والدین کی بھی کرے اور بچوں کے حوالے سے وہ اللہ کے رسول ﷺ

Marfat.com

کی سیرت بن کر بچوں کی جھولیوں میں پھول اور کلیاں نچھاور کرے۔

انسان کی دو ہی تو حیثیتیں ہیں۔ پہلے وہ بچہ ہوتا ہے۔ پھر بڑا ہو کر وہ باپ بنتا ہے یا ماں بنتی ہے۔ بچوں کے حوالے سے یہ کتاب

"حضورﷺ عالی شان بچوں کے درمیان"

① ہر بچے کو پڑھنی چاہیے تا کہ وہ ماں باپ کا فرماں بردار بن جائے۔

② ہر باپ پڑھے تا کہ اسے پتا چلے کہ بچے کے حقوق کیا ہیں؟

③ ہر ماں پڑھے تا کہ اسے معلوم ہو کہ بچے کی پرورش اور تربیت کیسے کرے؟

④ جو باپ بننے والا ہے وہ بھی پڑھے اور جو ماں بننے والی ہے وہ بھی پڑھے یہ کتاب جو بھی پڑھے گا اسے احساس ہوگا کہ وہ نہ پڑھتا تو کتنی بڑی بھلائی سے محروم رہ جاتا۔

ہم نے کتاب کو خوب صورت انداز میں لانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اللہ کے حضور دعا ہے کہ اس کتاب میں محنت کرنے کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔ بچے اس سے فیض حاصل کر کے اپنے والدین کے لیے دنیا کا مہکتا پھول اور آخرت کی بہار بن جائیں۔

حافظ ثمامہ
ڈائریکٹر مکتبۃ الصفہ
0322-4145399

Marfat.com

نوعمر بچے

بچہ جانور کا بھی ہو بڑا خوب صورت لگتا ہے۔ پانڈے کا بچہ، خرگوش کا بچہ بہت خوب صورت ہوتا ہے۔ شیر اور چیتے کے بچے بھی معصوم اور بڑے خوب صورت لگتے ہیں۔ اونٹ اور گھوڑے اور گائے کے بچے جب دوڑتے ہیں تو کیا حسین سماں باندھتے ہیں۔ ہرن کا بچہ جب چوکڑیاں بھرتا ہے تو کس قدر بھلا لگتا ہے۔

اور انسان کا بچہ، اس کے حسن کی تو کیا ہی بات ہے۔ بچے پاکستان کے ہوں یا سعودی عرب کے، مغربی افریقہ کے گورے ہوں یا باقی افریقہ کے کالے، روس کے ٹماٹروں جیسے سرخ بچے ہوں یا یورپ کے سفید ہوں، ایسے سفید جیسے برائلر کے انڈے، یا ایسے سرخی مائل جیسے دیسی مرغی کے انڈے، چین جاپان کے سرخ وسفید اور گول مٹول ہوں یا امریکہ اور آسٹریلیا میں بسنے والے رنگا رنگ کے بچے، یہ سب بچے بڑے ہی خوب صورت لگتے ہیں۔

ہر ملک میں تقریباً یہی رواج ہے کہ جب کوئی صدر یا وزیر اعظم یا بادشاہ کسی ملک میں جاتا ہے تو جہاز کی آخری سیڑھی اترتے ہی اس کا استقبال دو بچے کرتے ہیں۔ ایک خوب صورت بچہ اور دوسری خوب صورت بچی۔ خوب صورت لباس اور ہاتھوں میں پھولوں کے گلدستے۔ بادشاہ، صدر یا وزیر اعظم ان بچوں کا بوسہ لیتا ہے یا گال تھپتھپاتا ہے، گلدستوں کی خوش بو سونگھتا ہے اور پھر آگے بڑھتا ہے۔

ان بچوں کو دو طرفہ لائن میں بھی کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ درمیان سے ''وی وی آئی پی'' کو گزارا جاتا ہے۔ یوں بھی جاپان، چین اور کوریا میں یہ کیا جاتا ہے کہ بچے مخصوص لباس پہنے کھلے میدان میں مہمان ملک کا نقشہ بناتے ہیں اور پھر بکھرتے ہیں تو ڈسپلن اور نظم کے ساتھ اِدھر اُدھر بھاگتے مہمان ملک کا پرچم بنا دیتے ہیں۔ یہ منظر اس قدر خوب صورت ہوتا ہے کہ

Marfat.com

گول مٹول، پھینے اور چپٹے چہرے والے سرخ سفید خوب صورت بچے یوں لگتے ہیں جیسے سبز گھاس پر رنگا رنگ موتی بکھر رہے ہوں پھر جمع ہو رہے ہوں، پھر اٹکھیلیاں کرتے کوئی اور حسین منظر بنا کر اپنے حسن کا جادو جگا رہے ہوں۔

قارئین کرام! اللہ کریم جنت میں جانے والوں کو جو نعمتیں عطا فرمائیں گے، اپنے قرآن میں ان کا نقشہ کھینچا ہے۔ ''سورۃ الدہر'' میں کچھ یوں ہے کہ وہ سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوں گے، تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوں گے، موسم ایسا عالی شان ہوگا کہ نہ گرمی ہوگی نہ سردی ہوگی، یعنی خوش گوار بہار ہوگی۔ درخت اپنی ڈالیاں جھکائے ہوئے ہوں گے تو پھلوں کے خوشے لٹک رہے ہوں گے۔ چاندی اور شیشے کے جام گردش کر رہے ہوں گے۔ ایسا شیشہ ہوگا جو چاندی سے بنایا گیا ہوگا۔ سلسبیل نام کا چشمہ ہے، اس میں زنجبیل ملا ہوگا۔ یہ مشروب جام میں بھرا ہوگا۔

''سورۃ الطّور'' میں منظر کشی کچھ یوں ہے کہ پرہیز گار لوگ جنتوں اور نعمتوں میں مگن ہوں گے۔ مولا کریم نے انہیں جو کچھ عطا فرمایا ہوگا، اس پر پھولے نہیں سمائیں گے۔ قطار در قطار تخت لگے ہوں گے۔ وہ ان پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ اللہ نے فرمایا: ہم ان کی بیویاں ایسی حوروں کو بنائیں گے جن کے رنگ سرخ و سفید ہوں گے۔ بڑی بڑی موٹی آنکھیں ہوں گی۔ اس موقع پر اہل ایمان تو ہوں گے ہی، جن اولادوں نے ایمان کی حالت میں اپنے ان ماں باپ کی اطاعت کی ہوگی ہم ان کو بھی یہیں اکٹھا کر دیں گے۔ چاہت کے مطابق پھل اور گوشت کھائیں گے۔ جام لینے میں خوشی اور کھیل کود کرتے ہوئے چھینا جھپٹی کریں گے۔ قارئین کرام! پھر یہ جام پیش کریں گے کون؟ فرمایا:

﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا﴾ (الدھر: ۱۹)

''ان کے اردگرد ایسے نوخیز بچے خدمت کے لیے گھوم رہے ہوں گے کہ جو ہمیشہ نوعمر بچے ہی رہیں گے۔ جب تم لوگ ان کو دیکھو گے تو یوں محسوس کرو گے جیسے

Marfat.com

بکھرے ہوئے موتی ہیں۔''

﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ﴾ (الطور: ٢٤)

''وہاں ان کی خدمت پر مامور نوخیز بچے چکر لگاتے رہیں گے۔ وہ ایسے خوب صورت ہیں گویا چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہیں۔''

قارئین کرام! بعض علماء آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ جن بچوں کا تذکرہ ہوا ہے مولا کریم ان بچوں کو بطور خاص پیدا فرمائیں گے جو اہل جنت کی خدمت کریں گے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ بچے جو بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں وہی جنت میں ''وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ'' بن جائیں گے یعنی ہمیشہ بچے رہنے والے بن جائیں گے اور اہل جنت کی خدمت بجالائیں گے۔

ویسے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ

''اگر کوئی مؤمن جنت میں جا کر بیٹے کی خواہش کرے گا تو بچے کا حمل، پیدائش اور بچے کی عمر جس طرح وہ مؤمن جنتی چاہے گا، سارے مراحل ایک لمحے میں مکمل ہو جائیں گے۔'' [1]

اس سے معلوم ہوا کہ جو مؤمن جنتی اپنے بچے جنت میں چاہیں گے اللہ ان کو عطا فرمائیں گے۔ دنیا میں وہ لوگ جو بے اولاد ہیں یا نرینہ اولاد سے محروم ہیں، ان کے لیے بھی بڑی خوش خبری ہے کہ دنیا تو چند روز کی زندگی ہے۔ جنت میں جا کر جتنے چاہیں بچے لے لیں اور وہاں پالنے پوسنے اور اولاد کی پرورش اور ذمہ داریوں کے دنیاوی جھمیلوں سے بھی بچ جائیں گے۔

الغرض! جو جنتی مؤمن ایسے بچے حاصل کریں گے وہ بھی ''وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ'' بن سکتے ہیں۔

قارئین کرام! مولا کریم یہ بچے اپنی مرضی سے پیدا کرے یا اہل جنت جو بچے چاہیں وہ پیدا ہوں یا دنیا کے بچے ہی وہاں ''ہمیشہ رہنے والے خوب صورت بچوں'' کا روپ دھاریں،

[1] مسند احمد: ١١٠٧٩ - ابن ماجه: ٤٣٣٨ و قال الالبانی صحیح.

Marfat.com

جو بھی ہوں، وہ ہوں گے تو بچے ہی۔ یہ سارے ہی شامل ہوں تو ہوں گے تو وہ بچے ہی۔

قارئین کرام! یہ بچے ہمارے مولا کی اس دنیا میں بھی موتیوں کی طرح ہیں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد کریم ﷺ ان موتیوں سے بڑی محبت کیا کرتے تھے۔

اے ماں باپ بننے والو! میں آپ کو تازہ سائنسی ریسرچ سے آگاہ کروں۔ ایک فوجی جو جنگ میں ہوتا ہے۔ دھماکے سن کر اور خونریزی دیکھ کر اس کے دماغ پر جو نفسیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں وہی اثرات اس بچے پر مرتب ہوتے ہیں جب اس کے ماں باپ لڑائی کرتے ہیں۔ لہٰذا اپنے بچوں کو اپنی لڑائی کے بم دھماکوں اور خونریزی سے بچاؤ۔ طریقہ یہ ہے کہ گھر کو امن کا گہوارہ بناؤ۔ یہی گھریلو امن بچوں سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

میں نے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ، مسند احمد، موطا امام مالک، حدیث کی کتابوں کو پڑھا۔ حضور ﷺ کی احادیث کے وہ موتی چنے جو بچوں سے متعلق تھے۔ حضور ﷺ ان بچوں کے درمیان یوں نظر آتے ہیں جیسے گلاب کے پھول کے گرد موتیے کی سفید کلیاں ہوں۔ آیئے! اس خوش بو سے...... جی ہاں! وہ خوش بو جس نے مدینہ کی فضاؤں کو معطر کیا...... اس سے آپ کے سونگھنے کی طاقت کو بھی فرحت وانبساط میں تبدیل کروں۔ دنیا کے جھمیلوں اور تفکرات سے دامن چھڑاؤں اور طیبہ کی پُر بہار فضاؤں میں لے جاؤں۔ ہاں! ایسی جاں فزا بہار جس میں بچوں کے درمیان پیارے حضور ﷺ نظر آئیں۔ سفید کلیوں کے درمیان گلاب کا پھول نظر آئے۔ سفید موتیوں کے درمیان سرخ یاقوت دکھائی دے اور ٹمٹماتے ستاروں کے درمیان چودھویں کا چاند نظر آئے۔

امیر حمزہ
0300-4078618

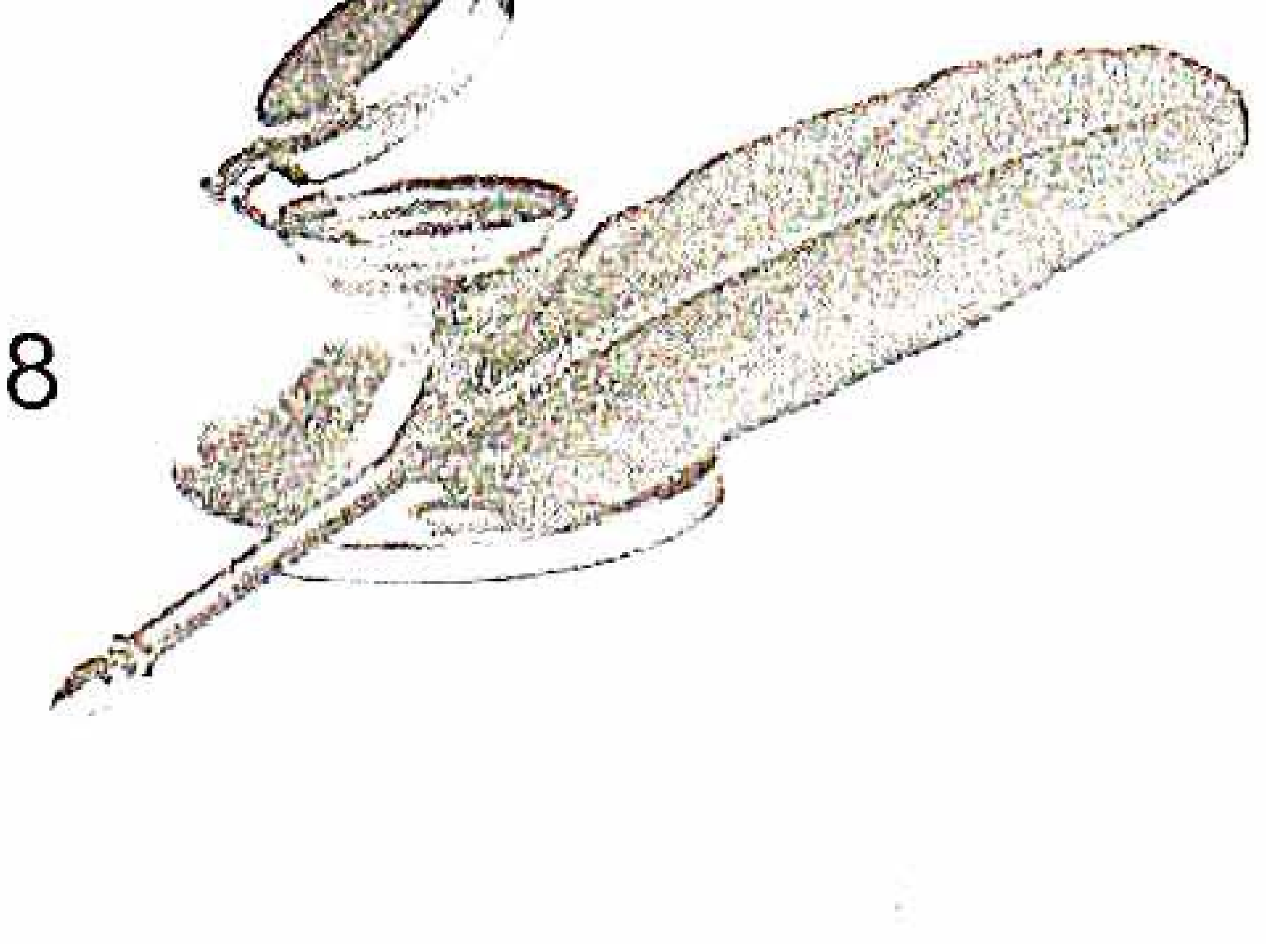

Marfat.com

باب اول

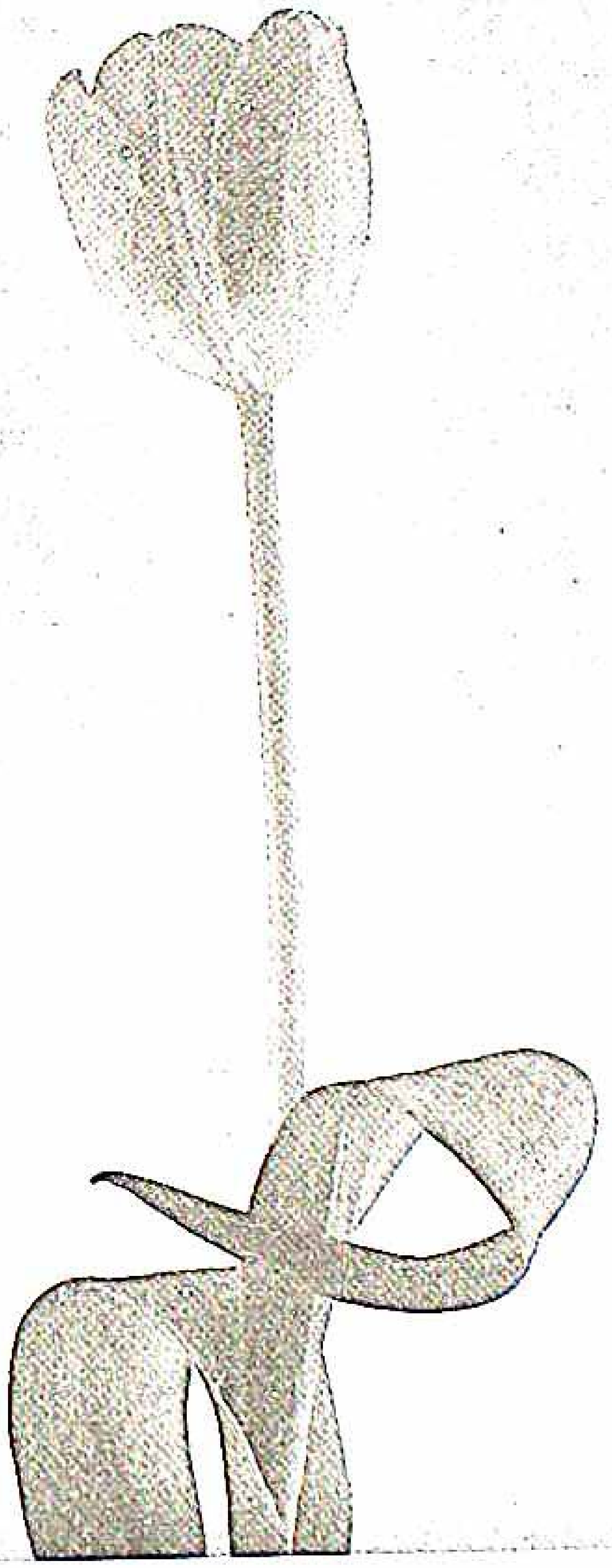

پہلا پھول

Marfat.com

Marfat.com

ننھے حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش اور اذان

''اللہ'' وہ مبارک نام ہے جو ''اسم اعظم'' ہے یعنی سب سے بڑھ کر عظمت والا نام ہے۔ یہ وہ نام ہے کہ اس کا واسطہ دے کر اللہ سے مانگا جائے تو مولا کریم خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے۔ جھولیاں بھر دیتے ہیں۔

دنیا میں جو بچہ آ رہا ہے اس کو پیدا کرنے والا اللہ ہے، لہٰذا حق اور انصاف یہی ہے کہ بچے کے کان میں پہلا نام اسی مالک کا گونجے جس نے اس بچے کو بنایا، اس کو سننے کی قوت سے نوازا۔ یہ سارا سبق ہمیں پڑھایا تو حضرت محمد کریم ﷺ نے۔

حضرت محمد کریم ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں۔ سب سے چھوٹی کا نام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کریم نے بیٹے سے نوازا ہے۔ یہ پہلا بچہ ہے جسے پہلوٹھی کا بچہ کہا جاتا ہے۔

''حضرت عبید اللہ کہتے ہیں کہ ان کے والد ابو رافع رضی اللہ عنہ نے انہیں بتلایا کہ میں نے خود اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے دونوں کانوں میں اذان کہی۔ وہی اذان جو نماز میں کہی جاتی ہے۔'' [1]

قارئین کرام! ''سنن ابو داوٗد'' میں ''کان'' کا ذکر ہے جب کہ مسند احمد میں دو کانوں کا ذکر ہے۔ دو کانوں والی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض لوگ دائیں کان میں اذان جب کہ بائیں کان میں تکبیر کہہ دیتے ہیں اور جو ایک کان والی روایت پر عمل کرتے ہیں تو وہ ایک کان یعنی دائیں کان میں اذان کہہ دیتے ہیں۔

بعض علماء اس روایت کو کمزور خیال کرتے ہیں لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ تو اس کو ''حسن'' کہتے

---

[1] ابو داود: ٥١٠٥ و قال الالبانی حسن۔ مسند احمد: ٢٤٣٧١.

Marfat.com

ہیں۔ بچہ بھی حسن (رضی اللہ عنہ) اور حدیث بھی حسن۔ میں کہتا ہوں کمزور بھی ہو تو حضرت محمد کریم ﷺ کی امت کا شروع سے لے کر آج تک جو عمل ہے وہ متواتر اور مسلسل ہے اور ساری دنیا کے مسلمانوں میں ہے لہٰذا یہ تواتر و تسلسل ایسا ہے جو حدیث کے ضعف کو دور کرتا ہے۔ ''مسند احمد'' کی ہی ایک اور روایت کے مطابق اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچے کا نام حضور ﷺ نے ''حسن'' رکھا۔ سبحان اللہ! جب بچہ پیدا ہوا تو اذان بھی حضور ﷺ نے کہی اور پھر نام بھی حضور ﷺ نے ہی رکھا۔ حسن کے معنی بھی خوب صورت اور حسین کے ہیں۔ جب یہ نام حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا تو اور حسین ہو گیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شباہت

بچہ جب چار، چھ یا آٹھ ماہ کا ہو جاتا ہے تو ماں کے چہرے کے ساتھ اچھی طرح مانوس ہو جاتا ہے۔ وہ اب ماں کے چہرے کو پہچاننے لگ جاتا ہے۔ یہ پہچان ماں کے دل کو گدگدانا شروع کر دیتی ہے۔ ساتھ ہی بچہ مسکرانے بھی لگتا ہے۔ یوں دونوں ماں بچے کے درمیان محبت کی کشش پیدا ہوتی ہے تو ماں کے بازو بے اختیار اٹھتے ہیں اور بچے کو اٹھاتے ہیں۔ اب ماں اور بچے کا چہرہ آمنے سامنے ہوتا ہے۔ ماں بے اختیار باتیں کرنا شروع کر دیتی ہے۔ بچہ مسکرائے جاتا ہے۔ ماں کو پتا ہے کہ وہ میری باتوں کا جواب نہیں دے سکتا، وہ سمجھ بھی نہیں سکتا، اس کے باوجود وہ باتیں کیے چلی جا رہی ہے:

میرا بادشاہ
میرا شہزادہ
میں قربان جاؤں
سب سے حسین
سب سے خوب صورت
میرے خوابوں کا راجا

Marfat.com

میرا پھول

میرا چاند

ملائی اور مکھن

بچے کے منہ سے رال گرتی ہے۔ اس میں بو (Smell) نہیں ہوتی۔ میل نہیں ہوتا۔ گند نہیں ہوتا۔ ماں کو یہ رال شہد سے بڑھ کر میٹھی محسوس ہوتی ہے۔ اب وہ اپنا منہ اس کے منہ سے لگاتی ہے، رال کو چاٹ لیتی ہے۔ اس کا منہ کھلا ہوتا ہے تو کھلے منہ کے بوسے لیتی جاتی ہے۔ محبت ہے کہ اس انداز سے بھی مکمل نہیں ہونے پاتی۔ اب وہ اچھالنا شروع ہو جاتی ہے۔ بچہ اب جب ہوا میں اچھلتا ہے، ماں کی بانہوں میں ہوائی جھولے جھولتا ہے تو ہنسنا شروع کر دیتا ہے۔ ہنسنے کی آواز جب بچہ نکالتا ہے تو گویا ماں کی محبت کا کلیجہ باہر نکال دیتا ہے۔ اب ماں محبت کے آخری سین کو یوں بند کرتی ہے کہ اپنے سینے سے چمٹا لیتی ہے۔ وہی سینہ جو بچے کی خوراک کا مرکز ہے، محبت اور خوراک کا سینٹر ہے۔ ماں اسے یہاں چمٹاتی ہے تو پھر بھی محبت کی تکمیل محسوس نہیں کرتی۔ چنانچہ دونوں بازوؤں کے ساتھ اوپر سے ڈھانپ کر چہرے کو جھکاتی ہے اور سر کو چومنا شروع کر دیتی ہے۔

اے بچے کی ماں! ہمارے پیارے حضور ﷺ کی سب سے پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ننھا بیٹا حسن رضی اللہ عنہ بھی اب ذرا بڑا ہو گیا ہے۔ یہ بچہ چار ماہ کا ہے، چھ کا ہے یا آٹھ ماہ کا ہے!

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے اس بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو بازوؤں پر اچھالے جا رہی تھیں اور کہے جا رہی تھیں:

میرے ماں باپ قربان

تیری مشابہت نبی ﷺ کے ساتھ ہے

علی (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ نہیں ہے [1]

---

[1] مسند احمد: ٢٦٩٥٤.

Marfat.com

قارئین کرام! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں کہا کہ ''میرے بیٹے کی مشابہت میرے باپ کے ساتھ ہے۔'' ''اے حسن! تیرے نانا کے ساتھ ہے'' یہ بھی نہیں کہا۔ جی ہاں! حضور ﷺ کا نام بھی نہیں لیا کہ ''محمد کریم ﷺ کے ساتھ۔'' جی ہاں! لفظ استعمال کیا تو ''نبی'' کا لفظ استعمال فرمایا۔ اسی میں تو کمال ہے۔ اللہ کے نبی، اللہ کے رسول (ﷺ) کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شکل ملتی ہے۔ یہی تو جلالت شان ہے۔ قارئین کرام! جب ہمارے پیارے حضور حضرت محمد کریم ﷺ معراج کے موقع پر آسمانوں کی سیر کرتے کرتے آخری آسمان یعنی ساتویں آسمان پر گئے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں:

((وَ رَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ اَنَا اَشْبَهُ وُلْدِهٖ بِهٖ)) [1]

''میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ ان کی اولاد میں ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت میری ہے۔''

قارئین کرام! حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان میں ہیں۔ قرآن میں ہے وہ آہیں بھرنے والے، حوصلے والے یعنی بڑے ہی نرم دل تھے۔ ان سے جو مشابہ ہیں وہ ہمارے رسول حضرت محمد کریم ﷺ بہت ہی زیادہ نرم اور عظیم اخلاق والے ہیں۔ اب ان کے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنے نانا محترم کی طرح انتہائی نرم دل ہیں، خوب صورت ہیں، حسین ہیں۔ چہرہ بھی خوب صورت اور اخلاق بھی خوب صورت۔

قارئین کرام! دیکھا آپ نے!! جلالت شان کہاں جاتی ہے۔ اسی لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو اچھالتے ہوئے ''نبی'' کے ساتھ مشابہت کی بات کی۔ اے ماں بننے والیو! ہم سب حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر قربان کہ جن کا چہرۂ مبارک رب کے رسول سے ملتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے۔

اے اللہ! میری بہنوں اور بیٹیوں کے بچوں کو حضرت حسن رضی اللہ عنہما والا کردار عطا فرما اور

---

[1] مسلم: ١٦٨.

Marfat.com

قیامت کے دن حشر میں بھی ان کے پیچھے چلنے والا بنا۔ (آمین!)

ننھے حسن رضی اللہ عنہ کا پیشاب

حضرت ابو سمحہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا خادم تھا۔ ایک بار آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو لایا گیا:

((فَبَالَ عَلٰی صَدْرِہٖ))

''بچے نے حضور ﷺ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دھونا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا پانی چھڑک دو (یہی کافی ہے)۔ [1]

قارئین کرام! احوال و قرائن بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاک سینے پر پیشاب کرنے والے ننھے حسن رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ زمینی حقیقت یہ بھی بتلاتی ہے کہ حضور ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ کوئی ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو لایا اور نانا جان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے پیار سے پکڑا اور سینے سے چمٹا لیا۔ جب سینے سے چمٹا لیا تو بوسہ بھی لیا ہوگا اور ادھر ننھے حسن رضی اللہ عنہ نے پیشاب کر دیا۔ قانون یہ بن گیا کہ وہ بچہ جو ماں کا دودھ پیتا ہو اور دودھ کے علاوہ دیگر غذا نہ کھاتا پیتا ہو تو اس کے پیشاب پر پانی کے چھینٹے مارنا ہی کافی ہوتا ہے۔

کیسا ہے خوب صورت انداز کہ کمال ہے حضور ﷺ کا بچوں سے پیار۔ صحابہ کے درمیان چمک رہا ہے میرے حضورؐ کا رخِ جمال۔ سینے سے چمٹا کر حسن رضی اللہ عنہ سے ہو رہا ہے حضور ﷺ کا لاڈ اور پیار۔ حضور ﷺ کو اپنے سینے پر اچانک ہوا احساس کہ تازہ تازہ اور گرما گرم تھا ننھے کا پیشاب۔

پیارے بچو! بچوں سے پیار کرنے والے ایسے حضور ﷺ پہ بے شمار سلام!
ننھے حسن رضی اللہ عنہ کی قسمت کو چمکا گئے چودھویں کے بے شمار چاند۔

---

[1] ابن ماجه: ٥٢٦۔ ابو داود: ٣٧٦۔ ابن خزيمة: ٢٨٣ اسناده حسن.

Marfat.com

ننھے حسن رضی اللہ عنہ کا لعاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنا چشم دید منظر بیان کرتے ہیں۔ دونوں جہانوں کے سردار حضرت محمد ﷺ چل رہے ہیں۔ آپ ﷺ پر ایک سوار سواری کر رہا ہے۔ یہ سوار کون ہے؟ منظر کیسا ہے؟ ملاحظہ ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے!

((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حَامِلًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ وَ لُعَابُهُ يَسِيلُ عَلَيْهِ)) [1]

''میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ نے ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں سوار کر رکھا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور ننھے حسن رضی اللہ عنہ کے منہ سے رال بہ رہی تھی جو حضور ﷺ پر گر رہی تھی۔''

ننھے حسن رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان ﷺ کے کندھوں پر سوار ہیں۔ رال بہ رہی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتلایا کہ رال بہ رہی ہے۔ وہ تفصیل میں نہیں گئے کہ کہاں بہ رہی تھی۔ لہٰذا وہ رال حضور ﷺ پر بہ رہی تھی۔ سوچتا ہوں کبھی حضور ﷺ کی کالی زلفوں کے ساتھ لگتی ہوگی۔ کبھی آپ ﷺ کے کان مبارک کے ساتھ لگ جاتی ہوگی۔ کبھی حضور ﷺ کی گردن مبارک پر رال گرتی ہوگی۔ حضور ﷺ چلے جا رہے ہیں۔ ننھے حسن رضی اللہ عنہ کی رال بھی بہے جا رہی ہے۔ کمال محبت ہے نانا کی نواسے کے ساتھ۔ عرب میں بھلا یہ کہاں رواج تھا کہ کوئی سردار چلے، بازار میں چلے، اس کا نواسہ اس کے کندھوں پر سوار چلے۔ جی ہاں! میرے حضور ﷺ سردار ہیں، شاہ عرب ہیں اور وہ اپنے نواسے کو کندھے پر سوار کیے یوں جا رہے ہیں جیسے عام آدمی جاتا ہے، چلے جا رہا ہے۔ قربان ایسے سردار دو جہاں ﷺ پر کہ جو ننھے بچے سے یوں پیار کا عملی اظہار کیے مدینے میں چلے جا رہے ہیں۔ اور قربان اس ننھے سوار پر بھی جو جنت کے جوانوں کے سردار بن گئے۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل: ۹۷۷۸۔

Marfat.com

زبان اور ہونٹوں کے بوسے

بچہ جب تھوڑا سا سمجھ کے قابل ہوتا ہے، ہنسنا اور کھیلنا شروع کرتا ہے، تو ماں کیا کرتی ہے...... اپنے بچے کا دل بہلانے اور اپنا دل خوش کرنے کے لیے اسے چومتی ہے، باتیں کرتی ہے۔ بچہ اب کھلکھلا تا ہے۔ ماں کو اس کا کھلکھلانا اتنا بھاتا ہے کہ وہ اس کی زبان کو چومتی ہے، اپنی زبان اس کے منہ میں ڈالتی ہے، زبان کی نوک بچے کو دکھلاتی ہے۔ بچہ اسے کھلونا سمجھتا ہے، خوش ہوتا ہے۔ اور بچے کی فطرت ہے کہ وہ ہر شے کو منہ میں ڈالتا ہے، ہاتھ سے پکڑتا ہے اور منہ میں ڈالتا ہے۔ اب ماں کی ہلتی اور حرکت کرتی زبان کو بچہ پکڑنے کی کوشش کرتا ہے تو پکڑی نہیں جاتی۔ پکڑتا ہے تو چھوٹ جاتی ہے۔ پھر ماں اسی زبان کی نوک کو اپنے بچے کی زبان سے لگاتی ہے۔ بچے کو گدگدی ہوتی ہے۔ وہ اور ہنستا ہے اور کھلکھلاتا ہے۔ ماں اس کا ہونٹ اپنے ہونٹوں سے پکڑ لیتی ہے، زبان اس سے لگاتی ہے۔ الغرض! ماں اور بچے کا یہ باہمی پیار دیکھنے میں آتا ہے۔ یہ محبت کی معراج ہے، پیار کی بلندی ہے، الفت کی کہانی ہے، اور دل لگی کی چوٹی ہے۔

قارئین کرام! ہمارے حضور نبی کریم ﷺ اپنی اولاد سے سب سے بڑھ کر محبت کرنے والے تھے۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی گواہی ہے۔ جی ہاں! ماؤں سے بڑھ کر محبت کرنے والے۔ سارے جہانوں کے لیے رحمت بن کر آنے والے۔ اپنی اولاد کے لیے کس قدر محبت کرنے والے تھے، یہ نظارہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ نظر آتا ہے۔ جو منظر ہم نے ماں بیٹے کا بیان کیا، کچھ ایسا ہی منظر حضور ﷺ کا تھا جو وہ اپنے ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو خوش کرنے کے لیے کر رہے تھے۔ کیسے؟ آیئے دیکھتے ہیں!

جی ہاں! منظر چشم دید ہے۔ آنکھوں دیکھا ہے۔ دکھاتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ۔ بتلاتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمُصُّ لِسَانَهٗ اَوْ قَالَ شَفَتَهٗ يَعْنِى الْحَسَنَ

Marfat.com

بْنَ عَلِيٍّ .)) [1]

''میں نے خود اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زبان چوس رہے ہیں یا ہونٹ چوس رہے ہیں۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ چند ماہ کے چھوٹے اور ننھے سے بچے ہیں۔ حضور ﷺ اپنے ننھے نواسے کو خوش کررہے ہیں۔ قربان حضور ﷺ کی اداؤں پر، جو بچے کو خوش کرنے والی ہیں۔

حضور ﷺ کا چومنا

صحابہ رضی اللہ عنہم موجود ہیں، مجلس میرے حضور ﷺ کی لگی ہوئی ہے، اس مجلس میں ایک دیہاتی بھی موجود ہے۔ اس کا نام اقرع ہے۔ "اقرع" اس پہاڑ کو کہتے ہیں جس پر سبزہ نہ ہو، یعنی خشک ہو۔ مجلس میں ننھے حسن رضی اللہ عنہ بھی آکر بیٹھ گئے۔ پھر کیا ہوا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنتے ہیں۔ بتلاتے ہیں:

''اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کا منہ چوم لیا۔ حضور ﷺ کے پاس ہی اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: میرے دس بچے ہیں، میں نے آج تک ان میں سے کسی ایک کا بھی منہ نہیں چوما۔

((تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ))

''عجیب ہے تم بچوں کو چومتے ہو۔ ہم تو نہیں چومتے۔''

اس بات پر

((فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ))

''اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی طرف دیکھا۔''

اور فرمایا:

((مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ))

---

[1] مسند احمد بن حنبل: ١٦٩٧٣.

۱۲۵۳۸۳

Marfat.com

''جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔''

((اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ))

''اگر اللہ نے تیرے دل کو نرمی سے محرم کر دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟''[1]

اللہ اللہ! رحمۃ للعالمین ﷺ کا انداز اپنے اندر کس قدر ناراضی لیے ہوئے ہے۔ بچوں کی خاطر حضور ﷺ غصے میں آگئے کہ یہ کیسا باپ ہے جس کو اللہ نے دس بچے دیے اور اس کا دل ان کے ساتھ دل لگی سے محروم ہے، محبت کرنے سے محروم ہے، اور پھر یہ ہمیں بھی اپنے جیسا بنانا چاہتا ہے۔ جس طرح اس کے دل کی زمین شادابی سے محروم ہے، روئیدگی سے محروم ہے، سبزے سے محروم ہے، یہ اسی طرح ہمیں بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ جی ہاں! حضور ﷺ بچوں کے ساتھ عدم رحمت برداشت نہ کر سکے اور دو جملے ارشاد فرما دیے۔ ایک کی سمت اللہ کی طرف ہے اور دوسرے کی سمت اپنی طرف ہے اور دونوں میں ہی بیزاری کا اظہار ہے اس شخص سے جو بچوں سے محبت کرنے سے بیزار ہے۔ خوش ہو جاؤ اے بچو! تمہاری خاطر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے رویے کا اظہار ہو رہا ہے جس میں تمہارے لیے پیار ہی پیار ہے۔

کوت کتاڑیاں / گدگدی

''کوت کتاڑیاں'' پنجابی کا لفظ ہے۔ مجھے اردو میں اس کا متبادل نہیں ملا۔ چلو! نہیں ملا تو کوئی بات نہیں۔ اردو زبان ایسی زبان ہے کہ جو مختلف زبانوں کا ملغوبہ ہے۔ چنانچہ آج سے ہم نے ''کوت کتاڑیاں'' کو بھی اردو زبان میں داخل کر دیا ہے۔

بچہ جب آٹھ دس ماہ یا سال سوا سال کا ہوتا ہے تو اسے کوت کتاڑیاں کرنے کا بڑا مزا آتا ہے۔ یہ کوت کتاڑیاں ماں بھی کرتی ہے، باپ بھی کرتا ہے، بھائی اور بہنیں بھی کرتی ہیں۔

ماں نے بچے کو نہلایا دھلایا اور صاف ستھرا کر کے چارپائی یا پلنگ پر لٹا دیا۔ بچہ ننگا لیٹا

---

[1] بخاری: ۹۸-۵۹۹۷۔

ہوا ہے، تازہ بہ تازہ ہے۔ ماں کی طرف دیکھ کر مسکرایا تو ماں نے اسے اور ہنسانا شروع کر دیا، اس کے بوسے لینا شروع کر دیے۔ کبھی سینے پر، کبھی پیٹ پر۔ پیٹ میں ناف پر۔ پھر ناف پر منہ رکھ کر پھونک ماری تو آواز نکلی، بچے کو گدگدی ہوئی، اس سے ہنسنے لگ گیا۔ اور جب ساتھ آواز بھی پھٹاں پھٹاں کی سنی تو کھلکھلاہٹ کی آواز بھی بلند ہونے لگی۔ اب ماں کا دل اور راضی ہوا۔ وہ بچے کو اور خوش کرنے لگی۔ اپنی انگلیوں کے نرم پوروں سے بچے کی بغلوں میں گدگدی کرنے لگی۔ بچہ ہنسا تو گردن میں گدگدی شروع کر دی۔ اب تو بچہ لوٹ پوٹ ہونے لگ گیا۔ ساتھ سینے پر گدگدی اور ناف پر بوسے اور پھنکاریں۔ ساتھ بیٹھی دادی نے کہا:

''بس کر! کہیں نظر نہ لگ جائے۔ زیادہ ہنسے گا تو پیٹ میں درد ہو جائے گا، پھر روئے گا بھی۔''

قارئین کرام! یہ ہیں کوت کتاڑیاں۔ معلوم ہوتا ہے ننھے حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہ کوت کتاڑیاں ہوتی تھیں۔ یہ کوت کتاڑیاں دو تین سال کے بچے کو بھی ہو سکتی ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو یہ کوت کتاڑیاں یاد تھیں، یا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا ہو گا، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتلایا ہو گا کہ اللہ کے رسول ﷺ تجھے کوت کتاڑیاں کرتے تھے:

''عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس دوران میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: مجھے اپنے جسم کا وہ حصہ دکھلائیں جہاں اللہ کے رسول ﷺ بوسہ لیا کرتے تھے۔ میں بھی اس جگہ کو چوموں۔ حضرت عمیر کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی قمیص اٹھا لی تو

((فَقَبَّلَ سُرَّتَهُ))

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ناف کو چوم لیا۔'' [1]

قارئین کرام! اس سے پتا چلا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول سے بے پناہ محبت ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کو جس سے محبت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس سے محبت کا

[1] مسند احمد: ۷۴۵۵.

Marfat.com

اظہار کر رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے جو سوال کیا وہ بھی بڑا قابل غور ہے، کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ تو معلوم ہی تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ننھے حسن رضی اللہ عنہ کا سر بھی چوما ہے، رخساروں کا بوسہ بھی لیا ہے، ماتھا بھی چوما ہے، تو کیوں نہ بدن کی بات کی جائے۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قمیص اٹھائی اور ناف کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہاں سے چوما ہے حضرت محمد کریم ﷺ نے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جھٹ سے وہاں اپنے ہونٹ رکھ دیے جہاں میرے حضور ﷺ نے اپنے ہونٹ مبارک رکھے تھے۔

میں سوچتا ہوں نہ جانے کتنی بار حضور ﷺ نے ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو چوما ہو گا، ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو ہنسایا ہو گا۔ کہاں کہاں سے ننھے حسن رضی اللہ عنہ کے جسم کو چھوا ہو گا، لمس کیا ہو گا، ہلکا ہلکا بچ کر کے ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو کھلکھلاہٹ پر ابھارا ہو گا۔ پھر ناف سے چوم کر جب میرے حضور ﷺ نے پھونک کا ''پھلانکا'' مارا ہو گا تو ننھے حسن رضی اللہ عنہ کی کھلکھلاہٹ نے حضور ﷺ کو خوش خوش کر دیا ہو گا۔

پیارے بچو! یہ ہیں ہمارے حضور ﷺ۔ ذرا سوچو تو سہی، کتنے پیارے نظر آتے ہیں ننھے بچوں کے درمیان۔ درود ان پر، سلام ان پر، ان کی آل پر، ان کی اولاد پر، ان کے اصحاب پر، حضور ﷺ کی بنات پر، حضور ﷺ کی ازواج مطہرات پر۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا، چکی اور بچہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں تھوڑا سا لیٹ ہو گئے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ بلال! لیٹ کیوں ہوئے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قریب سے گزرا تو آٹا پیس رہی تھیں جب کہ پاس بیٹھا ہوا بچہ رو رہا تھا۔ میں نے انہیں پیش کش کی کہ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آٹا پیس دیتا ہوں، آپ بچے کو چپ کروالیں۔ اور اگر آپ یوں پسند نہ کریں تو میں آپ کے بچے کو چپ کرا دیتا ہوں اور آپ آٹا پیس لیں۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں:

Marfat.com

((اَنَا اَرْفَقُ بِابْنِیْ مِنْكَ))

''بلال! میں تم سے کہیں بڑھ کر اپنے بیٹے کے لیے نرم ہوں۔''

چنانچہ میں آٹا پیسنے لگ گیا اور یوں لیٹ ہو گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَرَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ))

''بلال! تم نے فاطمہ کے ساتھ مہربانی کی، اللہ تم پر مہربانی فرمائے۔'' [1]

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ نے جب اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کی تھی تو دو چکیاں بھی دی تھیں۔ محسوس ایسے ہوتا ہے کہ وہ ہستی جو سب کے کام آنے والی تھی یعنی حضرت محمد کریم ﷺ، اور وہ خاتون جو اپنا مال مسلمانوں کے لیے وقف کرنے والی تھیں یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، ان دونوں کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی والدہ اور والد کا کردار ادا کیا۔ دو چکیاں ملی تھیں۔ ایک گھر میں لگائی، دوسری مدینے کے بازار میں لگا دی تاکہ وہ خواتین جن کے گھر میں چکی نہ ہو تو وہ یہاں آٹا پیس لیں، یا اگر چکی ہو بھی تو بعض اوقات خراب بھی ہو جاتی ہے، لہٰذا اس چکی پر آٹا پیس لیا جائے۔ یوں رفاہ عام کی خاطر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک چکی مدینے کے بازار میں ذرا سائیڈ پر نصب کروائی۔ اب اتفاق یہ ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گھر والی چکی خراب ہو گئی تو فجر سے پہلے منہ اندھیرے وہ یہاں آٹا پیسنے چلی آئیں۔ بڑا بچہ تو حسن رضی اللہ عنہ ہی تھا...... وہ بھی ماں کے ساتھ فجر کے وقت اٹھ گیا۔ اب ماں نے بچے کو بھی پاس بٹھا لیا۔ خود آٹا پیسنا شروع کر دیا۔ ننھا حسن رضی اللہ عنہ رونے لگا۔ پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ گزرے تو انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اپنی خدمات پیش کر دیں۔ لوگو! ذرا دیکھو۔ حکمرانو! ذرا غور کرو۔ یہ شاہ مدینہ کی بیٹی ہیں، شہزادی ہیں۔ جی ہاں! دنیا میں ہی نہیں، آخرت میں بھی جنت کی شہزادی ہیں، جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

سلام ایسے شاہ عرب پر!

---

[1] مسند احمد بن حنبل: ١٢٥٥٢.

Marfat.com

سلام ایسی شہزادی پر!

سلام رونے والے ننھے شہزادے پر!

اور سلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی خدمات پر!

اے اللہ! ہم سب کو خواتین اور بچوں کے ساتھ رحم کرنے والا بنا دے۔ کام آنے والا بنا دے (آمین!)

او پُتری! او پُتری!!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ایک بار اللہ کے رسول گھر سے نکلے، بنو قینقاع کے بازار کی طرف چل نکلے۔ میرا ہاتھ تھامے بازار کا چکر لگایا اور واپس آ گئے۔ واپسی پر آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر چلے گئے۔ صحن میں گئے تو ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو آوازیں دینے لگے

میرا پتری کدھر گیا؟

میرے پتری کو میرے پاس لاؤ۔

اتنے میں دبڑ دبڑ کرتے ننھے حسن رضی اللہ عنہ آ گئے۔ آتے ہی حضور رضی اللہ عنہ سے چمٹ گئے۔ اپنی بانہوں کو حضور ﷺ کی گردن مبارک کا ہار بنا لیا۔ حضور ﷺ نے بھی اپنے ساتھ چمٹا لیا اور تین مرتبہ فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَ اَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ))

''اے اللہ! میں حسن سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اس کو محبوب بنا لیں، اور جو شخص بھی حسن سے محبت کرے اللہ آپ اس سے محبت کر لیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جب بھی جناب حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو وہ بچپن کا منظر یاد آ جاتا ہے اور میری آنکھوں سے (محبت کے) آنسو بہ نکلتے ہیں۔ [1]

قارئین کرام! حضرت حسن رضی اللہ عنہ اب شاید ایک سال یا اس سے کم و بیش عمر کے ہو گئے ہیں، بھاگنے لگ گئے ہیں۔ اس عمر میں بچہ توتلی زبان سے باتیں بھی کرتا ہے اور بڑا پیارا لگتا

[1] رواه البخاری فی الادب المفرد: ١١٨٣۔ مسند احمد: ١٠٩٠٤، ٨١٩٩.

Marfat.com

ہے۔ حضور ﷺ کسی کام کی غرض سے بازار تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو ننھے حسن رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ عربی میں جو لفظ ہے پیار سے بچے کو بلانے کا، وہ "لُکَعُ" ہے۔ میں نے اس کا ترجمہ اپنی زبان میں "پُتری" کر دیا ہے۔ میں خود بچوں کو جب پیار سے بلاتا ہوں تو یہی لفظ استعمال کرتا ہوں۔ ہر زبان میں اپنے اپنے الفاظ ہیں اور میں نے "پتر" سے "پتری" بنایا ہے۔ جس طرح بیٹی کو پیار سے بلایا جائے تو اردو میں "بیٹا" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ بٹیا بھی کہا جاتا ہے۔ باقی ہر شخص، ہر ماں اور ہر باپ کے پیار بھرے اپنے ہی الفاظ ہوتے ہیں، جو کسی ڈکشنری میں نہیں ملتے۔ اصل مقصود تو بچوں سے پیار ہے۔ میرے حضور ﷺ بچوں کے درمیان پیار کرتے نظر آتے ہیں اور کمال ہی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا کمال کہ جس میں جمال ہی جمال ہے، اور جمال ایسا ہے کہ جو لاجواب ہے۔ صدقے اور قربان اپنے حضور ﷺ کے ایسے بے مثال انداز پر!

سجدے کا سوار

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ظہر کی نماز تھی یا عصر کی تھی، مجھے اچھی طرح یاد نہیں، حضور ﷺ نماز پڑھانے گھر سے تشریف لائے۔ آپ ﷺ ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے تھے یا ننھے حسین رضی اللہ عنہ کو، یہ بھی اچھی طرح یاد نہیں۔ بہرحال آپ ﷺ آگے بڑھے، بچے کو بٹھایا اور اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ جب حضور ﷺ سجدے میں گئے تو سجدے کو بہت لمبا کر دیا۔ میں نے سر اٹھایا اور حضور ﷺ کی طرف دیکھا تو بچہ آپ ﷺ کی کمر پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں فوراً پھر سجدے میں چلا گیا۔ پھر جب حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آج تو آپ نے بڑا لمبا سجدہ کیا۔ ہم تو ڈر گئے کہ شاید کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے یا وحی کا نزول شروع ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے اس قدر لمبا سجدہ ہو گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنَّ ابْنِىْ اِرْتَحَلَنِىْ فَكَرِهْتُ اَنْ اُعَجِّلَهٗ

Marfat.com

حَتّٰی یَقْضِیَ حَاجَتَہٗ))

''تم لوگوں کے خدشات میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ بس بات اتنی سی تھی کہ میرا یہ بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا۔ اب مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں بچے کو جلدی سے نیچے اتار دوں۔ میں نے کہا یہ اپنے کھیل کود کی خواہش کو پورا کر ہی لے۔'' [1]

قارئین کرام! امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ مندرجہ بالا واقعے کو اپنی حدیث کی کتاب میں دو بار لائے ہیں۔ اپنی مسند کا اختتام بھی انہوں نے اسی حدیث پر کیا ہے جو ابھی ہم نے بیان کی کہ اے اللہ! جو شخص حسن (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرے آپ بھی اس سے محبت کر لیں۔ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند کا اختتام ایسی حدیث سے کیا کہ جس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور ﷺ کی محبت آخری مقام پر پہنچ گئی ہے۔ گمان یہ ہے کہ حضور ﷺ پر سوار ہونے والے حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے جس کی وجہ سے وہ یہ حدیث لائے۔ ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اے اللہ! میں اپنی کتاب کا اختتام حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور ﷺ کی محبت کے واقعہ سے کر رہا ہوں، لہٰذا تو مجھے اپنی محبت کے دامن میں چھپا لے۔

قارئین کرام! غور فرمائیے! ہمارے پیارے حضور ﷺ نے ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھا کہ اس کے کھیل میں کوئی حرج نہ ہو۔ وہ کھیل کود کر خود ہی اتر جائے تو میں سر اٹھا لوں گا۔ اللہ اللہ! کیا مقام ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا، سجدے کے سوار کا کہ دو جہانوں کے سردار سجدے میں اپنے رب کی تعریفیں کر رہے ہیں:

۱۔ پاک ہے میرا رب جو انتہائی بلند و بالا ہے۔

۲۔ وہ انتہائی پاک مولا تمام عیبوں سے پاک ہے۔

۳۔ اس کی تسبیح و تقدیس جو فرشتوں اور جبریل علیہ السلام کا رب ہے۔

ہاں ہاں! اور ننھے حسن رضی اللہ عنہ سجدے میں رب کی تعریفیں کرنے والے اپنے نانا

---

[1] رواہ النسائی۔ و قال الالبانی صحیح۔ مسند احمد: ۲۸۱۹۹ .

Marfat.com

جان ﷺ کی کمر پر کھیل رہے ہیں۔ کبھی گردن تک آ جاتے ہیں۔ کندھوں پر اٹکھیلیاں کر رہے ہیں۔ کھیلتے کھیلتے خود ہی گر جاتے ہیں یا اتر جاتے ہیں تو حضور ﷺ اپنا سر مبارک اٹھاتے ہیں۔ اب بھلا وہ الگ ہو کر کون سا بیٹھ گئے ہوں گے۔ اب کود کر گود میں آ دھمکے ہوں گے اور حضور ﷺ نے پیار سے بٹھا لیا ہوگا۔ اور سلام پھیرا تو پہلے سلام کا مستحق تو وہی ٹھہرا جو گود میں تھا۔ اللہ کی رحمت سب سے پہلے اس پر چھم چھم برسی اور پھوار اس پر پڑی جو رحمۃ للعالمین ﷺ کی جھولی میں تھا۔ نانا جان ﷺ اور نواسہ جان پر ہماری جند جان قربان! اے اللہ! ہمیں بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والوں میں شامل فرما لے۔ (آمین!)

میٹھی رال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ اس وقت صدقہ کی کھجوریں تقسیم فرما رہے تھے۔ ننھے حسن رضی اللہ عنہ ان کی گود میں بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ جب کھجوریں تقسیم فرما کر فارغ ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھا لیا۔ ننھے کی رال حضور ﷺ پر بہنے لگ گئی۔ حضور ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر حسن رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھا تو ان کے منہ میں کھجور دکھائی دی۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کی انگلی منہ میں ڈالی اور کھجور نکال دی اور فرمایا:

"بیٹا! تم جانتے نہیں کہ آل محمد (ﷺ) کے لیے صدقہ حلال نہیں۔" [1]

قارئین کرام! محسوس ہوتا ہے کہ حضرت حسن ﷺ کے منہ کی میٹھی رال جب میٹھے رسول ﷺ کی گردن یا کان مبارک پر گری تو حضور ﷺ نے محسوس کیا کہ یہ کیا ہے؟ نظر جو پڑی تو احساس ہوا کہ اچھا، یہ رال تو کھجور کی آمیزش سے تیار ہو کر مجھ پر گر رہی ہے۔ جی ہاں! میرے حضور ﷺ کی ہر حدیث جو حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ وابستہ ہے، اس میں ایک نیا انداز ہے۔ کسی میں اختصار ہے تو کسی میں تفصیل۔ واقعات ایک دو ہیں یا متعدد، مگر

---

[1] مسند احمد: ۷۷۴۳۔

Marfat.com

ہر ایک کا اپنا حسن ہے، لمحہ لمحہ یادگار ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ سب لمحات کو صفحہ قرطاس پر لے آؤں تاکہ یہ حسین لمحات بچوں کو نظر آئیں اور بچوں کے ماں باپ کو بھی نظر آئیں کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کیسے نظر آتے ہیں!

حسنؓ و حسینؓ کے درمیان
حضور عالی شانؐ بچوں کے درمیان

صلح کرانے والا بیٹا

سجدے کے سوار کا ایک اور منظر ملاحظہ ہو۔ یہ بھی باکمال ہے۔ اس میں بھی محبت کا لاجواب انداز ہے!

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب سجدے میں جاتے تو ننھے حسن رضی اللہ عنہ کود کر حضور ﷺ کی کمر مبارک پر سوار ہو جاتے۔ ساری نماز میں ننھے حسن رضی اللہ عنہ اسی طرح ہی کرتے رہے کہ جب بھی حضور ﷺ سجدے میں جاتے وہ اچھل کر سوار ہو جاتے۔ نماز کے بعد کچھ نمازی کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ اس بچے کے ساتھ جو منفرد رویہ اختیار کرتے ہیں، ہم نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی اور کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا ہو۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

''میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ وہ وقت آنے والا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔''

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ دو بار اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان کی خلافت میں مسلمانوں کا اتنا خون بھی نہیں بہنے دیا گیا جتنا سینگی لگوانے سے کسی آدمی کا خون بہتا ہے۔ [1]

قارئین کرام! سینگی لگوانا علاج کا ایک طریقہ ہے۔ آج کے حالات میں یوں کہا جا سکتا

---

[1] مسند احمد: ۲۰۷۲۱.

Marfat.com

ہے کہ ایک ڈاکٹر یا ڈسپنسر اپنے مریض کا خون جس قدر سرنج میں نکالتا ہے اتنا خون بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں نہیں بہایا گیا۔ یہ ہے وہ سبب جس کی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس نواسے کے ساتھ منفرد سلوک کرتے تھے۔

Marfat.com

باب دوم

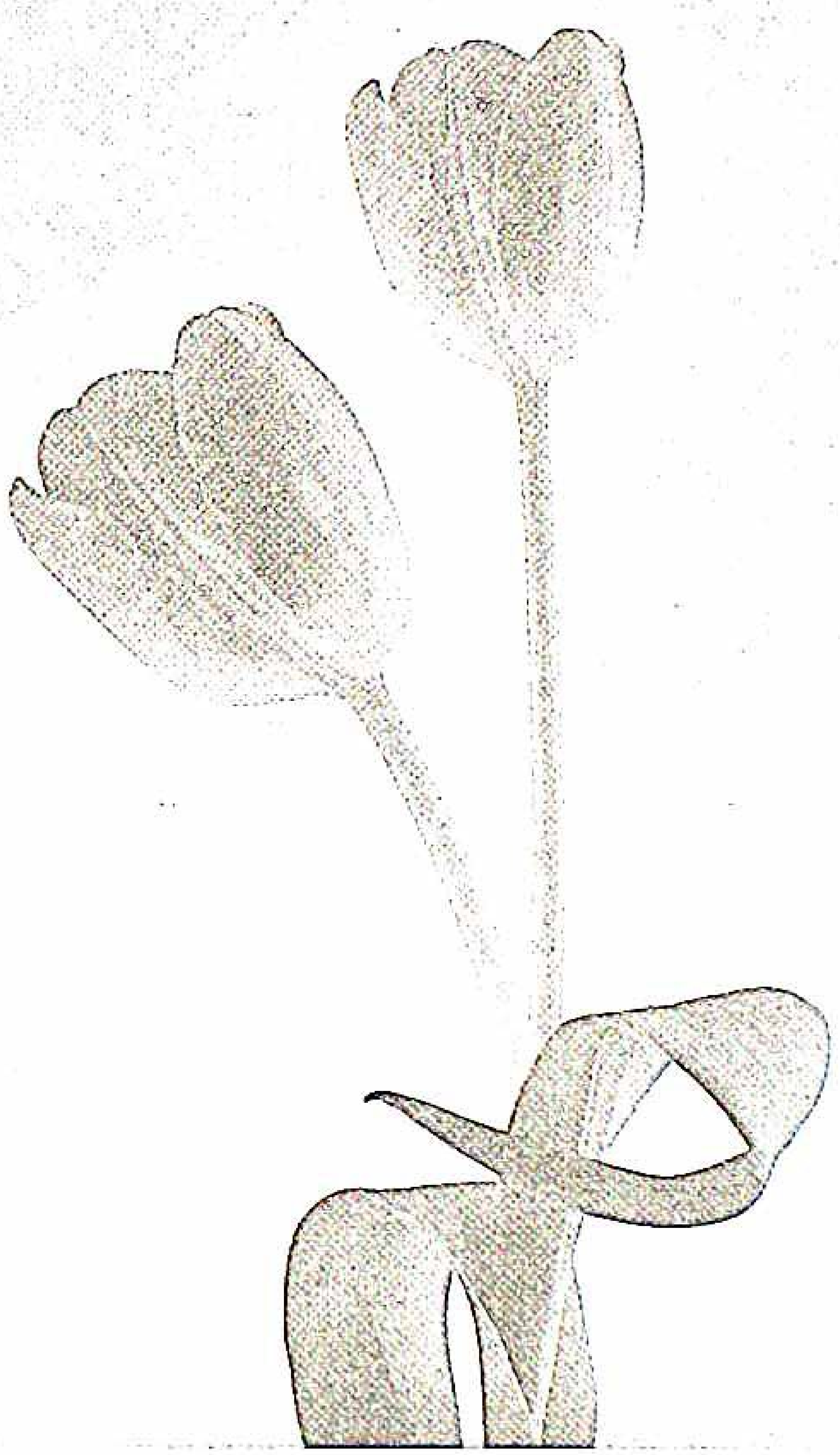

دو پھول

Marfat.com

Marfat.com

خوب صورت جوڑی کے نام

قارئین کرام! اب تک صرف حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا تذکرہ تھا۔ یہ پہلوٹھی کے بچے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک اور بیٹا دے دیا۔ یوں دو بیٹوں کی جوڑی بن گئی۔ چنانچہ اب کے ہم وہ خوب صورت اور پیارے واقعات لائیں گے جن میں جوڑی کے کھیل کود کا تذکرہ ہے، حضور ﷺ کی محبت کا انداز ہے۔ جی ہاں! آئیے، سب سے پہلے اس تفصیل کا آغاز دونوں بچوں کے والد محترم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

''جب حسن (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے تو میں نے اس بچے کا نام ''حرب'' رکھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو پتا چلا کہ بچہ پیدا ہوا ہے، لہٰذا آپ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ مجھے میرا بیٹا دکھلاؤ۔ تم لوگوں نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی: جی ''حرب'' رکھا ہے۔ فرمانے لگے: نہیں، یہ ''حسن'' ہے۔ پھر جب حسین (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے تو میں نے اس کا نام ''حرب'' رکھ دیا۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمانے لگے: مجھے میرا بیٹا دکھلاؤ۔ تم لوگوں نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: ''حرب'' رکھا ہے۔ فرمایا: نہیں، یہ ''حسین'' ہے۔ پھر جب تیسرا بچہ پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام بھی ''حرب'' رکھا۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمانے لگے: مجھے میرا بیٹا دکھلاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: ''حرب'' رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا نام ''محسن'' ہے۔ پھر حضور ﷺ نے ہمیں بتلایا کہ میں نے ان بچوں کے جو نام رکھے ہیں وہ ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر ہیں۔ ان کے نام شبر، شبیر اور مشبر تھے۔''[1]

قارئین کرام! سب سے چھوٹا بیٹا ''محسن'' بچپن میں ہی فوت ہو گیا لہٰذا حضرت حسن اور

---

[1] مسند احمد: ۷۶۹ و قال شعیب اسنادہ حسن.

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہما کی جو جوڑی تھی اللہ نے اسے سلامت رکھا۔

''حرب'' کے معنی جنگ کے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بدر کے میدان میں بھی جب مبارزت کے لیے نکلے تو انہوں نے اپنے مد مقابل شیبہ بن ربیعہ کو آن واحد میں قتل کر دیا۔ خیبر کے قلعہ قموص کے وہ فاتح تھے۔ خود فرماتے ہیں: میری ماں نے میرا نام ''حیدر'' رکھا ہے جس کے معنی شیر ببر کے ہیں۔ یعنی بڑے بہادر تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنے ہر بیٹے کا نام ''حرب'' رکھا۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے نام بدل دیے۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے نام عبرانی یا قبطی زبان میں رکھے۔ ان کے جو معنی تھے انہی معنوں میں حضور ﷺ نے عربی زبان میں حسن، حسین اور محسن نام رکھے۔ حضور ﷺ کی حدیث مبارک سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتے ہیں۔

میرے بچے کو کیوں مارا؟

حضرت ام الفضل لبابہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا (یہ حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں) بتلاتی ہیں کہ میں ننھے حسین رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لائی اور اسے آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ ننھے حسین رضی اللہ عنہ نے پیشاب کر دیا۔ اس پر میں نے اس کے کندھے پر ہلکی سی چپت لگائی تو اللہ کے رسول ﷺ مجھے کہنے لگے:

((اَوْجَعْتِ ابْنِی رَحِمَكِ اللّٰهُ.))

''اللہ آپ پر رحم کرے! آپ نے میرے بیٹے کو درد دیا ہے۔'' [1]

پیارے بچو! اللہ کے رسول ﷺ کو کس قدر چھوٹے سے ننھے پیارے لگتے ہیں کہ دودھ پیتے ننھے حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے پیار سے جو ہلکی سی چپت لگائی، اللہ کے رسول ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ پر اس چپت کو بھی اپنے دل پر محسوس کیا۔

مزید برآں! ''مستدرک حاکم'' میں یہ بھی وضاحت ہے کہ ننھے حسین رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ

---

[1] ابن ماجہ: ۳۹۲۳ اسنادہ صحیح.

Marfat.com

کے پیٹ یا سینے مبارک پر پیشاب کر دیا تو حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بچے کو پکڑنے لگ گئیں تو حضور ﷺ نے منع کرتے ہوئے فرمایا:

((لَا تَزْرِمِی ابْنِیْ .))

''میرے بیٹے کو پیشاب کر لینے دو۔''

قارئین کرام! حضور ﷺ کی محبت اور شفقت کا اندازہ لگایئے کہ ننھا حسین رضی اللہ عنہ درمیان میں اپنا پیشاب، روک لے تو حضور ﷺ کو اپنے ننھے بیٹے کی یہ تکلیف گوارا نہیں۔ لہٰذا پورا کر لینے دو، یہ کر پیٹ تک جاتا ہے تو جانے دو، مگر میرے لاڈلے کو کچھ نہ کہو...... ننھے حسین رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ کہو۔

خوب صورت جوڑی کا خوب صورت کردار

حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ناموں میں ایک حُسن یہ بھی نظر آتا ہے کہ مسلمانوں کی باہمی لڑائیوں میں دونوں بھائیوں کا کردار بڑا ہی حسین وجمیل ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے کردار کے بارے میں تو اللہ کے رسول ﷺ نے واضح فرما دیا تھا کہ وہ بڑا عالی شان ہوگا۔ کس قدر عالی شان؟ ایک دوسرا منظر ملاحظہ ہو!

''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہی بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ ایک نظر لوگوں پر ڈالتے اور پھر ایک نظر حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر ڈالتے، پھر فرمانے لگے:

((اِبْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ))

''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مولا کریم وہ وقت لائے گا کہ حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کروا دے گا۔'' [1]

---

[1] بخاری: ٣٧٤٦.

Marfat.com

قارئین کرام! حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ایک خارجی اور تکفیری عبدالرحمن بن ملجم نے قاتلانہ وار کیا جس کی وجہ سے آپ کی شہادت ہوئی۔ زخمی حالت میں آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنالیں؟ انہوں نے کہا: نہ میں اس کا حکم کرتا ہوں، نہ اس سے منع ہی کرتا ہوں۔ یعنی یہ مسلمانوں کا اختیار ہے کہ وہ باہم مشورے سے کس کو بناتے ہیں؟ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے خلیفہ بنالیا۔ انہوں نے جب دیکھا کہ میرے والد حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان لڑائیاں ہوتی رہی ہیں، کہیں پھر وہ سلسلہ شروع نہ ہو جائے، چنانچہ انہوں نے خلافت چھوڑ دی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلیفہ بن گئے۔ یہ ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا وہ حسین وجمیل کردار جو انہوں نے ادا کیا۔ یوں میرے حضور ﷺ نے ان کا جو نام "حسن" رکھا، اس کے معنی سمجھ میں آئے۔ حُسن نکھر کر اپنی پہچان آج تک دے رہا ہے۔ اِس کا نام ہے سرداری، اور یہ سرداری اس نے کی جس کو حضور ﷺ نے سردار کہا۔ سردار وہ ہوا جو صلح کا علم بردار بنا۔ جس نے دنیا چھوڑ دی اور اپنے نانا ﷺ کی پیش گوئی کو ثابت کر دکھایا۔ وہ پیش گوئی جو میرے حضور ﷺ نے مصلے پر بھی بتلائی اور منبر پر بھی بتلائی۔ نماز کے موقع پر بھی آگاہ کیا اور خطبے کے موقع پر بھی آگاہ فرمایا۔ کروڑوں سلام حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس حسین کردار پر۔ اسی طرح چھوٹے بھائی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کربلا میں جو مظلومانہ شہادت پیش کی، اس پر بھی کروڑوں سلام! یوں دونوں اپنے رب کے پاس جا کر جنت کے جوانوں کے سردار بن گئے۔

قارئین کرام! ہم ناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے قدرے تفصیل میں چلے گئے۔ خوب صورت جوڑی کی محبت میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ جوڑی دو پھول ہیں، جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا))

"یہ دونوں (یعنی حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی جوڑی) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔"[1]

[1] بخاري: ٣٧٥٣.

Marfat.com

بچوں کو دم

پھول جیسے خوب صورت بچوں کو نظر بہت جلد لگتی ہے۔ کسی نے دیکھا، ''ماشاء اللہ'' کہا نہیں اور اس کی نظر لگ گئی۔ اسے بدنظر بھی کہا جاتا ہے اور یہ حق ہے، اس کا اثر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کھیلتے کودتے بچوں کو شیطان تنگ نہ کرے، اس سے حفاظت بھی ضروری ہے۔ خاص طور پر جب شام ہوتی ہے تو جنات پھیل جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں بچوں کو دم کرنا اچھا ہوتا ہے۔

بچے کھیلتے ہیں تو کسی جگہ کوئی موذی جانور نقصان دے سکتا ہے، بچھو ڈنک مار سکتا ہے، یا کوئی اور کیڑا مکوڑا تکلیف سے دوچار کر سکتا ہے۔

ماں باپ اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہیں، ان کا خیال کرتے ہیں۔ ایسا کرنا ضروری بھی ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی ایسا کیا کرتے تھے۔ وہ بچوں کو دم کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ننھے حسن اور ننھے حسین رضی اللہ عنہما کو دم کیا کرتے تھے اور ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں بیٹوں ننھے اسماعیل اور ننھے اسحاق علیہما السلام کو بھی دم کیا کرتے تھے۔ میں بھی وہی دم حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو کرتا ہوں۔ قارئین کرام! آیئے! دم ملاحظہ کریں۔ وہ دم کہ جو ننھے اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو ہوا اور پھر ننھے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ہوا۔

((اُعِیْذُکُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَّ مِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّةٍ))

''اللہ کے مکمل کلمات (کامل صفات) کے ساتھ تم دونوں کو اللہ کی پناہ (حفاظت) میں دیتا ہوں ہر قسم کے شیطان سے کہ وہ کوئی نقصان پہنچائے، ہر قسم کے موذی کیڑے مکوڑے وغیرہ سے کہ وہ تکلیف دے، اور ہر بری نظر سے کہ وہ اپنا کام دکھلائے۔'' [1]

---

[1] بخاری: ۳۳۷۱۔ مسند احمد: ۲۱۱۲۔ ابن حبان: ۱۰۱۲۔

Marfat.com

سبحان اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دم ہوا اپنے بیٹوں کو، حضرت محمد کریم ﷺ کا دم ہوا اپنے پیارے نواسوں کو، تو ہم کیوں نہ دم کریں، لہٰذا اے باپ بننے والو! اے ماں بننے والیو! اے دادا، نانا بننے والو! اپنے بچوں کو صبح و شام یہ دم کیا کرو، اللہ کی حفاظت میں دیا کرو۔ اللہ کی صفات کے ذریعے سے، مولا کریم کے کلمات کے ذریعے سے، کہ جو اس قدر بے شمار ہیں کہ سمندر سیاہی بن جائیں، درخت قلم بن جائیں، تو یہ سب ختم ہو جائیں، مگر اللہ کے کلمات یعنی اللہ کی تعریف ختم نہ ہو۔ ایسے کلمات کے ذریعے سے جب اپنے بچوں کو آپ لوگ اللہ کی حفاظت میں دیں گے تو اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا (ان شاء اللہ)۔

مجھے منظر کچھ یوں نظر آتا ہے کہ دو گول مٹول، گورے چٹے، سرخ و سپید، گلاب اور موتیوں جیسے دو پھول میرے حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں۔ کبھی دائیں کبھی بائیں ران مبارک پر بیٹھ جاتے ہیں اور حضور ﷺ ان کو دم کر رہے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بھی اپنے ننھے بچوں کے ساتھ ایسا ہی کرنے کی توفیق عطا فرما (آمین!)

ننھے حسین رضی اللہ عنہ کا پیشاب

حضرت ام الفضل لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ ننھے حسین رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کی گود میں تھے، انہوں نے پیشاب کر دیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ دوسری چادر پہن لیں، یہ مجھے دے دیں، میں اسے دھو دیتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صرف بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔ بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔'' (1)

قارئین کرام! حضور ﷺ کی گود مبارک اور ننھے حسین رضی اللہ عنہ کا پیشاب کر دینا۔ بات یہ ہے کہ میرے حضور ﷺ ننھے منے بچوں سے بے حد پیار کرتے تھے۔ باقی ذہن میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دودھ پیتے بچوں کے پیشاب پر تو پانی چھڑکا جاتا ہے، جب کہ دودھ پیتی

(1) ابو داود: ۳۷۵ اسنادہ حسن۔

Marfat.com

بچیوں کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے، تو یہ امتیاز کیوں ہے؟ جی ہاں! یہ بچہ یا بچی ہونے کی وجہ سے امتیاز نہیں، بلکہ یہ اس حقیقت کا اظہار ہے جو دونوں کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے فرق رکھا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کا جواب دیا:

''لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے ہے، اس لیے کہ اللہ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو مٹی اور پانی سے پیدا فرمایا، جب کہ حوا علیہا السلام کو ان کی چھوٹی پسلی سے پیدا فرمایا، یعنی گوشت اور خون سے پیدا فرمایا۔''[1]

جی ہاں! مٹی اور پانی میں کثافت کم ہے، جب کہ گوشت اور خون میں کثافت زیادہ ہے۔ قربان جاؤں اپنے حضور حضرت محمد کریم ﷺ پر کہ آپ کے ہر عمل اور حکم میں حکمت ہے۔ وہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، لیکن شریعت میں حضور ﷺ کا ہر عمل اور حکم اللہ کی طرف سے ہے اور وہ حق ہے۔ باقی جب بچہ بھی ماں کے دودھ سے آگے بڑھ کر دیگر کثیف غذائیں کھانا شروع کر دیتا ہے تو اس کے پیشاب میں بھی کثافت بڑھ جاتی ہے، لہٰذا اب اس کے پیشاب کو بھی دھویا جائے گا، پانی چھڑکنے سے گزارا نہیں چلے گا۔

باری باری بوسے

یہ میرے حضور ﷺ کا گھر مبارک ہے۔ شاہ عرب کا دولت خانہ ہے۔ سرکار مدینہ کا کاشانۂ نبوت ہے۔ لوگ آئے ہیں، حاضر ہوئے ہیں۔ کوئی مسئلہ پوچھنے یا کسی ضرورت سے آئے ہیں۔ دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ پیغام اندر جاتا ہے کہ ملنے والے آئے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے میرے حضور ﷺ گھر میں مصروف ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے میکے آئی ہیں۔ ننھے حسن رضی اللہ عنہ اپنے ننھیال آئے ہیں۔ ننھے حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا کے آئے ہیں۔ حضور ﷺ اپنے خاندان والوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ گفتگو بھی چل رہی ہے۔ بچوں کے

[1] ابن ماجه: ٥٢٥ اسناده حسن.

Marfat.com

ساتھ پیار بھی چل رہا ہے۔ گھر مؤمنوں کی کس اماں جان کا ہے، یہ معلوم نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ہے، یا کسی اور کا؟ جی ہاں! ہمارے حضور ﷺ آ گئے، تشریف لے آئے، مگر کیسے؟ منظر کشی کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ انہی کی زبانی منظر ملاحظہ ہو۔ بتلاتے ہیں:

''ایک بار اللہ کے رسول ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے، ہمارے پاس آئے۔ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک کندھے پر تھے تو حسین رضی اللہ عنہ دوسرے کندھے پر تھے:

((وَ هُوَ يَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً وَ يَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً))

''اور حضور ﷺ کبھی اس کا بوسہ لیتے، اور کبھی اس کا بوسہ لیتے۔ اسی طرح کرتے کرتے ہمارے پاس تشریف لے آئے۔''

وہاں کھڑے لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! لگتا ہے آپ کو ان دونوں سے بڑی محبت ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ))

''جس کسی نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔'' [1]

اللہ اللہ! کیا منظر ہے! میرے حضور ﷺ اپنے دروازے سے نکل رہے ہیں، ذرا فاصلے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کھڑے ہیں۔ میرے حضور ﷺ کبھی دائیں طرف والے ننھے کا بوسہ لیتے ہیں اور کبھی بائیں طرف والے کا رخسار چومتے ہیں۔ دونوں بچے کندھے پر ہیں۔ اب وہ اوپر سے جھکتے ہوں گے تبھی تو میرے حضور ﷺ بوسے لیتے ہوں گے۔ یعنی محبت کی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے دونوں طرف سے۔ بادِ نسیم جھونکے دے رہی ہے دونوں جانب سے۔ ننھے حسن رضی اللہ عنہ جھکتے ہیں تو حضور ﷺ ان کا بوسہ لیتے ہیں۔ ادھر سے ننھے حسین رضی اللہ عنہ

[1] مسند امام احمد بن حنبل: ۹۶۷۱.

Marfat.com

بھلا کب پیچھے رہنے والے تھے۔ وہ مقابلے میں اپنا رخسار جھکا کر حضور ﷺ کے منہ مبارک کے سامنے کرتے ہیں۔ حضور ﷺ بوسہ لیتے ہیں۔ ادھر سے ہنستے ہوئے حسن رضی اللہ عنہ پھر اپنا چہرہ حضور ﷺ کی طرف کرتے ہیں۔ حضور ﷺ ہونٹوں کا بوسہ لے لیتے ہیں۔ ادھر سے پھر ننھے حسین رضی اللہ عنہ کھلکھلاتے ہوئے اپنا چہرہ حضور ﷺ کے سامنے کر دیتے ہیں۔ میرے حضور ﷺ کے سامنے ان کا ماتھا آجاتا ہے، اسی کو چوم لیتے ہیں۔ ادھر سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھیں سامنے آجاتی ہیں، میرے حضور ﷺ انہیں چوم لیتے ہیں۔ ادھر سے ننھے حسین رضی اللہ عنہ کے کان سامنے آجاتے ہیں، حضور ﷺ وہ چوم لیتے ہیں۔ اور مجھے تو یہ بھی نظر آتا ہے کہ بچوں نے بھی حضور ﷺ کو چوما ہوگا۔ کبھی ننھا حسن (رضی اللہ عنہ) اپنے نانا کا رخسار چوم رہا ہے، کبھی ننھا حسین (رضی اللہ عنہ) اپنا منہ داڑھی مبارک میں چھپاتا ہے۔ الغرض، نانا ﷺ اور نواسے یوں ہی کرتے کرتے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آجاتے ہیں اور جب میرے حضور ﷺ گھر سے اٹھنے لگے ہوں گے تو دونوں پھولوں نے اصرار کیا ہوگا کہ ہم بھی ساتھ جائیں گے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روکا ہوگا کہ معزز لوگ ملنے آئے ہیں، ابا جان! ان کو کہاں ساتھ لے جائیں گے۔ مگر ابا جان نے بیٹی کی ایک نہ سنی اور دونوں کو کندھے پر بٹھایا اور جلوہ افروز ہو گئے۔ شکر ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا جنہوں نے آنکھوں دیکھا منظر بتلایا اور ہم نے اس منظر کا جو فطری سیاق وسباق بنتا تھا، وہ قارئین کے سامنے رکھا۔

اللہ کی قسم! کون سا حکمران ہے جو ایسا منظر بنا سکے، اور وہ بھی چودہ سو سال قبل کا۔ جی ہاں! غور سے دیکھو اے بچو! پیارے حضور ﷺ بچوں کے درمیان کیسے دکھائی دیتے ہیں؟

ننھوں کے لیے روشنیاں

میرے حضور ﷺ بچوں کے درمیان ہیں۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے درمیان ہیں۔ اور لیجیے یہ ایک اور نظارہ ہے، پہلے نظاروں سے منفرد۔ اللہ کی مدد اور محبت کے نظارے لیے

Marfat.com

ہوئے۔ دیکھا تو یہاں موجود سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے، مگر ہم تک پہنچایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔ بتلاتے ہیں:

''ایک بار ہم حضور ﷺ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب سجدے میں گئے تو حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما لپکے اور کود کر حضور ﷺ کی کمر مبارک پر چڑھ گئے۔ حضور ﷺ جب سر مبارک اٹھانے لگے تو اپنا ہاتھ اپنے پیچھے کمر پر لے گئے، بڑی نرمی سے دونوں کو پکڑا اور زمین پر بٹھا دیا۔ یہ بیٹھے رہے، پھر حضور ﷺ سجدے میں گئے تو یہ دونوں لپک کر پھر سوار ہو گئے، حتیٰ کہ ساری نماز میں حضور ﷺ اسی طرح ہی کرتے رہے، اور جب سلام پھیرا تو دونوں کو اپنی دونوں رانوں پر بٹھا لیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اٹھا، حضور ﷺ کے قریب ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں دونوں بچوں کو گھر پہنچا دیتا ہوں۔ اتنے میں بجلی چمکی اور ساتھ ہی حضور ﷺ نے دونوں سے کہا:

((اَلْحِقَا بِاُمِّکُمَا))

''امی کے پاس چلے جاؤ۔''

((فَمَکَثَ ضَوْءُ ھَا حَتّٰی دَخَلَا))

''روشنی اس وقت تک ٹھہری رہی جب تک دونوں اپنے گھر میں داخل نہیں ہو گئے۔''[1]

قارئین کرام! مدینہ منورہ میں جو نیا ریلوے اسٹیشن بن رہا ہے، اس کے سامنے ''دیوان الثقافۃ'' کے نام سے ایک عالی شان عجائب گھر بنایا گیا ہے۔ سعودی گورنمنٹ نے اس عجائب گھر میں حضور ﷺ کے دور کا ماڈل بنایا ہے۔ مدینہ منورہ کا یہ ماڈل دیکھنے کے قابل ہے۔ مسجد نبوی کا ماڈل ہے، ساتھ حضور ﷺ کا حجرۂ مبارک ہے۔ وہی حجرۂ مبارک جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے۔ اب یہاں حضور ﷺ کا روضہ مبارک ہے۔ جی ہاں! اس گھر کے ساتھ ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔ یعنی مسجد کے قریب ہی میں حضرت

[1] مسند احمد بن حنبل: ١٠٦٦٩

Marfat.com

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر دیکھ رہا تھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے رات کے اندھیرے میں بجلی اپنے اردگرد کو روشن کیے ہوئے ہے۔ اللہ نے اسے کہا: ٹھہری رہ! جنت کے جوانوں کے دو سردار آ رہے ہیں۔ دونوں جہانوں کے سردار ﷺ بھیج رہے ہیں، اور جس گھر میں داخل ہونے والے ہیں وہ جنت کی عورتوں کی سردار کا گھر ہے۔ صدقے اور قربان جنت کی اس سردار فیملی پر۔ فردوس کے اس سردار خاندان پر۔ اہل بیت کے سید گھرانے پر۔ اے اللہ! جس خاندان کو آپ نے جنت کی سرداری دی، ہمارے دلوں میں ان کی محبت کو بھر دے، دلوں کو ان کی محبت سے معمور اور آباد کر دے (آمین!)

کچھ نہ کہنا

امام ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ نیشاپور کے رہنے والے ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ بھی یہیں کے رہنے والے تھے۔ یہ ایران کا شہر ہے۔ میں نے یہ شہر دیکھا ہے۔ یہاں سے گزرتے ہوئے دونوں امام یاد آ رہے تھے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ وہ اپنی حدیث کی کتاب میں ایک حدیث لائے ہیں۔ اس حدیث میں جو منظر دکھلائی دیتا ہے، وہ کچھ یوں ہے کہ ہمارے حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ نے نفل نماز شروع کر دی ہے، یا پھر نماز پڑھانے کے بعد آپ ﷺ نوافل ادا کرنے لگے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی مسجد میں موجود ہیں۔ ننھے منے حسن و حسین رضی اللہ عنہما آ گئے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ منظر کشی یوں کرتے ہیں کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدے میں گئے تو دونوں دوڑے اور کمر مبارک پر چڑھ گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو وہ بچوں کو ایسا کرنے سے منع کرنے لگے:

((اَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنْ دَعُوْهُمَا))

"حضور ﷺ نے انہیں اشارے سے کہا: "انہیں کچھ نہ کہنا۔"

Marfat.com

پھر جب حضور ﷺ نے نماز پڑھ لی تو دونوں کو اپنی گود میں بٹھا لیا اور فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّنِی فَلْیُحِبَّ هٰذَیْنِ))

''جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ ان دونوں سے محبت کرے۔''[1]

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ نے نماز کے دوران میں ہی اشارہ کر کے فرما دیا کہ میرے پھولوں کو کچھ نہ کہنا، یہ کھلے ہوئے ہیں۔ تم ان کا کھلکھلانا دیکھو، مسکرانا دیکھو۔ کچھ کہو گے تو کہیں کملا نہ جائیں، مرجھا نہ جائیں، لہٰذا انہیں کچھ نہ کہنا۔ اس لیے کہ!

۱۔ میری مسکراہٹ ان کی مسکراہٹ میں ہے۔

۲۔ میری محبت ان کی محبت میں ہے۔

۳۔ میری چاہت ان کی دل لگی میں ہے۔

پیارے بچو! یہ ہیں ہمارے حضور ﷺ۔ ذرا بتلاؤ تو حضور ﷺ کیسے خوب صورت لگتے ہیں گلاب جیسے پھول بچوں کے درمیان؟

خطبہ چھوڑ دیا

کس قدر محبت ہے، کس قدر چاہت، کس قدر الفت و پیار ہے حضور ﷺ کو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ حضور ﷺ جمعۃ المبارک کا خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ پھر کیا ہوا؟ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے ابا جان حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا:

''اللہ کے رسول ﷺ ہم لوگوں کو جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس دوران میں ننھے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آ گئے۔ دونوں نے سرخ قمیص پہن رکھی تھی۔ اٹکھیلیاں کر رہے تھے۔ کبھی گرتے تھے، کبھی اٹھتے تھے (حضور ﷺ کی جانب رواں دواں تھے)۔ آپ ﷺ کی نگاہوں نے دیکھا تو منبر سے نیچے تشریف لے آئے، دونوں بچوں کو پکڑا اور دونوں کو

---

[1] صحیح ابن خزیمة: ۸۸۷ و اسناده حسن.

Marfat.com

آغوش میں لے کر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمانے لگے: میں نے دونوں بچوں کو دیکھا کہ گرتے اٹھتے چلتے آ رہے ہیں تو میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا، لہٰذا میں نے اپنے خطبے کو ختم کیا اور دونوں کو اٹھا لیا۔ ❶

قارئین کرام! غور فرمائیں، میرے حضور ﷺ نے جب اپنے دونوں پھولوں کو دیکھا کہ صفیں چیرتے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب چلے آ رہے ہیں۔ گر پڑتے ہیں، پھر اٹھتے ہیں، پھر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر گرنے لگتے ہیں تو سنبھلتے ہیں۔ سرخ جوڑے پہنے سرخ و سفید رنگت والے دو پھول حضور ﷺ دیکھتے ہیں تو خطبے میں وقفہ کر دیتے ہیں اور اٹھا کر اپنے ساتھ چمٹائے منبر پر بیٹھ جاتے ہیں۔ یوں اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچا کر باقی خطبہ مکمل کرتے ہیں۔ قربان اور صدقے ان پھولوں کی شان پر کہ حضور ﷺ نے جن کی خاطر خطبے کا وقفہ کر دیا۔ پیارے بچو! یہ ہیں ہمارے حضور ﷺ جنھوں نے بچوں کے ساتھ پیار اور محبت کا وہ انداز امت کے لوگوں کو بتلایا کہ اللہ کی قسم! کمال کر دیا۔

صدقے کی کھجور

حضرت ربیعہ بن شعبان تابعی ہیں، وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو حضور ﷺ کے ساتھ بیتی کوئی بات یاد ہو تو بتلایئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے: حضور ﷺ اس کمرے میں داخل ہوئے جہاں صدقے کا مال تھا۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی داخل ہو گیا۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے وہاں سے ایک کھجور پکڑی اور اپنے منہ میں ڈال لی۔ حضور ﷺ نے دیکھا اور فرمایا: ''اسے منہ سے نکال دو، کیونکہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے جائز نہیں ہے اور نہ میرے اہل بیت ہی میں سے کسی کے لیے حلال ہے۔'' ❷

---

❶ مسند احمد: ۲۳۸۸۳ .

❷ مسند احمد: ۱۷۲٤ صححه ابن خزيمة و قال شعيب اسناده صحيح .

Marfat.com

ربیعہ بن شعبان کہتے ہیں کہ اسی طرح میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کی کوئی بات یاد ہے؟ تو وہ کہنے لگے: ایک بار میں حضور ﷺ کے ہمراہ چوبارے پر چڑھ گیا جہاں صدقہ کے اموال پڑے تھے۔ میں نے وہاں سے کھجور پکڑی اور اپنے منہ میں ڈال کر چبانا شروع کر دی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے پھینک دو کیونکہ

((فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ))

''ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔''❶

قارئین کرام! یہ دونوں واقعات ایک موقع کے بھی ہو سکتے ہیں اور الگ الگ بھی ہو سکتے ہیں۔ اس موقع پر حضرت ابو الحوراء سعدی رحمہ اللہ کی بات بھی موجود ہے کہ انہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بتلایا کہ ایک بار میں نے صدقہ کی کھجور منہ میں ڈال لی تو حضور ﷺ نے اس کھجور کو خود میرے منہ سے تھوک سمیت باہر نکال لیا اور دوسری کھجوروں میں ڈال دیا۔ اس موقع پر ایک آدمی کہنے لگا کہ اگر بچہ ایک کھجور کھا لیتا تو کیا ہو جاتا؟ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ ہم آلِ محمد (ﷺ) کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔❷

اللہ اللہ! حکمران مدینہ نے، ہاں ہاں! شاہِ عرب نے ایک کھجور بھی برداشت نہ کی۔ محبت اور پیار بے پناہ ہے مگر اصول پر کوئی مداہنت اور نرمی نہیں کہ یہ مال غریبوں کا ہے، مسکینوں کا ہے، یتیموں کا ہے۔ محمد کریم ﷺ کی گزران جیسی بھی ہو رہی ہے، مگر اس مال کو ہاتھ نہ لگایا جائے، حتیٰ کہ ننھے حسن اور ننھے حسین رضی اللہ عنہما ایک کھجور بھی یہاں سے کھا نہیں سکیں گے۔ اگر بچہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے تو آنے والے دور میں حکمرانوں کے ہاتھوں سے غریبوں مسکینوں کا حق کس طرح محفوظ رہے گا؟ بالکل نہیں۔

اللہ کی قسم! یہ احتیاط کی آخری سیڑھی ہے۔

---

❶ مسند احمد: ۱۷۳۱ قال شعیب اسنادہ صحیح.

❷ مسند احمد: ۱۷۲۵.

Marfat.com

واللہ! محتاط رہنے کی انتہا ہے۔

قسم مولا پاک کی! حضور ﷺ کے پاک کردار کی ایسی بلندی ہے کہ

سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ

پیارے بچو! تم بڑے ہو جاؤ، افسر اور حاکم بن جاؤ، تاجر اور گورنر بن جاؤ، کسی جماعت اور ادارے کے ذمہ دار بن جاؤ تو حضور ﷺ کا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے درمیان جو کردار ہے یہ نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے پائے۔

ایسا ہی ایک اور واقعہ بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ کھجوروں کے پکنے کا موسم آتا تو کھجوریں حضور ﷺ کی خدمت میں لائی جاتیں۔ یہ بھی لاتا اور وہ بھی لاتا، یوں ڈھیر لگ جاتا۔ ایسے ہی ایک موقع پر ننھے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ان کھجوروں سے کھیلنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کھجور پکڑی اور اپنے منہ میں ڈال لی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو منہ سے کھجور کو نکال لیا اور فرمایا:

((اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ لَا یَاْکُلُوْنَ الصَّدَقَةَ)) [1]

''تجھے معلوم نہیں کہ محمد (ﷺ) کے خاندان والے زکوٰۃ کا مال نہیں کھاتے۔''

اللہ اللہ! بچپن میں ہی تربیت، خوب صورت الفاظ، حلال و حرام کی تمیز، جائز اور ناجائز کا امتیاز، معصوم اذہان میں بٹھا رہے ہیں معصوموں کے نانا جان ﷺ۔

ننھا حسین رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کی گود

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ اور حضرت محمد کریم ﷺ کی چچی تھیں، وہ بتلاتی ہیں کہ میں نے حضرت محمد کریم ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آج رات میں نے ایک ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا: کیا دیکھا ہے؟ میں نے کہا: بہت ناگوار خواب ہے۔ فرمایا: بتلائیں تو سہی کیا دیکھا؟ میں نے کہا: میں

[1] بخاری: ١٤٨٥.

Marfat.com

نے دیکھا کہ گویا آپ کے جسم کے ایک حصے کو کاٹ دیا گیا ہے اور اسے میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

((رَأَيْتِ خَيْرًا))

''آپ نے اچھا خواب دیکھا ہے۔''

پھر تعبیر دیتے ہوئے فرمایا:

''ان شاء اللہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں بچہ پیدا ہوگا۔ وہ بچہ آپ کی گود میں ہوگا۔''

چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ننھے حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے تعبیر دی تھی اسی طرح وہ میری گود میں تھے...... پھر اس واقعہ کے بعد ایک دن میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی تو میں نے ننھے حسین رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ پھر آپ کی توجہ مجھ سے ہٹ گئی (اور حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ہوگئی)۔ اب کیا دیکھتی ہوں:

((فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ تَهْرِيْقَانِ مِنَ الدُّمُوْعِ))

''اللہ کے رسول ﷺ کی دونوں آنکھیں چھم چھم آنسو بہا رہی ہیں۔''

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا:

((اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِيْ اِنَّ اُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ اِبْنِيْ هٰذَا (يَعْنِيْ: الْحُسَيْنَ) فَقُلْتُ: هٰذَا؟ فَقَالَ نَعَمْ وَ اَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ.))

''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے بتلایا کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے (یعنی حسین رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دے گی۔ یہ سن کر میں نے کہا: اس کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میرے پاس تو جبریل علیہ السلام اس کی تربت کی سرخ

Marfat.com

مٹی بھی لے کر آئے ہیں۔''❶

قارئین کرام! ایک اور حدیث ملاحظہ ہو ...... یہ بھی ننھے حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مومنوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا:

((لَقَدْ دَخَلَ عَلَیَّ الْبَیْتَ مَلَكٌ لَمْ یَدْخُلْ عَلَیَّ قَبْلَهَا فَقَالَ لِیْ: اِنَّ ابْنَكَ هٰذَا حُسَیْنٌ مَقْتُوْلٌ وَ اِنْ شِئْتَ اَرَیْتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْاَرْضِ الَّتِیْ یُقْتَلُ بِهَا. قَالَ: فَاَخْرَجَ تُرْبَةً حَمْرَآءَ.))

''میرے پاس گھر میں ایک فرشتہ آیا ہے۔ یہ آج سے قبل کبھی میرے پاس نہیں آیا۔ مجھے کہنے لگا: آپ کا یہ حسین بیٹا (رضی اللہ عنہ) شہید ہے، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی دکھلا دیتا ہوں جس میں انہیں شہید کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ سرخ مٹی نکال کر لے آیا۔''❷

قارئین کرام! ننھے حسین رضی اللہ عنہ کی قسمت کے کیا کہنے کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے بھی اور اپنے ایک خصوصی ایلچی کے ذریعے سے بھی اپنے رسول ﷺ کو بتلا دیا کہ میں اس بچے کو شہادت سے سرفراز کرنے والا ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت اور وہ بھی نانا جان حضرت محمد کریم ﷺ کے امتیوں کے ہاتھوں امت مسلمہ کے لیے بہت بڑا اور سنگین ترین المیہ ہے۔

پیارے بچو اور جوانو! حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنت میں نوجوانوں کے سردار ہیں۔ ان کے بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی سردار ہیں ...... جوانی کی عمر میں جو مسلمان اس دنیا سے

---

❶ سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانی: ٨٢١۔ اخرجه الحاكم: ٣/ ١٧٦-١٧٧ .

❷ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٨٢٢۔ و قال الالبانی رجاله رجال الصحيح و رواه احمد: ٣/ ٢٤٢-٢٦٥ .

Marfat.com

چلے گئے، اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جنت کے ان دونوں سرداروں کی سرداری میں جنت عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ اے جوانو! پاکیزہ اسلامی زندگی بسر کرو تا کہ موت آئے تو جنت کے شہزادوں کی سرداری تلے فردوس مل جائے۔

اللہ توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

❀❀❀❀

Marfat.com

باب سوم

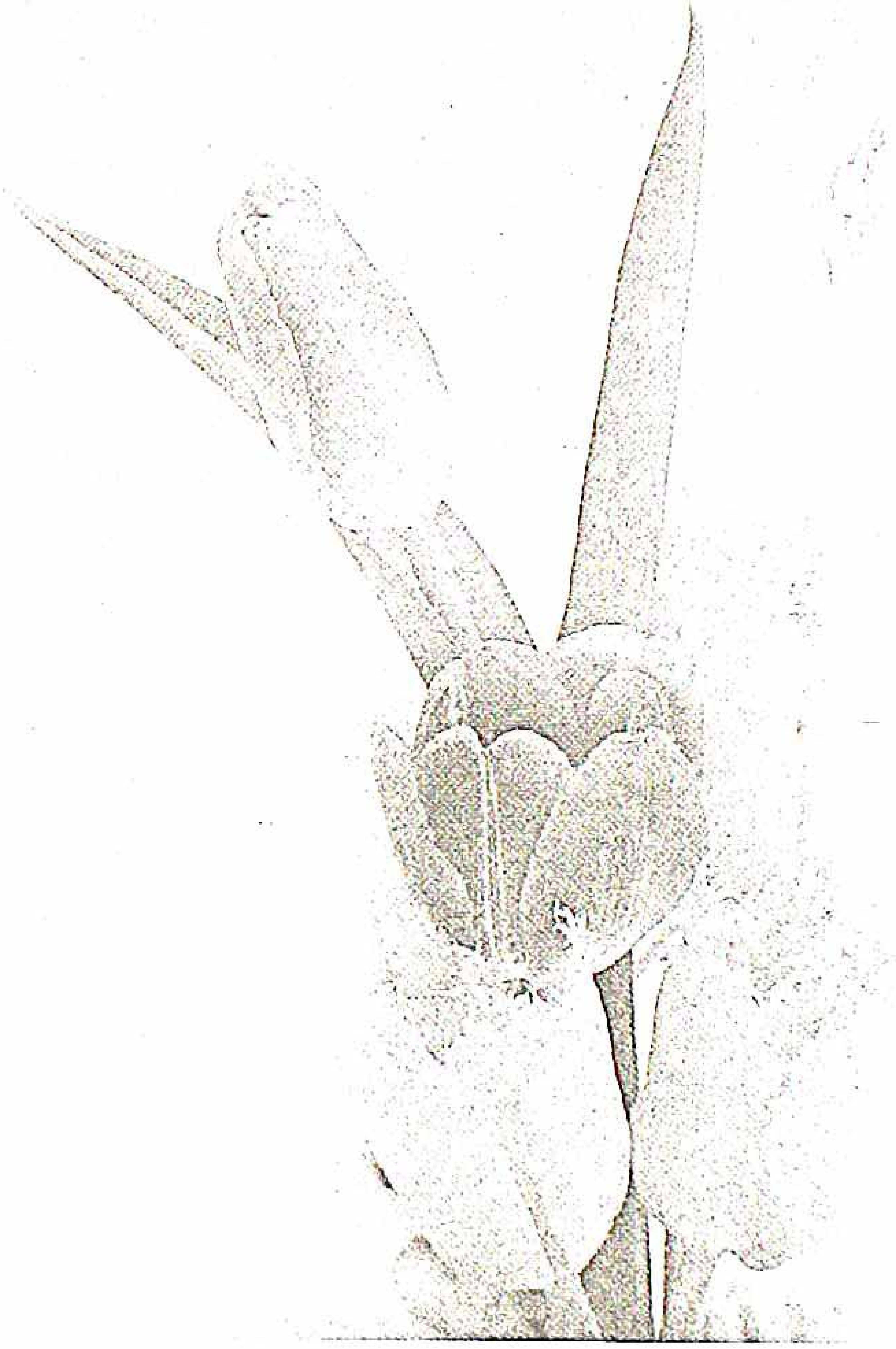

گلستان

Marfat.com

Marfat.com

گلستان

ننھے حسن رضی اللہ عنہ اور ننھے حسین رضی اللہ عنہ میرے حضور ﷺ کے دو پھول ہیں۔ ننھے حسن رضی اللہ عنہ بڑے تھے اور ننھے حسین رضی اللہ عنہ اس وقت تک ابھی دنیا میں تشریف نہ لائے تھے، لہٰذا میرے حضور ﷺ ننھے حسن رضی اللہ عنہ سے ہی پیار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے ہم نے وہ تمام واقعات جو اکیلے ننھے حسن رضی اللہ عنہ سے متعلق تھے، پہلے باب میں بیان کیے۔ پھر جب ننھے حسین رضی اللہ عنہ بھی اس دنیا میں تشریف لے آئے تو میرے حضور ﷺ دو پھولوں کے درمیان دکھائی دیتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے دوسرے باب میں دونوں کے درمیان حضور ﷺ کو دکھلایا۔

قارئین کرام! اب ہم آپ کو اپنے حضور ﷺ دکھلانے لگے ہیں دیگر پھولوں کے درمیان، عام اور دوسرے بچوں کے درمیان۔ اس لیے اس تیسرے اور زیر نظر باب کو ہم نے ''گلستان'' کا نام دیا ہے۔ تو آئیے! دیکھیں اپنے حضور ﷺ کو ایسے گلستان میں جہاں بہت سارے پھول ہیں۔ ہمارے حضور ﷺ یہاں کس قدر خوب صورت اور حسین دکھلائی دیتے ہیں۔ ''گلستان'' کی سیاحت کو نکلتے ہیں۔ میرے ساتھ ساتھ رہیے گا اور لطف اٹھاتے رہیے گا۔

اسامہ اور حسن رضی اللہ عنہما

قارئین کرام! آپ نے کبھی اس دنیا میں دیکھا کہ کوئی صدر اپنے غلام کے بیٹے کو اپنی جھولی میں بٹھا کر پیار کرے۔ افریقہ کے کالے لوگ غلام بنائے گئے اور امریکا لے جائے گئے، کینیڈا لے جائے گئے۔ وہاں کے مقامی لوگ بھی غلام بن گئے جنہیں ریڈ انڈین کہا جاتا ہے۔ آسٹریلیا کے مقامی لوگ جنہیں گارجینز کہا جاتا ہے وہ بھی غلام بن گئے۔ کبھی آپ نے

Marfat.com

دیکھا کہ امریکا کے صدر نے کسی کالے بچے کو گود میں بٹھایا ہو؟ ریڈ انڈین کے بچے کو گود میں بٹھایا ہو اور پیار کیا ہو؟ آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے ایسا کیا ہو کہ گار جینز کے بچے کو گود میں بٹھا کر پیار کیا ہو؟ کینیڈا کے وزیر اعظم نے ایسا کیا ہو؟ ان کو چھوڑیں، اپنے آپ کو دیکھ لیں! کسی مسلمان جاگیردار نے اپنے مزارع کے بیٹے کو گود میں بٹھایا ہو؟ اپنے ڈیرے پر سر عام ایسا کیا ہو؟ کسی صنعت کار، ارب کھرب پتی سیٹھ صاحب نے ایسا کیا ہو؟ کسی وڈیرے اور چودھری نے ایسا کیا ہو؟ آپ کو کوئی ایسا نظر نہیں آئے گا۔ آج کی مہذب اور جمہوری دنیا میں ایسا کوئی نظر نہیں آئے گا! اگر کہیں کوئی ایسا واقعہ ہے بھی تو وہ میرے حضور ﷺ کے کردار کی عطا ہے۔

جی ہاں! میں آج کی بات نہیں کرتا، چودہ سو سال پہلے کی بات کرتا ہوں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ غلام ہیں۔ ان کے بیٹے کا نام ''اسامہ'' ہے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ ایک غلام کے بیٹے ہیں مگر میرے حضور ﷺ ان سے کس قدر محبت کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:

''حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ خود بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ انہیں بھی پکڑ لیتے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی پکڑ لیتے اور فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّیْ اُحِبُّهُمَا))

''اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر، کیوں کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔'' ❶

تفصیل میں جاتے ہوئے دوسری روایت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں کہ ''اللہ کے رسول ﷺ مجھے اپنے دائیں جانب گود میں بٹھا لیتے اور دوسری جانب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھا لیتے،

((ثُمَّ یَضُمُّنَا))

''پھر ہمیں ایک دوسرے میں ضم کر لیتے۔'' ❷

---

❶ بخاری: ۳۷۳۵۔ مسند احمد: ۲۲۱۳۰.

❷ بخاری: ۳۷۳۵۔ مسند احمد: ۲۲۱۳۰.

Marfat.com

قارئین کرام! منظر کچھ یوں بنتا ہے کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ گود میں دائیں جانب ننھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں اور بائیں جانب ننھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ دونوں سے میٹھی میٹھی باتیں کر رہے ہیں، دل بہلا رہے ہیں۔ پھر یہ باتیں کرتے کرتے بچے مسکراتے ہیں تو حضور ﷺ کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے، آپ ﷺ خوش ہوتے ہیں۔ جی ہاں! ہمارے حضور ﷺ بچوں کے درمیان اتنے خوش ہوتے ہیں کہ میرے حضور ﷺ کا دایاں بازو مبارک حرکت میں آتا ہے اور بایاں بھی حرکت میں آتا ہے۔ حضور ﷺ کے دونوں بازو دونوں بچوں کو ایک دوسرے کے قریب کرتے ہیں۔ کھلکھلاتے اور ہنستے بچے قریب ہوتے ہیں۔ درمیان میں حضور ﷺ کا چہرۂ مبارک ہے، دونوں پر جھکا ہوا ہے، اور کیا فرماتے ہیں میرے حضور ﷺ؟ ذرا ملاحظہ ہو:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُهُمَا)) [1]

"اے مولا کریم! ان دونوں کے ساتھ نرمی فرما۔ میں ان دونوں کے ساتھ بڑا ہی نرم اور ملائم ہوں۔"

لوگو! میرے حضور ﷺ اپنے پھولوں سے تو محبت کرتے ہی ہیں، اپنی رعایا کے پھولوں سے بھی اسی طرح محبت کرتے ہیں، اور رعایا میں سے بھی ایک غلام کے بچے کے ساتھ۔ جی ہاں! میرے حضور ﷺ نے تو کمال ہی کر دیا۔ قیامت کے دن تک ایک نمونہ چھوڑا کہ غلام کا بچہ میرے حضور ﷺ کے ہاں کس قدر محبت کا مستحق ہے، کس قدر پیار لینے والا ہے۔ جنت کے جوانوں کا سردار حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور غلام کا بچہ اسامہ رضی اللہ عنہ دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے چہرے کے ساتھ لگ رہے ہیں، ناک ناک سے لگ رہی ہے، آنکھیں آنکھوں سے لگ رہی ہیں، رخسار کے ساتھ رخسار بھی لگا ہوگا، اور درمیان میں میرے حضور ﷺ کا مکھڑا جو چاند سے بڑھ کر حسین ہے، وہاں سے خوب صورت الفاظ ادا ہوئے، الہامی الفاظ، وہ حدیث بن گئے، دید بن گئے، رویہ بن گئے، طرز عمل بن گئے، طور

[1] مسند احمد: ۲۲۱۳۰.

Marfat.com

بن گئے، اطوار بن گئے۔ قربان ایسے سارے اطوار پر اور صدقے اپنے حضور ﷺ کے ایسے رویوں پر۔

پیارے بچو! اب بتلاؤ...... کیسے لگے حضور ﷺ بچوں کے درمیان؟ اور کس قدر لگا خوب صورت پیغام؟ جب تک رہے گا اس دنیا میں سورج اور چاند، چمکتا رہے گا میرے حضور ﷺ کا پیام تمام انسانوں کے نام۔

حضور آ گئے، حضور ﷺ آ گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ جب دس سال کے بچے تھے، وہ اپنے بچپن اور دوسرے بچوں کے شوق و اشتیاق کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ اس وقت کا نقشہ جب حضور ﷺ کے بارے میں مشہور ہوا کہ آپ ﷺ مدینہ میں آتے ہوئے نظر آ گئے ہیں...... آیئے دیکھتے ہیں مدینہ کے بچوں کا شوق حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبان سے...... بتلاتے ہیں:

''میں بھی دوڑ رہا تھا، بچے بھی دوڑ رہے تھے، ہم سب دوڑ رہے تھے۔ دوڑتے دوڑتے جب بچے یہ کہتے:

((جَاءَ مُحَمَّدٌ))

''حضرت محمد ﷺ آ گئے۔''

تو میں اتنا تیز دوڑتا کہ دوڑ میں کچھ نہ دیکھتا کہ آگے کیا ہے۔ ذرا دیر بعد وہ پھر بولتے ''حضور ﷺ آ گئے ہیں۔''

((فَاَسْعٰی فَلَا اَرٰی شَیْئًا))

''تو میں اور تیز ہو جاتا اور کچھ نہ دیکھتا۔''

ہماری دوڑ اسی طرح جاری رہی، حتیٰ کہ

((جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ))

''اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے۔''

Marfat.com

ہم نے ایک دیہاتی آدمی کو یہ خبر دے کر انصار کی طرف دوڑایا۔ چنانچہ پانچ سو کے قریب انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کا استقبال کرنے نکل پڑے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اللہ کے رسول رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے۔ جب یہ انصار اللہ کے رسول ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے:

((اِنْطَلِقَا اٰمِنِیْنَ مُطَاعَیْنِ))

''دونوں تشریف لے چلیے۔آپ دونوں کی اطاعت ہوگی۔امن ہی امن ہے یہاں۔''

اب حضور نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے آگے چل رہے تھے اور انصار ساتھ ساتھ تھے۔مدینے کے سارے لوگ گھروں سے نکل آئے تھے، حتیٰ کہ

((اِنَّ الْعَوَاتِقَ لَفَوْقَ الْبُیُوْتِ))

''خواتین اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھی ہوئی تھیں۔''

حضور ﷺ کی ایک جھلک دیکھنے کو بے تاب تھیں اور آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ رہی تھیں:

((اَیُّھُمْ ھُوَ اَیُّھُمْ ھُوَ))

''اری! ان میں حضور ﷺ کون ہیں، نبی کریم ﷺ کون ہیں؟''

الغرض، ہم نے اس روز جو نظارہ دیکھا وہ مدینے میں پھر کبھی نہ دیکھا:

((فَمَا رَأَیْتُ یَوْمًا قَطُّ اَنْوَرَ وَلَا اَحْسَنَ مِنْ یَوْمٍ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ اَبُوْبَکْرٍ الْمَدِیْنَۃَ))

''میں نے ایسا روشن ترین دن کبھی نہ دیکھا اور نہ ایسا خوب صورت ترین دن دیکھا کہ جس دن اللہ کے رسول ﷺ مدینہ میں تشریف فرما ہوئے۔''

((وَ شَھِدْتُّ وَفَاتَہٗ فَمَا رَأَیْتُ یَوْمًا اَظْلَمَ وَ لَا اَقْبَحَ مِنَ الْیَوْمِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْہِ)) [1]

---

[1] مسند احمد: ۱۲۲۵۹-۱۳۳۵۱۔ و قال شعیب اسنادہ صحیح.

Marfat.com

''اور جس دن حضور ﷺ اس دنیا کو چھوڑ گئے، میں نے اس دن سے بڑھ کر اندھیر اور قبیح (نامراد) دن بھی نہیں دیکھا۔''

قارئین کرام! دور سے حضور ﷺ کو جس نے سب سے پہلے دیکھا وہ ایک یہودی تھا جس نے اپنے چوبارے سے دیکھا اور انصار کو آواز دی کہ تم لوگ اپنے جس سردار کا روزانہ انتظار کرتے ہو وہ آ رہے ہیں۔ اس آواز پر دوڑ لگائی تو سب سے پہلے بچوں نے لگائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خوب دوڑ لگائی۔ یوں تمام انصار نے، خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان، ان میں سبقت حاصل کی۔ پہل کی تو بچوں نے کی۔ یہ بچوں کا اعزاز ہے۔

پیارے بچو! میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ حضور ﷺ کے تشریف لانے پر سب سے پہلی دوڑ، تیز دوڑ اور تیز ترین دوڑ بچوں نے لگائی۔ انصار کو پیغام بھی بچوں نے بھیجا۔ پھر انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے محبت کا جو اظہار کرتے ہیں وہ بھی لاجواب ہے۔

یاد رکھیے! جس طرح انگریزی زبان میں Good . Better . Best ہوتا ہے، اس میں Best تیسری اور آخری ڈگری (Superlative Degree) ہوتی ہے، اسی طرح عربی زبان میں کسی شے کی اچھائی جو آخری حد پر ہو اس کو "افعل التفضیل" کہا جاتا ہے، یعنی فضیلت اور بلندی کی انتہا۔ اللہ اللہ! پیارے بچو! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس دن کہ جس دن حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے اس دن کو ''انور'' کہا، یعنی نورانیت کے اعتبار سے روشنی کی آخری ڈگری والا لفظ ہے۔ دوسرا جو لفظ استعمال کیا وہ ''احسن'' ہے۔ یہ بھی آخری ڈگری اور درجے والا لفظ ہے کہ ایسا حسین اور خوب صورت دن کہ اس سے بڑھ کر خوبصورت دن نہیں دیکھا۔

پیارے بچو! فارسی اور اردو میں بھی الفاظ کی درجہ بندی موجود ہے، جیسے خوب، خوب تر اور خوب ترین۔ بہت، بہتر اور بہترین۔ الغرض خوب ترین، بہترین، احسن، حسین ترین اور (Best Day) وہ دن تھا جس دن حضور ﷺ تشریف لائے۔ اسی طرح اندھیر اور بدتر کے لیے جو الفاظ استعمال کیے وہ ''اظلم'' اور ''اقبح'' استعمال کیے، اور یہ اس دن کے بارے میں کہا جس دن میں حضور ﷺ دنیا چھوڑ کر اگلے جہان تشریف لے گئے۔ پیارے

Marfat.com

بچو! یہ ہے ایک بچے کی محبت کا انداز، جس کی عمر تھی دس سال اور وہ دوڑ رہا تھا چیتے کی چال، دیکھنے کو شاندار منظر کہ تشریف لا رہے ہیں حضور اکرم ﷺ، اور یہ بچہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا تھا لختِ جگر، نام تھا اس کا انس، جی ہاں انس رضی اللہ عنہ!

پہلے بچے کو گھٹی

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ جب وہ (مدینہ کی جانب) ہجرت کے لیے نکلیں تو اپنے وجود کے اندر عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے تھیں۔ دن پورے ہو چکے تھے۔ مدینہ منورہ آئے تو پہلی منزل ''قبا'' تھی۔ یہیں عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) پیدا ہو گئے۔ میں نے ننھے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو لیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو لے لیا اور اپنی گود میں بٹھایا۔ آپ ﷺ نے ایک کھجور منگوائی، اسے چبایا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے منہ میں رکھ دی۔ سب سے پہلی خوراک جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔ یوں اللہ کے رسول ﷺ نے ننھے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو گھٹی دی۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک عبداللہ (رضی اللہ عنہ) پر پھیرا، رحمت برسنے کی دعا فرمائی، برکت کی دعا کی اور ''عبداللہ'' نام رکھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مزید بتلاتی ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ جب سات آٹھ سال کا ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو توجہ دلائی کہ عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو بیعت کے لیے لاؤ۔ چنانچہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو اپنی جانب آتا ہوا دیکھا تو مسکرانے لگے اور عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے بیعت لی۔'' [1]

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ نے ننھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو گود میں بھی لیا اور جب سات آٹھ سال کے ہوئے تو خصوصی شفقت کا اظہار فرمایا، اعزاز دیا کہ بچہ آپ ﷺ سے بیعت ہو جائے۔ پیارے بچو! حضور ﷺ کی محبتیں دیکھے جاؤ، برکت و رحمت کی تمنائیں ملاحظہ کرتے جاؤ، مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے حضور ﷺ کو دیکھتے جاؤ، مسکراتے اور خوش

[1] بخاری: ۳۹۰۹۔ مسلم: ۲۱۴٦.

Marfat.com

ہوتے ہوئے بچوں کے درمیان، ننھوں منوں کے درمیان۔

بچے کی فطرت

عبداللہ چھوٹا سا بچہ ہے، ابھی حال ہی میں اس نے اپنی ماں کا دودھ چھوڑا ہے، بڑی مشکل سے دودھ چھوڑا ہے۔ بہت چیخا چلایا، مگر ماں نے گائے کے دودھ پر آخر راضی کر ہی لیا تھا۔ اب ہاتھوں میں فیڈر پکڑے ماں کے بغیر بھی دودھ پیتا پھرتا، مگر ہر رات کو ماں کے ساتھ ہی سوتا تھا۔ اچانک ایک رات صبح کو اٹھا اور کیا دیکھتا ہے کہ ماں کے پہلو میں ایک اور بچہ یا بچی لیٹی ہوئی ہے۔ اسے غصہ آتا ہے کہ میری جگہ پر یہ کون ہے؟ اب اسے پیار اور لاڈ سے سمجھایا جاتا ہے کہ یہ آپ کا ننھا سا بھائی ہے یا ننھی سی بہن ہے۔ وہ توتلی زبان سے پوچھتا ہے کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو بتلایا جاتا ہے کہ اللہ میاں نے آدھی رات کو آسمان سے آپ کی امی کی گود میں گرا دیا۔ اب عبداللہ اسے اپنا بھائی سمجھ لیتا ہے، بہن مان لیتا ہے اور اس سے محبت کرنا شروع کر دیتا ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا واقعہ تو بچے کے ذہن کو سامنے رکھتے ہوئے ایک وقتی ضرورت ہے کہ بچے کی ذہنی اپروچ کے پیش نظر یہی کچھ کہا جا سکتا ہے، مگر اس کا ایک اور پہلو بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ بچے کا ذہن ایک صاف شفاف اور سفید کاغذ کی طرح ہے۔ وہاں آپ جو لکھنا چاہیں لکھتے چلے جائیں، جو کہنا ہے کہتے چلے جائیں، جو کرنا ہے وہ کرتے چلے جائیں، یہ سب کچھ بچے کی زندگی کا حصہ بنتا چلا جائے گا۔ اس بات کو اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا کہ

((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ)) [1]

”ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا دیتے ہیں، یا مسیحی بنا دیتے ہیں، یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔“

---

[1] بخاري: ٤٧٨٥.

Marfat.com

قارئین کرام! بچہ اگر کسی یہودی کے گھر میں پیدا ہوتا ہے تو اسے تعلیم یہ دی جاتی ہے کہ باقی سارے انسانوں کے مقابلے میں ہم یہودی سب سے اعلیٰ ہیں، سب سے افضل ہیں، ہماری نسل کا کوئی مقابلہ نہیں۔ چنانچہ بچہ اپنے آپ کو برتر سمجھنے لگتا ہے اور باقی انسانوں کو حقیر جاننا شروع کر دیتا ہے۔ وہ اپنا ماحول دیکھتا ہے کہ امریکا ہو یا یورپ، آسٹریلیا ہو یا کینیڈا، ان کی بستیاں الگ، محلے الگ، حتیٰ کہ اسرائیل میں بھی سب سے الگ یہودی بستیاں ہیں۔ یوں بچہ جب اپنا ماحول دیکھتا ہے تو اس کے رنگ میں رنگنا شروع ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ایک بچہ مسیحی گھرانے میں پیدا ہوا تو اس نے اپنے اردگرد ماحول یہ پایا کہ خدا تین ہیں، جناب مسیح علیہ السلام خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں، تو بچے کا عقیدہ بھی یہی بننا شروع ہو گیا اور اس عقیدے کے گرد مذہب کی جو رسوم ہیں وہ انہیں اپناتا چلا گیا۔

کوئی وقت تھا مجوسی قوم دنیا کی ایک سپر پاور تھی۔ یہ ایرانی قوم تھی، آگ کی پوجا کرتی تھی، دو خداؤں پر ایمان رکھتی تھی کہ نیکی کا خدا ''یزداں'' ہے اور برائی کا خدا ''اہرمن'' ہے۔ اس کے مذہبی پیشوا اپنے عبادت خانوں میں آگ کو بجھنے نہ دیتے تھے، اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے۔ مجوسی بچے نے یہ ماحول پایا تو وہ مجوسی بن گیا۔

''مسند احمد'' اور ''الجامع الصغیر'' (۱۵۲) کی ایک روایت میں "یشرکانہ" کا لفظ آیا ہے، یعنی ماں باپ مشرک ہوں تو بچہ مشرک بن جاتا ہے۔ بچے نے دیکھا کہ مندر میں مورتی پڑی ہے، یہ کالی دیوی ہے، یہ بندر کی شکل والا اور دم والا انسان نما ''ہنومان'' دیوتا ہے، یہ ہاتھی کی سونڈ والا انسان نما دیوتا ''گنیش'' ہے، وہ انہی کی پوجا کرنے لگ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ برہمن گھرانے میں پیدا ہوا تو اس نے سمجھ لیا کہ وہ سب سے افضل ہے اور چھوٹی ذات کے دلت، شودر اور ہریجن وغیرہ گھٹیا مخلوق ہیں، یہ لوگ ہندو ہونے کے باوجود اس کے مندر میں نہیں آئیں گے، وہ ان کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملائے گا، نہیں تو ملیچھ یعنی ناپاک ہو جائے گا۔ الغرض! ہندو برہمن بچہ جو دیکھتا چلا گیا، اپنے ماحول کے تحت وہی اس کا عقیدہ، نظریہ اور مذہب بنتا چلا گیا۔

Marfat.com

اس نے دیکھا کہ بڑ اور پیپل کے درخت کی عزت کی جاتی ہے، اس کے ساتھ دھاگے باندھے جاتے ہیں، منتیں مانی جاتی ہیں، چراغ جلائے جاتے ہیں۔ میں نے یہ مناظر سری لنکا کے بدھ مندروں میں دیکھے ہیں۔ جی ہاں! بدھ بچہ بھی یہی کچھ کرنے لگ گیا۔ بدھا کے مجسّمے کے سامنے سجدے اور فریادیں کرنے لگ گیا۔

بچے نے دیکھا میرے ماں باپ مجھے ایک نیک آدمی کی قبر پر لائے ہیں، قبر سنگ مرمر کی ہے، بڑی اونچی اور شان دار ہے، یہاں دیگیں پک رہی ہیں، سجدے ہو رہے ہیں، منتیں مانی جا رہی ہیں، چادریں چڑھائی جا رہی ہیں، بچے نے اسی بزرگ کو مشکل کشا اور کرنی والا سمجھنا شروع کر دیا۔ الغرض! بچے نے ماحول میں جو دیکھا، جو ملا، وہی اس کا عقیدہ اور نظریہ بن گیا۔

قارئین کرام! آج سائنس کی دنیا ہے، تجربات کی دنیا ہے، ہم اپنے حضور ﷺ کے فرمان کو آج کی دنیا میں پیش کرتے ہیں اور پھر رزلٹ دیکھتے ہیں۔ آیئے! تجربہ کریں اور نتیجہ ملاحظہ کریں:

مندرجہ بالا جتنے بھی ماحول ہیں یا اس کے علاوہ کوئی اور ماحول ہے، ایک بچے کو اس سے نکال لیں۔ ایک گورا بچہ لے لیں، ایک کالا لے لیں، ایک گندمی رنگ کا لے لیں، ایک سرخی مائل رنگ کا بچہ لے لیں، یوں دنیا کے ہر رنگ کا بچہ لے لیں، پھر ہر مذہب سے بچہ لے لیں، یوں چار، چھ یا سات بچوں کو لے لیں، ان کو ہر طرح کے ماحول سے آزاد کر کے سائنسی ماحول دیں۔

بچے بڑے ہو گئے، سمجھ دار ہو گئے۔ سائنس کی ایک بنیادی بات اور ہر ذہن میں پیدا ہونے والا سوال کہ ''یہ دنیا کس طرح بنی؟ کس نے بنائی؟ مجھے کس نے بنایا؟'' ایک فطری بات ہے۔ یہ وہی سوال ہے جو ننھے عبداللہ نے اس وقت کیا تھا کہ یہ جو نیا بچہ میری جگہ پر میری ماں کے پہلو میں لیٹا ہوا ہے، کہاں سے آیا۔ جی ہاں! تب تو عبداللہ کے ذہن کی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے ماں باپ نے کہہ دیا تھا کہ اللہ میاں نے رات کو آسمان سے تمہاری امی کی گود میں پھینک دیا۔

Marfat.com

اب بچہ لڑکا بن گیا۔ کسی ماحول کا اثر لیے بغیر بڑا ہوا۔ سوال وہی اپنی جگہ پر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کائنات ایک بڑے دھماکے سے وجود میں آئی، اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا۔ اس دھماکے کو (BIG BANG) کہا جاتا ہے۔ یہ نظریہ سرن کی لیبارٹری میں ثابت ہو چکا ہے، سب سائنس دان اس تجربے کو مان چکے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ دھماکا کس نے کیا؟ جی ہاں! جس ذات نے کیا اس کا نام اللہ ہے۔ بے پناہ دھماکے سے اس نے اس قدر شان دار اور خوب صورت کائنات ڈیزائن کر دی۔ وہ ایک ہے، اس کے ساتھ کوئی شامل نہیں۔ اگر شامل ہوتا تو یہ کائنات اگر بن بھی جاتی تو بننے کے بعد اب تک مٹ چکی ہوتی۔ لہٰذا بنانے والا ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ جس طرح عبداللہ پیدا ہوا اس طرح سے اللہ پیدا نہیں ہوا۔ جس طرح عبداللہ کے ماں باپ تھے اس طرح اس خالق کے ماں باپ نہیں تھے۔ وہ اس قدر قوت والا ہے کہ وہ اپنی بنائی ہوئی مخلوق کا محتاج نہیں ہے بلکہ بے پروا ہے اور مخلوق اپنے خالق کی بھلا کیا ہم سری اور برابری کرے گی؟

اسی طرح بچے جب انسانی جین پر، ڈی این اے پر ریسرچ کریں گے تو پکار اٹھیں گے کہ سارے انسان ایک ہیں، ان کے ماں باپ ایک ہیں، رنگ کی وجہ سے، زبان کی وجہ سے کوئی اونچا نہیں ہے، یہ سب ایک اللہ کے بندے ہیں۔ اب یہ سائنسی ذہن کے حامل بچے فرض کریں کہ حضرت محمد کریم ﷺ سے ملاقات کرتے ہیں۔ یہ ملاقات قرآن پڑھ کر ہوتی ہے جو حضور ﷺ پر نازل ہوا۔ یہ ملاقات میرے حضور ﷺ کی سیرت پڑھ کر ہوتی ہے۔ بچے پڑھتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں کہ جو انسانی عقل کی فطرت ہے، جو سائنس کا تقاضا ہے، اس سے کہیں بڑھ کر اس کا جواب قرآن میں ہے اور حضرت محمد کریم ﷺ کی سیرت میں ہے، تو وہ بچے حضرت محمد کریم ﷺ کا دیا ہوا عقیدہ اور نظریہ اختیار کریں گے۔ اسی کا نام اسلام ہے۔ اسلام ایک اللہ کی طرف بلاتا ہے اور سب انسانوں کو اللہ کا بندہ اور حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی اولاد قرار دیتا ہے، پتھر اور لکڑی کی مورتیوں سے نجات دلاتا ہے، اپنے جیسے بندوں کی پوجا سے جان چھڑاتا ہے، درختوں کی عبادت سے آزادی دلاتا ہے۔ یہی انسان کی

Marfat.com

فطرت ہے۔ اسی پر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ یہی ہر بچے کا فطری دین ہے۔

قارئین کرام! برطانیہ کا ایک علاقہ جس کا نام ''سکاٹ لینڈ'' ہے، وہاں کے ایک فلاسفر اور سائنسی اپروچ کے حامل ماہر نفسیات کا نام ''ڈیوڈ ہیوم'' (David Hume) ہے۔ مسٹر ڈیوڈ نے اپنے تجربات کی روشنی میں ایک نظریہ پیش کیا کہ جب کوئی بھی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا ذہن صاف شفاف کاغذ کی طرح ہوتا ہے۔ خیالات وتصورات سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنے اردگرد کے ماحول سے سیکھتا ہے اور خیالات اخذ کرتا ہے۔ جی ہاں! میں مسٹر ڈیوڈ کا یہ نظریہ پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مسٹر ڈیوڈ نے نہ جانے کس قدر پڑھا، تب جا کر سائنسی اپروچ کا حامل فلاسفر بنا۔ اس نے کیا کیا تجربات کیے، کہاں کہاں سے سیکھا، بچوں کی نفسیات پر درجنوں کتابیں اور مقالات مطالعہ کیے، تب جا کر اس نے ایک نظریہ اخذ کیا۔ صدقے اور قربان جاؤں اپنے پیارے حضور ﷺ پر کہ آپ کا دنیا میں کوئی استاد نہ تھا، اس کے باوجود چودہ سو سال قبل بچوں کی نفسیات پر وہ جملہ ارشاد فرمایا کہ کمال کر دیا۔ مسٹر ڈیوڈ نے ساری زندگی کھپانے کے بعد، جدید ترین وسائل حاصل ہو جانے کے باوجود جو نتیجہ اخذ کیا وہ مختصر ہے۔ میرے حضور ﷺ نے وہی نتیجہ تفصیل کے ساتھ ایسے پُر جمال اور باکمال انداز سے بیان فرمایا کہ اس میں کمی بیشی کی گنجائش ہی نہیں۔ کیسے ہو؟ رسالت ونبوت کا بھی اختتام ہوا اور رسالت ونبوت کے خاتم کی پاک زبان مبارک سے جو جملہ نکلا، وہ بھی بچوں کی نفسیات کے شعبے میں تمام وکمال کی معراج کو پہنچا۔

قارئین کرام! آئیے، اب دیکھتے ہیں ہمارے حضور ﷺ جو ایسا باکمال اور آخری فطری دین لے کر آئے، بچے اپنے ایسے عظیم محسن ﷺ کا استقبال کیسے کرتے ہیں؟ بعض نظارے آپ ملاحظہ کر چکے، مزید ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

ماں نے بچہ پیش کیا

امام بیہقی رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے تو عورتیں اور بچے گیت گا رہے تھے۔ وہ وہ گیت کیا تھا؟ آیئے! بچوں کا گیت ملاحظہ کرتے ہیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاع
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع

پیارے بچو! مدینے کے بچوں نے جو اشعار کہے، میں نے آپ کے لیے ان کا ترجمہ شعروں میں کرنے کی کوشش کی ہے۔ ملاحظہ ہوں اشعار:

چمکا چمکا چہرہ چودھویں کے چاند کا
دیکھو دیکھو مکھڑا رب کے رسول کا
بولے بولے ہر کوئی نغمہ شکر شکر کا
ساتھ لایا پیام مولا کے قرآن کا
آپ آپ! جی آئے ہمارے پاس پاس
دل ہے فرش فرش حضور ﷺ کے ہر بول کا

پیارے بچو! امام بیہقی کی کتاب بڑی مشہور ہے، اس کا نام "دلائل النبوۃ" ہے۔ اس کتاب میں درج روایت کے مطابق حضور ﷺ اونٹنی پر سوار ہیں۔ یہ اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سامنے آ گئی ہے۔ لیجیے! اب یہ بیٹھ گئی ہے اور ساتھ

Marfat.com

ہی ''بنونجار'' کی بچیاں دف بجاتی ہوئی نکلیں اور لگیں یہ بول بولنے:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِی النَّجَّارِ
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

واہ واہ! حضورؐ بنے ہمارے محلّہ دار
نجار کی ہم بچیاں کیوں نہ کریں ناز

قارئین کرام! انصار کی ایک خاتون آ رہی ہیں، ان کا نام غمیصاء ہے، ام سلیم رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے خاوند کا نام مالک تھا، وہ ان کو چھوڑ گیا۔ اب ان کا کل اثاثہ ایک بیٹا ہے جو اسی مالک کی اولاد ہے۔ اس بچے کا نام ''انس'' ہے۔ دس سال عمر ہے۔ ماں نے بچے کا ہاتھ پکڑا اور حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئی۔ بچہ بڑا ذہین، سمجھ دار، خدمت گار اور فرماں بردار تھا۔ ماں نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کی خدمت کے لیے بیٹا پیش کر رہی ہوں، قبول فرما لیجیے۔ حضور ﷺ نے قبول فرما لیا۔ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال زندگی کے گزارے اور فرماں بردار دس سالہ انس رضی اللہ عنہ نے دس سال حضور ﷺ کی خدمت کی۔ دو سال خدمت کرنے کے بعد وہ تیرھویں سال میں داخل ہو گئے۔ تیرہ سے انیس سال کی عمر کو انگریزی میں (Teen Age) کہا جاتا ہے۔ اس عمر کو غلطیوں والی عمر کہا جاتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا جب (Teen Age) دور ختم ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔ بیس سال کا نوجوان جس نے اپنا بچپن، لڑکپن اور نوجوانی کا کچھ عرصہ میرے حضور ﷺ کی خدمت میں گزارا، وہ حضور ﷺ کو کیسے یاد کرتے ہیں، ذرا ملاحظہ کرنا:

((خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللهِ عَشْرَ سِنِیْنَ وَ اللهِ مَا قَالَ لِیْ اُفًّا قَطُّ وَ لَا قَالَ لِیْ لِشَیْءٍ لِمَ فَعَلْتَ کَذَا؟ وَ هَلَّا فَعَلْتَ کَذَا؟))

''میں نے دس سال تک اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت کی۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ ﷺ نے مجھے کبھی ''اف'' تک نہیں کہا اور نہ مجھے کسی کام پر

Marfat.com

کبھی یوں کہا کہ ''تونے ایسے کیوں کر دیا'' اور ''یہ تونے کیا کر دیا۔'' [1]

((فَمَا اَعْلَمُهٗ قَالَ لِیْ قَطُّ هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا وَ كَذَا وَ لَا عَابَ عَلَیَّ شَیْئًا قَطُّ))

''مجھے نہیں یاد کہ حضور ﷺ نے کبھی مجھے یوں کہا ہو کہ تم نے یہ کیوں نہیں کیا؟ اور نہ آپ ﷺ نے کبھی مجھ میں کوئی نقص ہی نکالا۔'' [2]

پیارے بچو! حضرت انس رضی اللہ عنہ جنہوں نے ایک بچے کی حیثیت سے حضور ﷺ کی خدمت کی وہ کتنا بڑا اخراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! دنیا میں ایسا کوئی آقا کہاں ملے گا جو اپنے خادم کے ساتھ یوں محبت وشفقت کا اظہار کرے۔ الغرض! خدمت گزار بچے کی زندگی کے درمیان کتنے خوب صورت دکھائی دیتے ہیں حضرت محمد کریم ﷺ۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جنہوں نے بعد میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی تھی، وہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بڑا پیار کرتے تھے۔ جی ہاں! ایک بار حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھجوریں اور گھی پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا روزہ ہے، لہٰذا گھی بھی برتن میں ڈالو اور کھجوریں بھی رکھ لو۔ پھر حضور ﷺ نے گھر کے ایک کونے میں نفل نماز پڑھی اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں: حضور! یہ میرا لاڈلا، آپ کا خادم انس، اس کے لیے خصوصی دعا فرما دیجیے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی نہ چھوڑی جس کو آپ ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کے لیے نہ مانگا ہو۔ یہ بھی دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّ وَلَدًا وَ بَارِكْ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَ وَلَدَهٗ وَ بَارِكْ لَهٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَهٗ)) [3]

''اے اللہ! انس کو مال اور اولاد عطا فرما اور اس کے لیے برکت فرما۔ اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر دے اور جو اسے عطا فرمائے اس میں برکت

[1] مسلم: ۲۳۰۹۔ [2] مسند احمد: ۱۱۹۹۷۔ [3] بخاری: ۶۳۸۰-۱۹۸۲۔

Marfat.com

فرما دے۔"

پیارے بچو! صحیح بخاری میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار ہوں اور میری بیٹی امینہ نے مجھے بتلایا کہ حجاج کے بصرہ آنے تک آپ کی اولاد میں سے 120 دفن ہو چکے ہیں۔

پیارے بچو! حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال کے قریب تھی۔ اندازہ لگائیں، ایک سو بیس لوگ ان کی اولاد سے فوت ہوئے تو زندہ تو یقیناً ہزار کے قریب ہوں گے۔ اللہ اکبر! یہ ہے حضور ﷺ کی دعا کی برکت جو ایک بچے نے دیکھی جب وہ بوڑھے ہو گئے تھے۔ یوں میرے حضور ﷺ کا وہ گلستان کہ جس میں میرے حضور ﷺ صحابہ اور صحابیات کے پھول بچوں سے پیار کرتے نظر آتے ہیں تو کمال اور جمال سے نظر آتے ہیں۔ جی ہاں! ایسا کمال اور جمال کہ جو لاجواب ہے۔ بے شک لاجواب ہے اور لازوال ہے۔

دو کانوں والے!

اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "ابوتراب" کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس لقب پر پھولے نہیں سمائے۔ میرے حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو "ابوہریرہ" کہا۔ وہ اس پر اس قدر شاداں و فرحاں ہوئے کہ لوگ ان کا اصل نام ہی بھول گئے۔ ایک صحابی کو "ذوالیدین" کہہ دیا تو ان کے پاؤں زمین پر نہ ٹکتے تھے۔ مگر یہ سارے الفاظ جن کو دیے وہ سارے جوان تھے۔ جی ہاں! کوئی بچہ کیوں محروم رہ جائے۔ چنانچہ ایک بچے کو بھی یہ مقام مل گیا۔ یوں بچے بھی فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم بچوں کو بھی اپنی شفقت سے محروم نہیں کیا۔ اب لیجیے سنیے! بچے کا نام "انس" ہے۔ وہ کہتے ہیں ایک بار اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے یوں آواز دی:

((یَا ذَا الْاُذُنَیْنِ!)) [1]

"دو کانوں والے! ادھر آ!!"

---

[1] ابو داود: ۵۰۰۲ اسناده حسن.

Marfat.com

پیارے بیٹے

عربی زبان میں "بُنَیَّ" کے لفظ میں بے پناہ چاشنی، محبت اور پدری شفقت پنہاں ہے۔ میرے حضور ﷺ پر قرآن نازل ہوا تو اس میں یہ لفظ چھ بار استعمال ہوا ہے۔ آیئے! دیکھتے ہیں کہاں کہاں یہ لفظ استعمال ہوا:

(۱)...... حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا جو مشرکوں کا ساتھی تھا، اس کا نام ''کنعان'' تھا۔ اس نے اپنے ابا جان کی دعوت کو نہ مانا، توحید کو نہ مانا۔ نوح علیہ السلام کی قوم میں پہلے پانچ بزرگ ہو چکے تھے۔ ان نیک لوگوں کے نام وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے ان کی مورتیاں بنالیں، ان کو مشکل کشا اور حاجت روا ماننے لگے، ان سے فریادیں کرنے لگے۔ حضرت نوح علیہ السلام ان کو بتلاتے تھے کہ اللہ واحد کی عبادت کرو، ان کی عبادت مت کرو۔ نہ ماننے والوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی شامل ہو گیا۔ چنانچہ اللہ کا عذاب سیلاب بن کر آیا۔ جب پانی کی سطح بلند ہو رہی تھی تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو محبت سے آواز دی:

﴿یٰبُنَیَّ ارۡکَبۡ مَّعَنَا وَ لَا تَکُنۡ مَّعَ الۡکٰفِرِیۡنَ۝﴾ (ھود: ۴۲)

''اے میرے جگری بیٹے! کافروں میں شامل نہ ہو۔ ہمارے ساتھ آجا اور کشتی میں سوار ہو جا۔''

پیارے بچو! بیٹے نے باپ کی شفقت کو رد کر دیا اور غرق ہو گیا۔

(۲)...... حضرت یوسف علیہ السلام بچے تھے تو انہوں نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج و چاند انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ خواب انہوں نے اپنے ابا جان کو بتلایا۔ ان کے ابا جان کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔ وہ خواب سنتے ہی سمجھ گئے کہ بیٹے کو بڑا اونچا رتبہ ملے گا۔ چنانچہ انہوں نے نصیحت کی:

﴿یٰبُنَیَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡیَاکَ عَلٰۤی اِخۡوَتِکَ فَیَکِیۡدُوۡا لَکَ کَیۡدًا﴾ (یوسف: ۵)

Marfat.com

''میرے دل کے لاڈلے بیٹے! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتلانا، وگرنہ وہ تیرے خلاف کوئی نہ کوئی سازش کریں گے۔''

(۳)......حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں:

﴿یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ٥﴾ (لقمان : ۱۳)

''میرے راج دلار بیٹے! اللہ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ بنانا، کیونکہ ایسا کرنا بہت بڑا ظلم (اندھیر) ہے۔''

(۴).... ﴿یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ٥﴾

(لقمان : ۱۶)

''میرے پیارے چھوٹے بیٹے! یاد رکھ لو کہ اگر کسی شے کا وزن رائی کے دانے کے برابر ہو، وہ کسی چٹان میں چھپی ہو یا آسمانوں (کی وسعتوں میں گم) ہو، یا زمین (کی گہرائیوں) میں (پڑی) ہو، اللہ اسے اپنے سامنے حاضر کرلے گا۔ کیا شک ہے اللہ انتہائی باریک بین اور پوری طرح باخبر ہے۔''

(۵).... ﴿یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ﴾ (لقمان : ۱۷)

''محبتوں بھرے بیٹے! نماز مسلسل ادا کرنا، نیکی کی تلقین کرتے رہنا، برائی سے روکتے رہنا، جو مصیبت آئے اس پر صبر کرتے رہنا۔''

(۶).... ﴿یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی قَالَ یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ﴾

(الصافات : ۱۰۲)

''میرے انتہائی پیارے اور لاڈ بھرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ بتلا! تیرا کیا خیال ہے؟ (بیٹا اسماعیل) کہنے لگا: ابا جان! آپ

Marfat.com

کو اللہ کی طرف سے جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کیجیے۔ مجھے آپ، اگر اللہ نے چاہا، ان بچوں میں پائیں گے جو صبر کرنے والے ہیں۔''

قارئین کرام! ہم نے قرآن کے وہ چھ مقامات آپ کے سامنے رکھے جن میں اللہ نے ''بُنَیَّ'' کا لفظ استعمال فرمایا۔ میرے حضور ﷺ پر یہ الفاظ نازل ہوئے۔ اب میرے حضور ﷺ نے بھی یہ لفظ استعمال فرمایا۔ کس کے لیے؟ جی ہاں! اپنے خادم بچے کے لیے کہ جن کا نام انس ہے۔ جناب انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں:

((قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا بُنَیَّ))

''اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے ''اے میرے پیارے لاڈلے بیٹے'' کہہ کر بلایا۔'' [1]

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ نے اپنے خادم، اپنے نوکر، اپنے خدمت گزار کو ایسے لفظ سے بلایا جس میں باپ کی اپنے بچے کے ساتھ محبت کا وہ معیار نظر آتا ہے کہ جو پیار کا آخری مقام ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دوسرے کے بیٹے کو محبت اور پیار کے رشتے سے بڑا آدمی ''بیٹا'' کہہ سکتا ہے۔ اس میں محبت، اپنائیت اور اعلیٰ اخلاق کا کمال درجے کا جمال اور حسن ہے۔ جی ہاں! اس حسن و جمال کا سبق دیا ہے حضرت محمد کریم ﷺ کے قرآن نے اور حضور ﷺ کے فرمان نے۔ کروڑوں درود و سلام اس عظیم ہستی پر جس نے بچوں کے ساتھ محبت اور پیار کا لازوال پیمانہ دیا۔

محبت کا ایک اور انداز

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر عالی شان اخلاق کے مالک تھے۔ آپ ﷺ نے ایک دن مجھے کسی کام کے لیے بھیجا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا۔ حالانکہ میرے دل میں یہی تھا کہ اللہ کے

---

[1] مسلم: ٢١٥١۔ ابو داود: ٤٩٦٤۔

Marfat.com

رسول ﷺ نے جو حکم فرمایا ہے، میں اس کے لیے جاؤں گا۔

چنانچہ میں کام کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں بچوں کے پاس سے گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے، تو کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے میرے سر کے پیچھے گردن پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں،

((فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَ هُوَ يَضْحَكُ))

''میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔''

فرمانے لگے:

((يَا أُنَيْسُ: اِذْهَبْ حَيْثُ اَمَرْتُكَ))

''اے اُنیس! جہاں بھیجا تھا وہاں جاؤ نا۔'' [1]

قارئین کرام! عربی میں کسی لفظ کو چھوٹا کر کے ادا کریں تو اس عمل کو ''تصغیر'' کہتے ہیں۔ اس میں بڑی محبت اور اپنائیت پیدا ہوتی ہے۔ کیا خوب صورت حسن اتفاق کہ نام ''انس'' میں محبت اور دلی اطمینان کا مطلب پایا جاتا ہے۔ اب اللہ کے رسول ﷺ نے ''انس'' کی تصغیر کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ''اُنیس'' کہہ دیا۔ اب اس میں محبت اور پیار کی کئی تہیں اوپر تلے ایک دوسرے کے ساتھ لپٹ گئیں:

۱۔ تصغیر میں پائی جانے والی محبت۔

۲۔ انس کے مطلب میں پائی جانے والی محبت۔

۳۔ حضور ﷺ کے انداز میں محبت۔

۴۔ آپ ﷺ کے ہنسنے میں محبت۔

۵۔ آپ ﷺ کے میٹھے بول میں محبت۔

اسی لیے میں نے کہا کہ حضور ﷺ کا انداز ایسا ہے کہ محبت واُلفت اور بچے کے ساتھ پیار کی تہوں نے بھی ایک دوسرے کو اپنے ساتھ چمٹا لیا ہے۔

[1] مسلم: ۲۳۱۰۔ ابو داود: ۴۸۷۳.

Marfat.com

بچہ اور پھل

پیارے بچو! مدینے کے باغ بہاریں دینے لگے۔ پھل پکنے لگے۔ جس پھل کا بھی موسم آیا، مدینے والوں نے اس پھل کو توڑا اور پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات سنیے، بتلاتے ہیں:

''لوگ وہ اوّلین پھل حضور ﷺ کی خدمت میں لے آتے۔ اللہ کے رسول ﷺ اس پھل کو پکڑ لیتے اور اللہ کے حضور یوں دعا کرنے لگ جاتے: میرے مولا کریم! ہمارے پھلوں میں برکت ڈال دے۔ ہمارے مدینے میں بھی برکت فرما دے۔ ہمارے پیمانے ''صاع'' اور ''مُد'' میں بھی برکت ڈال دے۔ اے مولا کریم! کیا شک ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام آپ باری تعالیٰ کے بندے تھے۔ آپ کے گہرے دوست اور نبی تھے۔ میں بھی تو آپ کا بندہ اور نبی ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کی جناب میں مکہ کے لیے دعا کی تھی۔ میں اسی طرح مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور اسے یہ پھل عطا فرما دیتے۔'' [1]

قارئین کرام! معلوم ہوتا ہے کہ پہلا پھل حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کو روانہ ہوتا تو مدینے کے لوگ خوشی خوشی آپ حضور ﷺ کے پاس چلے آتے۔ حدیث کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ جب بھی نیا پھل آتا تو ایسے ہی ہوتا۔ یعنی ایک تقریب کا سماں بندھ جاتا۔ بچے بھی جمع ہوتے کہ دیکھیں پہلا پھل حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہونے جا رہا ہے۔ اللہ اللہ! منظر کیا بنتا؟ جوں ہی پھل حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوتا، آپ ﷺ کی پاک نظریں بچوں کی جانب اٹھ جاتیں اور ان بچوں میں جو بچہ "اصغر ولید" سب سے چھوٹا ہوتا، آپ ﷺ "یَرَاہُ" اسے دیکھتے، "یَدْعُوْ" اسے بلاتے، اور!

---

[1] مسلم: ١٣٧٣۔ موطا مالك: ٤٤٨۔

Marfat.com

((فَيُعْطِيهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ))

''اسے یہ پھل عطا فرما دیتے۔''

پیارے بچو! غور کرو۔ حضور ﷺ کی بچوں سے کس قدر محبت ہے، شفقت ہے، الفت ہے، رحمت ہے، رأفت ہے اور ملائمت ہے۔ جی ہاں! حضور ﷺ نے اپنے مبارک عمل سے بتلا دیا کہ ننھوں کا خیال کرنے سے برکت آئے گی۔ منوں کا دھیان رکھنے سے رب کریم کی کریمانہ برکت سایہ فگن ہو گی۔ اے دنیا کے لوگو! آم کی فصل کا افتتاح کرو تو بچے کے ہاتھ میں آم تھماؤ۔ کھجور کا افتتاح کرواؤ تو بچے کے منہ میں ڈالو۔ انجیر اور زیتون کھلاؤ تو آغاز بچے سے کرو۔ سیب اور انار کے باغوں سے پھل اتارو، کیلے کا افتتاح کرو، انگور کا خوشہ اتارو، الغرض! کسی بھی پھل کا افتتاح کرنے لگو تو بچوں سے آغاز کرو۔ خوش ہو جاؤ بچو! میرے حضور ﷺ تمہارے مونہوں میں پھل ڈال رہے ہیں، تمہیں ترجیح دے رہے ہیں۔ آؤ! تم بھی پیار کرو اپنے حضور ﷺ سے...... ہر میٹھے پھل سے کہیں بڑھ کر...... آئس کریم اور چاکلیٹ سے بڑھ کر۔ اس قدر کہ نام ''محمد'' زبان سے ادا ہو تو آئس کریم سے بڑھ کر سرور آئے...... چاکلیٹ سے بڑھ کر مزا اور لذت آئے۔

ننھے عمیر رضی اللہ عنہ سے مذاق

ننھے عمیر رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، مگر ماں کی طرف سے بھائی ہیں، باپ کی طرف سے نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ ان کے والد مالک نے برا مانا۔ جب مالک نے دیکھا کہ اس کا بیٹا انس رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہے تو وہ سٹپٹایا، مگر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کی کوئی بات نہ مانی بلکہ اپنے خاوند کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ یوں مالک گھر چھوڑ کر ملک شام کی طرف چل پڑا۔ راستے میں اپنے ایک دشمن کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو خبر مل گئی۔ کچھ عرصہ بعد ابو طلحہ نے نکاح کا پیغام دیا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اسلام قبول کر لو، نکاح کر لوں گی۔ حق مہر بھی

Marfat.com

نہیں مانگتی۔ کلمہ ہی حق مہر ہو گا۔ جناب ابو طلحہ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی باقی اولاد حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ انہی سے ایک بیٹا ''ابو عمیر'' ہے۔ ابو عمیر رضی اللہ عنہ نے ایک بلبل پال رکھی تھی۔ اس پرندے سے عمیر رضی اللہ عنہ کو بڑا لگاؤ تھا۔ پھر کیا ہوا؟ ایک دن وہ بلبل مر گئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ خود بتلاتے ہیں کہ میرا ایک بھائی تھا۔ اس کا نام ابو عمیر تھا۔ اس کا دودھ چھڑائے تھوڑا عرصہ ہوا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ جب بھی تشریف لاتے تو ابو عمیر سے کہتے:

((يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ))

''ابو عمیر! تیری بلبل کو کیا ہوا؟'' [1]

قارئین کرام! ابو عمیر (رضی اللہ عنہ) سوا دو سال یا اڑھائی سال کا بچہ تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس کے ساتھ دل لگی کرتے ہیں، اس کا دل بہلاتے ہیں، اس کی بلبل کا حال دریافت فرماتے ہیں۔ جی ہاں! انسان کی فطرت یہ ہے کہ اس کے بچے سے کوئی پیار کرے، دل لگی کرے، تو ماں باپ کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور دل لگی کرنے والے مہمان کے لیے دل فرش راہ ہو جاتا ہے۔ یعنی ہمارے حضور ﷺ صرف ابو عمیر رضی اللہ عنہ کو ہی خوش نہیں کر رہے، ابو عمیر رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بھی خوش کر رہے ہیں، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بھی خوش کر رہے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ جو بڑے بھائی ہیں وہ بھی خوش ہو رہے ہیں۔ صدقے قربان جاؤں پیارے حضور ﷺ پر کہ جو خوشیاں بانٹ رہے ہیں، انسانوں کو خوشیاں بانٹنے کا ڈھنگ بتلا رہے ہیں، طریقوں سے آگاہ کر رہے ہیں، سلیقے سکھلا رہے ہیں۔ اے مولا کریم! ہم لوگوں کو بھی اپنے پیارے رسول ﷺ کی سنت کا شیدائی بنا کہ دوست احباب کے بچوں سے پیار کرنے والے اور دل لگی کرنے والے بن جائیں (آمین!)

---

[1] بخاري: ٦٢٠٣.

Marfat.com

بچے کے ساتھ کھیل

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ ہیں۔کوئی پانچ، سات یا آٹھ سال کے ہوں گے۔ وہ اپنے ساتھ بیتا ہوا ایک خوش گوار واقعہ یاد کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں:

''ایک بار ایسا ہوا کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل کود میں مصروف تھا۔ حضور ﷺ کا ہمارے پاس سے گزر ہوا۔ میں نے آپ کو دیکھا تو بھاگا اور دروازے کے پیچھے جا چھپا۔ حضور ﷺ نے مجھے آواز دی۔ میں حاضر ہوا تو اب:

((فَحَطَأَنِیْ حَطْأَةً))

''آپ ﷺ نے مجھے زمین پر لٹا دیا، پچھاڑ دیا۔'' ❶

قارئین کرام! یہ تو ہو گئے اس کے اردو زبان میں لفظی معنی۔لیکن جب ''فَحَطَأَنِیْ'' کے ساتھ ''حَطْأَةً'' کا اضافہ ہوا تو اس میں بڑا لطیف، حسین اور خوب صورت مفہوم پیدا ہو گیا۔شان دار چاشنی، حلاوت اور مٹھاس پیدا ہوگئی۔ مطلب اس کا یوں بنا کہ میں حضور ﷺ سے ڈر کر، آپ کے رعب سے دب کر نہیں بھاگا، بلکہ آپ جس طرح بچوں سے محبت کرتے تھے، اس محبت اور پیار کے پیش نظر بھاگا کہ یوں حضور ﷺ بھی میرے پیچھے بھاگیں گے۔ اپنے گھر کے بیرونی دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔اب حضور ﷺ نے آواز دی تو میں فوراً حاضر ہو گیا۔ کیونکہ مجھے پتا چل گیا کہ حضور ﷺ میرے پیچھے بھاگ کر نہیں آئیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس وقت میری خواہش کو پورا کر ہی دیا کہ جب میں آپ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے پیار کرتے کرتے، گدگداتے اور کوت کتاڑیاں کرتے کرتے زمین پر لٹا دیا۔ میں بھی ہنستے ہنستے، لوٹ پوٹ ہوتے، زمین کے ساتھ لگنے پر مجبور ہو گیا۔اور پھر

((ثُمَّ بَعَثَ بِیْ اِلٰی مُعَاوِیَةَ))

''آپ ﷺ نے مجھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا'' ❷

---

❶ مسند احمد: ۲۱۵۰.

❷ مسند احمد: ۲۱۵۰.

Marfat.com

جی ہاں! حضور ﷺ نے بچے کو اپنے کسی کام کے لیے روانہ فرما دیا۔ لیکن محبت کا کمال انداز ہے، فطری انداز ہے۔ پیارے بچو! گلی میں کھیلتے کودتے بچوں کے درمیان ایک بچے کے ساتھ جب میرے حضور ﷺ نے ایسی محبت کا اظہار فرمایا تو باقی بچے دیکھتے اور یقیناً خوش ہو رہے ہوں گے۔ غور کرو! مدینے کی گلی میں کتنے پیارے لگ رہے ہیں میرے حضور ﷺ بچوں کے درمیان۔

بچوں کا استقبال

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی ہیں۔ جناب جعفر رضی اللہ عنہ اردن کے علاقے مؤتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کے دونوں بازو کٹ گئے تھے۔ پیارے حضور ﷺ نے انہیں ''طیار'' کا لقب دیا اور فرمایا کہ انہیں جنت میں دو پر دیے گئے ہیں جن سے وہ پرواز کر رہے ہیں۔ ان کے بیٹے کا نام عبداللہ ہے!

''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تھے تو ہم (بچے) بھی آپ کا استقبال کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بار میں تھا، اور اب مجھے یاد نہیں کہ میرے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ بہر حال ہم دونوں استقبال کرنے والوں میں شامل تھے۔ حضور ﷺ نے ہم میں سے ایک کو اپنے آگے بٹھا لیا اور دوسرے کو پیچھے بٹھا لیا۔ یوں ہم مدینہ پہنچ گئے۔'' [1]

پیارے بچو! کیسا خوب صورت منظر ہے۔ پیارے حضور ﷺ مدینہ منورہ سے باہر گئے ہیں، کسی غزوے سے تشریف لا رہے ہیں، یا عمرے سے تشریف لا رہے ہیں، یا ایک حکمران کی حیثیت سے کسی علاقے میں تشریف لے گئے ہیں اور واپس اپنے دارالحکومت مدینہ منورہ میں تشریف لا رہے ہیں۔ مدینہ کے لوگ خوشی خوشی پیارے حضور ﷺ کا استقبال کرنے گئے ہیں۔ بچے بھی گئے ہیں۔ ان بچوں کو ان کی ماؤں نے تیار کر کے بھیجا ہے۔

[1] مسلم: ٢٤٢٨۔ ابن ماجہ: ٣٧٧٣.

Marfat.com

جی ہاں ! واضح یہی ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ابا جان تشریف لا رہے ہیں، آپ نے اپنے بچے کو روانہ کر دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی والدہ نے اپنے بچے کو تیار کر دیا ہے۔ دونوں بچے حضور ﷺ کو دیکھتے ہی دوڑے ہوں گے۔ حضور ﷺ نے اونٹنی کو بٹھایا ہو گا یا کھڑے کھڑے کسی صحابی نے ننھے حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھا کر حضور ﷺ کو پکڑایا ہو گا۔ میرے حضور ﷺ نے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ منہ چوما ہو گا، سینے سے لگایا ہو گا۔ لیجیے ! حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا بچہ عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بھی حضور ﷺ کے ہاتھوں میں آ گیا۔ وہ بھی حضور ﷺ کا میٹھا پیار وصول کر گیا۔ ایک آگے بیٹھ گیا، دوسرا بچہ پیچھے بیٹھ گیا۔ دو بچوں کے درمیان اب میرے حضور ﷺ مدینے کی گلیوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ پیارے بچو! کیسے لگ رہے ہیں میرے حضور ﷺ...... اونٹنی پر سوار...... دو بچوں کے درمیان۔ مدینے کی ہی گلیاں اور بازار......لوگ دیکھ رہے ہیں حضور ﷺ کا پیار...... جو ہے بچوں کے ساتھ بے مثال ......کس قدر بھری ہے اس میں مٹھاس...... جیسے شہد کے چھتے سے گرتی ہے شہد کی دھار۔

دوڑ کا مقابلہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بچے چھوٹے بھی تھے۔ ان میں حضرت عبداللہ، عبیداللہ اور کثیر رضی اللہ عنہم تھے۔ آیئے! ان بچوں کا منظر دیکھتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ ان بچوں کو ایک صف میں کھڑا کر لیتے اور فرماتے: جو میرے پاس پہلے آئے گا اس کو یہ اور یہ انعام ملے گا۔ چنانچہ یہ سب دوڑتے اور حضور ﷺ کے پاس آتے۔ ان میں سے کوئی حضور ﷺ کی کمر مبارک پر آن لگتا اور کوئی سینے پر آن گرتا۔ آپ ﷺ ان کو چومتے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔''[1]

قارئین کرام! محسوس ہوتا ہے کہ حضور ﷺ بیٹھ جاتے اور پھر بچے دور چلے جاتے،

[1] مسند احمد: ۱۸۳۶.

Marfat.com

اور پھر یقیناً ایک دو اور تین بھی ہوتا ہو گا۔ عربی میں واحد، اثنان اور ثلاثہ پر بچے بھاگ کھڑے ہوتے ہوں گے، اور پھر ہنستے بھاگتے دوڑتے حضور ﷺ کے ساتھ چمٹ جاتے، کیوں کہ ہاتھ تو حضور ﷺ کو ہی لگانا ہوتا تھا نا۔ پیارے بچو! اس منظر کو ذہن میں لاؤ۔ کھلکھلاتے بچوں کو خوش کرنے والے حضور ﷺ اور خود خوش ہونے والے ہمارے پیارے رسول ﷺ نظارے کو کس قدر خوش منظر بناتے ہیں۔ درود ان پر، سلام ان پر، جو بچوں کو اپنے نظاروں کے ذریعے سے قیامت تک خوشیاں دے گئے۔

سر پر پیار اور علم کی دعا

اللہ کے رسول ﷺ محبت کے ساتھ بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ اس صفت کو ہماری اردو زبان میں ''سر پر پیار'' کہتے ہیں۔ اور یہ جملہ بھی مشہور ہے کہ ''فلاں نے میرے بچے کے سر پر ہاتھ بھی نہ رکھا''، ''فلاں نے میرے بچے کے سر پر پیار بھی نہ دیا'' پیارے بچو! ہمارے پیارے حضور ﷺ بچوں کو پیار دیا کرتے تھے، سر پر ہاتھ رکھا کرتے تھے، پھر ہاتھ کو پھیرتے بھی تھے۔ ہاتھ پھیرنے کا مطلب محبت میں اضافہ اور پیار کی بلندی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے جو بچے ہیں، نام ان کا عبداللہ ہے، وہ حضور ﷺ کے پیار کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

((مَسَحَ النَّبِیُّ رَأْسِیْ وَ دَعَا لِیْ بِالْحِکْمَةِ))

''حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر پیار کا ہاتھ پھیرا اور مجھے دانائی کی دعا دی۔'' (1)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں:

((ضَمَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)) (2)

''اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے اپنے بازوؤں میں لیا، سینے سے چمٹایا اور دعا کی: اے اللہ! اس بچے کو کتاب (قرآن) کا عالم بنا۔''

---

(1) مسند احمد: ۱۸٤۰۔ (2) بخاری: ۷۵۔

Marfat.com

پیارے بچو! غور فرماؤ۔ آپ ﷺ بچے کو سینے سے لگاتے ہیں، قرآن کا عالم بننے کی دعا دیتے ہیں، بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور حکمت و دانائی کی دعا دیتے ہیں۔ حکمت سے مراد ہر نفع بخش علم ہے۔ سائنس بھی، جغرافیہ بھی، تاریخ بھی، ریاضی بھی اور معاشرتی علوم بھی۔ الغرض! میرے حضور ﷺ کی دعا ایک بچے کے لیے تھی، اور اس بچے کے واسطے سے قیامت کے دن تک ہر بچے کے لیے ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا اسوہ قیامت کے دن تک کے لیے ہے اور ساری امت کے لیے ہے۔ لہٰذا اے پیارے بچو! حضور ﷺ کے پیار کو اپنے لیے محسوس کرو۔ علم حاصل کرو قرآن کا، حدیث کا، سائنس کا اور دیگر شعبوں کا، میڈیکل سائنس کا، انجینئرنگ کا، ہوابازی کا اور ہر نفع بخش علم کا۔

مدنی بچے اور علم

مسلمانوں اور مکہ کے مشرکوں کے درمیان پہلی جنگ ''بدر'' کے مقام پر لڑی گئی۔ اس لڑائی میں مشرکوں کو شکست ہوئی۔ اس دوران میں جو قیدی بنے، انہیں حسب استطاعت فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ مثال کے طور پر ''ابو وداعہ'' بھی قیدی بنا۔ وہ بڑا مال دار تھا۔ اس سے چار ہزار درہم فدیہ لیا گیا اور چھوڑ دیا گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے چچا تھے وہ بھی درمیانے درجے کے مال دار آدمی تھے۔ ان سے ایک سو اوقیہ سونا وصول کیا گیا۔ اسی طرح جن کے پاس مال نہ تھا اور وہ پڑھے لکھے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھلا دیں اور رہا ہو جائیں۔ [1]

پیارے بچو! اس سے اندازہ لگاؤ کہ حضور ﷺ کو علم کے ساتھ کس قدر پیار ہے اور بچوں کو تعلیم دلانے کی کس قدر فکر لاحق ہے۔ اس تعلیم کے دوران میں ایک ایسا واقعہ بھی پیش آیا جو بڑا دلچسپ ہے۔ ملاحظہ ہو:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی بتلاتے ہیں کہ ایک دن ایک بچہ روتا ہوا اپنے باپ کے پاس

---

[1] مسند احمد: ٢٢١٤.

Marfat.com

آیا۔ باپ نے پوچھا: کیا ہوا؟ بچہ کہنے لگا: مجھے میرے (قیدی) استاد نے مارا ہے۔ باپ کہنے لگا: وہ خبیث بدر کے بدلے لیتا ہے۔ اللہ کی قسم! تو کبھی اس کے پاس نہیں جائے گا۔ [1]

قارئین کرام! باپ پر اپنے بچے کی محبت غالب آ گئی اور اس نے غالباً بچے کو روک لیا، لیکن نہ تو وہ استاد کے پاس گیا کہ اسے پوچھے، نہ حضور ﷺ کے پاس شکایت ہی لے کر گیا کہ قیدی استاد نے اس کے بچے کو مارا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے پتا تھا کہ استاد کا ایک مقام ہے، چاہے وہ غیر مسلم ہی ہو۔ لہٰذا استاد کو اگر کچھ کہا تو ہو سکتا ہے حضور ﷺ ناراض ہوں۔ اسی طرح حضور ﷺ بھی اس کی شکایت پر کان نہ دھریں گے، کیونکہ بچے کو بھی کوئی زیادہ نہیں مارا گیا، معمولی جھڑک دی ہو گی اور ہلکا سا دھپا ہو گا۔ جی ہاں! وہاں تو قیدیوں کا بے حد خیال رکھا جا رہا تھا۔ مثال کے طور پر ابوعزیز قیدی بیان کرتا ہے کہ

''مجھے گرفتار کرنے والے جب مجھے صبح و شام کھانا کھلاتے تو مجھے روٹی کھلاتے اور خود کھجوروں پر گزارہ کر لیتے، اور یہ رویہ حضرت محمد کریم ﷺ کے حکم کی وجہ سے تھا۔ الغرض جس کے ہاتھ روٹی آتی وہ مجھے لا کر دے دیتا۔ مجھے اکیلے کھاتے ہوئے شرم آتی تو میں وہ روٹی اسے واپس کر دیتا، مگر وہ اسے ہاتھ بھی نہ لگاتا اور روٹی مجھے زبردستی تھما دیتا۔'' [2]

قارئین کرام! جب عام قیدیوں کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ کا رویہ عالی شان تھا تو بھلا بچوں کے استاد قیدی کا احترام کس قدر ہو گا؟ جی ہاں! استاد کی قدر، چاہے وہ غیر مسلم ہو۔ علم کی قدر، مدنی بچوں کے لیے علم کی خواہش۔ یہ ہے ہمارے پیارے حضور ﷺ کی پاک سیرت کا اثر۔

---

[1] مسند احمد: ۲۲۱٦۔ قال احمد شاکر اسنادہ صحیح.

[2] سیرت ابن ہشام: ۲/ ۳۴۹، ۳۵۰.

Marfat.com

بچوں کو سلام

بچے کھیل رہے ہیں۔ قریب سے شاہِ عرب گزریں اور سلام کہیں۔ بچے کھیل کود میں مصروف ہیں۔ وہ اچانک سنیں ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ!'' نظر اٹھا کر دیکھیں تو شاہِ مدینہ دکھائی دیں۔ اللہ جانتا ہے آج کوئی حکمران نہیں دکھلائی دیتا۔ چودہ سو سال قبل کوئی بادشاہ بھلا بچوں کے پاس رک کر سلام کہے، یہ ناممکن تھا۔ ہاں ہاں! دنیا کو ایک نیا سبق دیا۔ بچوں سے پیار کرنا سکھلایا، بچوں کو اہمیت دینے کا ڈھنگ بتلایا تو تاریخ انسانی میں پہلی بار حضرت محمد کریم ﷺ نے بتلایا۔ میں ذرا آگے بڑھ کر کہوں گا کہ بچوں کو احترام دینے کا وتیرہ سکھلایا، تو حضرت محمد کریم ﷺ نے سکھلایا۔ ان کی عزت نفس کو چار چاند لگائے تو حضرت محمد کریم ﷺ نے لگایا۔ کیسے لگایا؟ آیئے! سنتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بات۔ بتلاتے ہیں:

((اِنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ))

''حضور نبی کریم ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کہا۔'' [1]

پیارے بچو! حضرت انس رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں کہ

((كَانَ النَّبِيُّ يَفْعَلُهُ))

''حضور ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔''

یعنی جہاں بچے مل جائیں، سلام کیا کرتے۔

قارئین کرام! حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے آپ کے طرز عمل سے کس طرح محبت کیا کرتے تھے، حضرت سیار رحمہ اللہ کی زبان سے سنیے۔ کہتے ہیں:

''میں ثابت بنانی رحمہ اللہ کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ راستے میں جناب ثابت رحمہ اللہ بچوں کے قریب سے گزرے تو انہوں نے بچوں کو سلام کیا اور ہمیں بتلانے لگے کہ اسی طرح ایک بار میں (اپنے استاد) حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا، راستے میں وہ بچوں کے پاس

---

[1] بخاري: ٦٢٤٧.

Marfat.com

سے گزرے تو انہوں نے بچوں کو سلام کیا اور بتلایا کہ میں بھی اسی طرح ایک بار حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، آپ ﷺ بچوں کے قریب سے گزرے تو آپ نے بچوں کو سلام کیا۔ [1]

پیارے بچو! پھر کیوں نا ہم کہیں
سلام اس پر جس نے بچوں کو سلام کہا!
سلام اس پر جس نے بچوں کو احترام دیا!
سلام اس پر جس نے انکسار کو آسمان دیا!
سلام اس پر جس نے شاہی کو شاہکار بنایا!

جی ہاں! اے میرے پیارے بچو! ذرا بتلاؤ تو، کیسے لگتے ہیں میرے حضور ﷺ کھیلتے بچوں کے درمیان، جب ان کو ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہتے ہیں۔ جی ہاں خوب لگتے ہیں، بڑے پیارے لگتے ہیں، دل کے دلدارے، آنکھوں کے نظارے، بڑے ہی راج دلارے لگتے ہیں، حضور ﷺ اور مدنی بچے، چاند کے اردگرد ستارے لگتے ہیں۔

حجامت کی حفاظت

پیارے بچو! آپ نے دیکھ لیا کہ پیارے رسول ﷺ کو بچوں سے کس قدر پیار ہے۔ ہم آپ کو مزید بتلائے دیتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو بچوں کے سر کی حجامت کا بھی بہت خیال ہے۔ لوگ اس طرح کیا کرتے تھے کہ بچوں کے سر کا ایک حصہ استرے سے منڈوا دیتے اور ایک حصہ چھوڑ دیتے۔ اسے عربی زبان میں ''قزع'' کہا جاتا تھا۔ یہ قزع آج بھی ہوتا ہے۔ امریکا کے فوجی اور یورپ کے بعض بچوں کی اخبارات میں تصاویر دیکھیں ان کا سر پیچھے اور دائیں بائیں سے منڈا ہوا تھا، باقی بال موجود تھے۔ یہ بھی ''قزع'' ہے۔ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی مسلمان ماں باپ بھی اپنے بچوں کی ایسی حجامت بنوا دیتے ہیں۔ اسے

---

[1] مسلم: ٢١٦٧.

Marfat.com

فیشن کے طور پر لیا جاتا ہے اور یہ انتہائی برا لگتا ہے۔ ہمارے حضور ﷺ نے اپنے دور میں ایسا فیشن دیکھا تو منع فرما دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ))

''اللہ کے رسول ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔''❶

قارئین کرام! یہ ہیں ہمارے پیارے رسول ﷺ جو اپنے امتیوں کے بچوں کی حجامت کا خیال بھی رکھتے ہیں کہ بچے اچھے اور خوب صورت نظر آئیں، بھدے اور برے نظر نہ آئیں۔ ہندو لوگ اپنے بتوں اور آشرموں کے نام کی منت مانتے ہوئے اپنے بچوں کے سر کا قزع کرتے ہیں، سر کو منڈوا دیتے ہیں، مگر ایک یا دو لٹیں چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بھی قزع ہے۔ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان بھی ایسی حرکت کر جاتے ہیں۔ بہرحال یہ حرکت فیشن کے طور پر ہو یا مذہب کے طور پر، دونوں صورتوں میں بچے کے سر کو بھدا اور گندا کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس حرکت سے منع فرما دیا ہے۔ فدا اور قربان ایسے پیارے رسول ﷺ پر جو اپنے کلمہ پڑھنے والوں کے بچوں کا بھی اس قدر خیال کرتے ہیں۔

بچوں کا والی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلٰى بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ [الاحزاب: ٦]))

''میں ہر مؤمن کا دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ''نبی مؤمنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہے۔''❷

قارئین کرام! اللہ نے واضح کر دیا کہ مؤمن پر جس قدر اس کی جان کا حق ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کرے، جسم کو لباس پہنائے، خوراک کھائے، مکان بنائے، شادی کرے، یعنی

❶ بخاري: ٥٩٢١. ❷ بخاري: ٢٣٩٩.

Marfat.com

جسم و جان کی ہر ضرورت کا جو حق ہے، اس سے بڑھ کر مؤمن پر اللہ کے نبی ﷺ کا حق ہے کہ آپ کی عزت و حرمت کا پاسبان بنے، سنت کی حفاظت کرے، آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو حرز جان بنائے۔ جی ہاں! جب حضور ﷺ کا کلمہ پڑھنے والا ایسا کرے گا تو حضور ﷺ دنیا میں ایک حکمران کی حیثیت سے اس کا خیال کریں گے اور آخرت میں بھی اس کا خیال کریں گے، شفاعت کریں گے۔ دنیا میں خیال کس طرح کریں گے؟ حدیث کے اگلے الفاظ ملاحظہ فرمائیں اور حضور ﷺ کی محبتوں کا اندازہ لگائیں۔ فرمایا:

''جو کوئی مؤمن فوت ہو جائے اور مال چھوڑ جائے تو اس کے وارث جو کوئی بھی ہوں، چھوڑا ہوا مال انہیں ملے گا۔ اور اگر کوئی قرض یا بچے چھوڑ جائے تو وارث میرے پاس آئے، میں اس کا والی ہوں۔'' ❶

قارئین کرام! غور فرمایئے! بچوں کا باپ فوت ہو گیا۔ بچوں کی پرورش کیسے ہو گی؟ یا قرض چھوڑ گیا۔ قرض کیسے اترے گا؟ حضور ﷺ کے پاس کون آئے گا؟ بچوں کی ماں آئے گی۔ بیوہ خاتون آئے گی، یتیم بچے لائے گی۔ ان کا والی اور مولا کون بنے گا؟ حضرت محمد کریم ﷺ بنیں گے۔ آیئے! حضور ﷺ کے اسی فرمان کو ایک اور انداز سے دیکھیں۔ فرمایا:

((وَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنْ عَلَی الْاَرْضِ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِہٖ فَاَیُّکُمْ مَّا تَرَکَ دِیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَاَنَا مَوْلَاہُ وَ اَیُّکُمْ تَرَکَ مَالًا فَاِلَی الْعَصَبَۃِ مَنْ کَانَ))

''اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، کہ زمین پر جو بھی مؤمن ہے اس کے ہاں تمام انسانوں سے بڑھ کر میں اوّلیت رکھتا ہوں۔ لہٰذا تم لوگوں میں سے جو کوئی قرض یا بچے چھوڑ کر فوت ہو جائے تو میں اس کا مولا (مددگار) ہوں، اور جو کوئی تم میں سے مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔'' ❷

---

❶ بخاری: ۲۳۹۹. ❷ مسلم: ۱۶۱۹.

Marfat.com

اللہ اللہ! فوت ہونے والا مال و دولت چھوڑ جائے تو اس کے بچوں کا، بیوہ عورت کا، اور اگر قرضہ چھوڑ کر مر جائے تو ان کی کفالت اور نگہداشت کا ذمہ شاہ مدینہ کا۔ بچوں کا کھانا پینا، ان کی تعلیم، رہائش، سب کچھ حضور ﷺ کے ذمے۔

آیئے! میرے پیارے حضور ﷺ کے الفاظ سنیے۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، ان الفاظ کو سونے کے پانی سے لکھا جائے، لکھنے والی قلم ہیرے کی اور دوات سرخ یاقوت کی ہو تب بھی حق ادا نہ ہو۔ میرے حضور ﷺ نے بچوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا کوئی وارث نہ رہے تو "فَإِلَیَّ" (وہ میرے پاس آ جائیں)، یہ کہہ کر فرمایا:

((أَنَا وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ))

"میں اس کا مددگار ہوں جس کا کوئی مددگار نہیں۔"

((أَنَا مَوْلَى مَنْ لَّا مَوْلَى لَهُ.))

"میں اس کا ذمہ دار ہوں جس کا کوئی ذمہ دار نہیں۔"

((أَنَا وَارِثُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهُ.))

"میں اس کا وارث ہوں جس کا وارث کوئی نہیں۔" [1]

جی ہاں! بچوں کی کفالت کا قانون دیا، اس کا اعلان کیا، مولا کریم کی قسم کھا کر اعلان فرمایا، عمل کر کے دکھلایا تو حضرت محمد کریم ﷺ نے۔ پیارے بچو! میری دعا ہے آپ کے ابو جان سلامت رہیں، امی جان آپ کے ساتھ رہیں۔ لیکن سوچو! جس کے ابو جان نہ رہیں تو اس کو شفقت ملے گی شاہِ مدینہ کی۔ اس لیے کہ ننھے بچے مایوسیوں اور محرومیوں کے اندھیرے میں گم نہ ہوں۔ یہ ہے فکر ہمارے حضور ﷺ کی۔ اسی لیے تو اپنے فرمان میں میرے حضور ﷺ نے بچوں کے لیے "صبیان" اور "طفلان" کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے بلکہ "ضیاعًا" اور "ضَیعةً" کے الفاظ استعمال فرمائے، جن کے معنی ضائع ہو جانے کے ہیں۔ اور باپ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد شدید خطرہ ہے کہ یتیم بچے ضائع نہ ہو

[1] مسند احمد: ٣٦-٣٥-١٧٣٣١.

Marfat.com

جائیں، لہٰذا ہمارے حضور ﷺ نے ایسے بچوں کے لیے "ضیاعًا" کا لفظ اس لیے اپنے منہ مبارک سے نکالا کہ حکمران ان بچوں کی خصوصی فکر کریں، معاشرے کے مال دار اور صاحب ثروت لوگ ان بچوں کو ضائع نہ ہونے دیں۔ جی ہاں! مدینہ کے بچوں کے لیے ہمارے حضور ﷺ جو اسوہ چھوڑ گئے، وہی ہے قیامت تک کے لیے اسوہ میرے حضور ﷺ کا ہر حکمران کے لیے، ہر صدر کے لیے، ہر وزیر اعظم کے لیے۔ دیکھو بچو! کس قدر خیال کیا ہے بچوں کا میرے حضور ﷺ نے۔ ذرا دیکھو تو! مدینہ میں جن بچوں کے باپ نہیں، ان بچوں کے درمیان کیسے دکھائی دیتے ہیں حضرت محمد ذی شان ﷺ، یتیم بچوں پر مہربان، ان کے نگہبان، بچوں کی ہر ضرورت کے پاسبان!

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ماں اور بچے کا دودھ

ماں جو اپنے بچے کو جنم دینے والی ہے، بھلا اس سے بڑھ کر اپنے بچے سے کون محبت کر سکتا ہے؟ جواب یہی ہے: یقیناً کوئی نہیں۔ جی ہاں یہ جواب بالکل درست ہے۔ مگر جب بات آتی ہے میرے حضور ﷺ کی، رحمۃ للعالمین ﷺ کی، تو پھر یہ جواب جزوی طور پر درست ہے۔ میرے حضور ﷺ ہر ماں سے بڑھ کر اس کے بچے سے پیار کرنے والے ہیں۔ آیئے! دیکھتے ہیں وہ کیسے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ حضرت محمد کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَ الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَ وَلَدِهٖ وَ هِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ))

"عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس کے بچوں کی بھی نگہبان ہے۔ چنانچہ اس سے ان بچوں کے بارے میں (اللہ کی عدالت میں) سوال کیا جائے گا۔" [1]

[1] مسند احمد: ۵۱۶۷.

Marfat.com

بچہ جب اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے تو اس کا اوّلین حق یہ ہے کہ اسے ماں اپنا دودھ پلائے۔ ماں بیمار ہو یا اس کے دودھ میں کوئی مسئلہ ہے تو وہ الگ بات ہے۔ اگر وہ محض فیشن کے طور پر دودھ نہیں پلاتی کہ وہ کمزور ہو جائے گی تو وہ بچے کا حق مار رہی ہے، نگہبانی اور نگرانی کے فریضے کو تار تار کر رہی ہے۔ ایسی عورتوں کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کیا فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو۔ فرمایا:

''میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دو (فرشتے) آئے (اور مختلف مناظر دکھانے لگے۔ ان میں سے ایک یہ تھا:)

((فَإِذَا أَنَا بِنِسَآءٍ تَنْهَشُ ثُدِيَّهُنَّ الْحَيَّاتُ))

''میں نے عورتوں کو دیکھا جن کی چھاتیوں کو سانپ ڈس رہے تھے۔''

میں نے ان سے پوچھا: ان عورتوں کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

((هٰؤُلَآءِ يَمْنَعْنَ أَوْلَادَهُنَّ أَلْبَانَهُنَّ)) [1]

''یہ وہ عورتیں ہیں جو (اپنا دودھ ہوتے ہوئے بلا عذر) اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔''

پیارے بچو! ملاحظہ کر لو، اللہ کے رسول ﷺ تم پر تمہاری ماں سے بھی بڑھ کر مہربان ہیں اور تمہارے حقوق کا تحفظ کر رہے ہیں۔ اور وہ قرآن جو پیارے حضور ﷺ پر نازل ہوا اس میں واضح فرما دیا کہ مائیں اپنے بچوں کو ''حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ'' پورے دو سال دودھ پلائیں۔

جدید طبّی تحقیق یہ ہے کہ بچہ جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے، ماں کے دودھ کی غذائیت میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یعنی بچے کی ضرورت کے مطابق پروٹین اور نشاستہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ سبحان اللہ! ''رب'' کے یہی معنی ہیں۔ عربی زبان کی ڈکشنری یا لغت میں لکھا ہے ''وہ پرورش کرتا ہے ''حالًا فحالًا'' ''شيئًا فشيئًا'' مرحلہ وار، قدم بقدم۔'' جی ہاں! جو ایسا کرتا

[1] صحيح ابن خزيمة: ١٩٨٦ و اسناده صحيح.

Marfat.com

ہے اس کا نام ''رب'' ہے اور قرآن کا آغاز ہی اسی سے ہوا۔ فرمایا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''تمام اقسام کی تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

اس رب کریم نے قرآن میں بھی بچوں کے دودھ پلانے کے حق کو محفوظ فرمایا اور اپنے پیارے نبی ﷺ کو ان عورتوں کی سزا کا منظر بھی دکھلایا جو بچوں کا حق مارتی ہیں۔ اور یہ منظر اس لیے دکھلایا تاکہ ننھے منے بچوں کی خوراک میں کوئی ماں خلل نہ ڈالے۔ قارئین کرام! میڈیکل سائنس نے اب ایک اور نئی تحقیق کا انکشاف کیا ہے کہ وہ بچے جو اپنی ماؤں کا دودھ پیتے ہیں ان کی دماغی صلاحیت ان بچوں کی نسبت 24 فی صد زیادہ ہوتی ہے جو ماں کا دودھ نہیں پیتے۔ ماؤں کا دودھ پینے والے بچے معاشرے میں ترقی بھی زیادہ کرتے ہیں، ذہنی انتشار بھی کم ہوتا ہے اور جسمانی و ذہنی نشوونما بھی بہتر ہوتی ہے۔

قارئین کرام! یہ تحقیقی رپورٹیں آج کی ہیں، جب کہ میرے حضور ﷺ نے چودہ سو سال قبل ننھے منے بچوں کا حق محفوظ فرما دیا۔ پیارے بچو! یہ ہیں آپ کے پیارے حضور ﷺ جو ماؤں سے بڑھ کر مہربان اور ننھے منے پھول بچوں کے حقوق کے ہیں نگہبان اور پاسبان۔ پھر کیوں نا ہم پیار اور احترام کے ساتھ مولا کریم کے دربار میں عرض کریں:

پالن ہار مولا!

کروڑوں صلوٰۃ (درود) تیرے حبیبؐ پر
اربوں سلام تیرے پیارے خلیلؑ پر

بکری کا دودھ اور انسان کا بچہ

بکری کا دودھ ہلکا پھلکا، صحت مند اور زود ہضم ہوتا ہے۔ اس میں چکنائی بہت کم ہوتی ہے۔ قدرے نمکین بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ دودھ انسان کے بچوں کے لیے بے حد مفید ہوتا ہے، جو ننھے منے پیٹ میں جاتا ہے تو ہضم ہو کر بدن کو قوت و طاقت دیتا ہے۔

Marfat.com

بچہ ذرا بڑا ہو جائے تو اس کے لیے گائے کا دودھ بہت مفید ہوتا ہے۔ اس میں ذرا چکنائی زیادہ ہوتی ہے۔ اونٹنی کا دودھ تو بے حد مفید ہے۔ یہ زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں پاکستان میں زیادہ تر بھینس کا دودھ چلتا ہے۔ اس میں سب سے بڑھ کر چکنائی اور بالائی ہوتی ہے۔

جی ہاں! ہم بات کر رہے تھے چھوٹے بچوں کی کہ ان کے لیے بکری کا دودھ بڑا مفید ہے۔ پیارے بچو! آپ کو بکری کا دودھ ملتا رہے اور بکری کے بچے چھلانگیں لگاتے ہوئے کھیلنے کو ملتے رہیں تو کیسا رہے گا؟ آپ کے لیے ان چیزوں کا خیال رکھا ہے میرے حضور ﷺ نے۔ آیئے! آپ کو ایک واقعہ سناتے ہیں:

"جناب مسلم رحمہ اللہ بتلاتے ہیں کہ ایک بار (علاقے کے حاکم) ابن علقمہ نے میرے والد کو ہماری قوم کا سردار بنا دیا اور والد کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ اپنی قوم سے زکوٰۃ وصول کریں۔ چنانچہ کچھ لوگوں کے پاس میرے والد نے مجھے بھیج دیا تاکہ میں ان سے زکوٰۃ وصول کروں۔ اب میں گھر سے نکلا اور ایک بڑی عمر کے بزرگ کے پاس پہنچا جن کا نام سعر رضی اللہ عنہ تھا۔ میں نے ان سے عرض کی کہ میرے والد جناب ثقنہ نے آپ کی طرف زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ بکریوں کی زکوٰۃ لینے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت سعر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بیٹا! تم کس طرح زکوٰۃ وصول کرتے ہو؟ میں نے کہا: ہم چھانٹ کر سب سے اچھی بکری لیتے ہیں۔ اس پر حضرت سعر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اب میری بات غور سے سننا!

میں انہی گھاٹیوں میں سے ایک پہاڑی گھاٹی میں تھا کہ میرے پاس دو شخص آئے جو اونٹ پر سوار تھے۔ کہنے لگے: ہم اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے حاضر ہوئے ہیں، بکریوں کی زکوٰۃ لینے آئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: میری زکوٰۃ کتنی بنتی ہے؟ انہوں نے کہا: ایک بکری۔ یہ سنتے ہی میں ایک بکری کی طرف بڑھا۔ یہ بکری ہر لحاظ سے ایسی شان دار تھی کہ اس کی اہمیت کو میں ہی جانتا تھا۔

((مُمْتَلِئَةً مَحْضًا اَوْ مَحْضًا وَ شَحْمًا))

Marfat.com

''دودھ سے لبریز تھی، بڑا حوانہ اور لمبے بھرے ہوئے تھن، موٹی تازہ، چربی چڑھی ہوئی۔''

میں نے اسے ریوڑ سے نکالا اور ان کے سامنے پیش کر دیا۔ وہ کہنے لگے: یہ تو بچے دینے والی ہے اور

((وَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ شَافِعًا))

''ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ہم بچے دینے والی بکری وصول کریں۔''

میں نے پوچھا: پھر کون سی بکری لاؤں؟ کہنے لگے: چھ ماہ کی پٹھیا یا ایک سال کی بکری لے آؤ۔ چنانچہ اب میں نے ان کے سامنے ایسی بکری ریوڑ سے نکالی جس نے ابھی تک کسی بچے کو جنم نہیں دیا تھا۔ اسے دیکھ کر دونوں کہنے لگے: یہ ٹھیک ہے۔ پھر انہوں نے اسے پکڑا، اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھایا اور چل دیے۔ [1]

پیارے بچو! دیکھو، ہمارے حضور ﷺ کس قدر مہربان ہیں۔ آپ مدینہ کے حکمران ہیں۔ آپ ﷺ اپنے اہل کاروں کو خصوصی ہدایت دے کر بھیج رہے ہیں کہ بچے دینے والی بکری نہ لائیں۔ مذکورہ بکری دودھ بھی دے رہی تھی، بچے دینے والی بھی تھی، اس کا دودھ حضرت سعر رضی اللہ عنہ کے پوتے پوتیاں پیتے ہوں گے، نواسے نواسیاں پیتے ہوں گے، اور پھر جب وہ بچے دے گی تو بکری کے بچوں کے ساتھ حضرت سعر رضی اللہ عنہ کے پوتے پوتیاں کھیلیں گے، ان کو پیار کریں گے، خوش ہوں گے اور بکری کا دودھ بھی پئیں گے...... اللہ اللہ! میرے حضور رضی اللہ عنہ کو یہ گوارا نہیں کہ بچے دودھ سے محروم ہو جائیں اور دودھ والی بکری ''بیت المال'' میں آ جائے۔ ہمارے حضور ﷺ اپنے کلمہ پڑھنے والوں کا کس قدر خیال کرنے والے ہیں، بچوں کا احساس کرنے والے ہیں۔

---

[1] مسند احمد: ۱۵۵۰۵.

Marfat.com

بچے سے جھوٹ بولنا

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں: وہ دن مجھے ابھی تک یاد ہے جب میری امی جان نے مجھے آواز دی۔ کیسا خوب صورت اتفاق کہ اللہ کے رسول ﷺ اس وقت ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میری امی کہنے لگیں:

((هَا تَعَالْ أُعْطِيْكَ))

''بھاگ کر آ، تجھے چیز دیتی ہوں۔''

اس پر اللہ کے رسول ﷺ میری ماں سے پوچھنے لگے:

((وَ مَا اَرَدْتِ اَنْ تُعْطِيَهُ))

''تم اسے کون سی چیز دینا چاہتی ہو۔''

کہنے لگیں: ''میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔''

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

((اَمَا اِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ)) [1]

''اگر تو اس بچے کو کوئی شے نہ دیتی تو تیرے خلاف ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔''

اللہ اللہ! انسان کی فطرت تو مولا کریم نے ایک ہی بنائی ہے۔ ماں عرب کی ہو یا عجم کی، بچے کے ساتھ رویے سانجھے ہیں۔ سردی کا موسم ہے، بچہ نہانا نہیں چاہتا، بھاگا پھر رہا ہے، ماں کے قابو نہیں آتا۔ ماں نے آواز دی: بیٹا! ادھر آؤ، چیز دوں گی، "چیجی" دوں گی...... بچہ بھاگا بھاگا آتا ہے۔ ماں کچھ دے گی، ٹافی دے گی یا کوئی اور میٹھی چیز دے گی...... جوں ہی ماں کے ہاتھ آیا، ماں نے دبوچ لیا، ساتھ ہنسنے لگی۔ اب بچہ سمجھ گیا کہ پھنس گیا۔ ماں نے کپڑے اتارے، نلکے کے نیچے کر دیا۔ بچہ اب رو رہا ہے۔ صابن لگنے کی باری آ گئی۔ اب شور مچاتا ہے کہ منہ پر نہ لگانا...... مگر اب یہ کیسے ممکن ہے۔ قابو آیا ہوا ہے۔ صابن بھی لگ گیا۔

---

[1] ابو داود: ٤٩٩١۔ و قال الالبانی حسن.

Marfat.com

ساتھ ہی ماں کی آواز گونجی: آنکھیں بند کر۔ بچہ آنکھیں بند نہیں کرتا تو ماں کا طمانچہ رخسار پر لگتا ہے۔ پھر بھی بند نہیں کرتا تو کمر پر۔ اب اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چہرے پر صابن لگ گیا۔ روئے جا رہا ہے۔ اب اس نے آنکھیں کھولیں۔ صابن پڑ گیا ...... اور اس کی آنکھیں فوراً بند ہو گئیں۔ مگر اب صابن کی چبھن۔ لہٰذا اب آنکھیں بند کرنے کا کیا فائدہ؟ ماں نے جلدی سے ہاتھ دھویا اور زور سے کہا: آنکھیں کھول۔ پھر طمانچہ پڑا۔ آنکھیں کھولیں تو پانی کا چھینٹا آنکھوں پر پڑا...... تین چار بار یہ عمل ہوا تو بچے کو سکون ملا...... اس کا نہلایا جانا مکمل ہوا۔

ہم نے بطور مثال ایک بات عرض کی۔ بچے ہی کی بہتری کے لیے ماں میٹھی چیز کا دھوکا دے کر بلاتی ہے اور بچے کو دھر لیتی ہے...... چیز بھی دیتی ہے مگر کبھی کبھی یوں بھی کرتی ہے...... میرے حضور ﷺ نے یوں کرنے سے منع فرما دیا، اس لیے کہ اس طرح بچے کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے گی کہ ماں جھوٹ بھی بول لیتی ہے۔ بچہ بھی جھوٹ بولنا شروع کر دے گا۔ دونوں کی تربیت ضروری ہے، لہٰذا میرے حضور ﷺ نے تربیت فرما دی...... پیارے بچو! میرے حضور ﷺ نے اس بات کو یقینی بنا دیا کہ ماں اپنے پاس بلانے کے لیے کسی چیز کی بات کرے، نمکو دینے کی بات کرے، چپس کا لفافہ تھمانے کی بات کرے، ٹافی اور چاکلیٹ دینے کی بات کرے، تو وہ ضرور دے، ہر صورت دے۔ یوں کیا ہے تحفظ میرے حضور ﷺ نے بچوں کو چیز دینے کا۔

مجھے یہاں چوسنی بھی نظر آ رہی ہے جسے مائیں بچے کے منہ میں ڈال دیتی ہیں تو بچہ چپ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بچے کو بھوک لگی ہو تو جب وہ دیکھے گا کہ چوسنی میں سے تو کچھ بھی نہیں آ رہا تو پھر رونا شروع کر دے گا۔ الغرض! وقتی طور پر بچے کو چپ کرانے کے لیے تو شاید درست ہے، مگر چوسنی کی عادت اس قدر ڈال دی جائے کہ بچہ چوسنی کے بغیر نہ رہ سکے، چوسنی چھوٹے تو انگوٹھا چوسنا شروع کر دے، اور بعض بچے تو چار پانچ سال کے ہو کر بھی انگوٹھا چوسنا نہیں چھوڑتے، اس سے بچے کی صحت پر اثر پڑ سکتا ہے، انگوٹھے کی جسامت کم اور سامنے کے

Marfat.com

دانت باہر کو آ سکتے ہیں ...... الغرض! ہمارا مشورہ یہ ہے کہ شیر خوار بچے کو اگر وقتی طور پر چوسنی دی بھی جائے تو شہد لگا کر دی جائے، تاکہ ماں جھوٹ اور دھوکے سے بچ جائے اور بچے کا بھی فائدہ ہو جائے۔

بچے سے لاتعلقی اور بے پروائی

اللہ اللہ ...... اے مولا کریم! ہم آپ کی پناہ میں آتے ہیں۔ ہمیں ان لوگوں میں نہ کرنا جن سے قیامت کے دن:

(۱): .... ﴿لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ﴾

''آپ بات نہیں کریں گے۔''

(۲): .... ﴿وَلَا يُزَكِّيهِمْ﴾

''نہ ان کو پاک کریں گے۔''

(۳): .... ﴿وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ﴾

''نہ ان کی طرف دیکھیں گے۔''

آہ! کس قدر بدنصیب ہیں یہ لوگ!!

افسوس! کس قدر حرماں نصیب ہیں یہ انسان!!

وائے حسرت! کس قدر نصیبوں مارے ہیں یہ اشخاص کہ جن کی طرف رب رحیم رحمت کی نظر نہ ڈالیں گے۔ غضب ناک ہوں گے اس قدر کہ انہیں نظر انداز کر دیں گے ...... ایسے لوگوں کی بری عادتوں اور حرکتوں سے ہمیں آگاہ فرما دیا ہے ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ...... ہم یہاں صرف اسی حرکت کا ذکر کریں گے، اسی گناہ کا تذکرہ کریں گے جو ہماری اس کتاب کے موضوع سے متعلق ہے۔ اے ماں باپ بننے والو! سن لو ...... میرے حضور ﷺ جو ہر ایک کے حقوق کا تحفظ کرنے آئے، انہوں نے آپ کے بچوں کا آپ

---

❶ مسند احمد: ۱۵۷۲۱.

Marfat.com

لوگوں سے بڑھ کر تحفظ کیا۔ جی ہاں! جب اللہ کے رسول ﷺ نے مندرجہ بالا تین باتوں کا ذکر فرمایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مُتَبَرِّ مِنْ وَّلَدِهٖ)) ❶

''وہ ماں باپ جو اپنی اولاد سے بیزاری کا اظہار کریں۔''

جی ہاں! ایسے لوگوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اپنی اولاد سے لاتعلق ہو جائیں...... بچوں سے بیزاری کا اظہار کریں...... میرے سامنے ایسے کئی واقعات ہیں کہ بچیاں پیدا ہوئیں تو باپ بیزار ہو گیا، بیوی کو طعنے دینے لگا، طلاق پر اتر آیا...... اور کئی بدبختوں نے تو ایسا کیا کہ دھکے مار کر گھر سے نکال دیا، زندہ جلا دیا، بچی کو دریا میں پھینک دیا...... آہ! یہ ایسا بدبخت ہے کہ اس نے بچیوں سے بیزاری کا اظہار کیا...... اب یہ جو مرضی کرتا رہے۔ قیامت کے دن بچوں پر مہربان مولا:

اس سے بات نہیں کرے گا۔

اس (پلید) کو پاک نہیں کرے گا۔

اس کی طرف دیکھے گا ہی نہیں۔

جی ہاں! کوئی بچہ معذور پیدا ہو گیا، ٹانگوں سے معذور، بازوؤں سے معذور، دماغی صلاحیت سے معذور...... اب اس معذور سے ماں باپ جان چھڑانے کی فکر میں ہیں۔ اس کا کوئی خیال نہیں، بیزاری اور نفرت ہے...... یاد رکھو! اے لوگو! یہ ایک آزمائش ہے۔ ایسے بچوں کی خدمت کر کے جنت بھی لی جا سکتی ہے اور اللہ کا غضب بھی خریدا جا سکتا ہے۔

باپ گھر میں داخل ہوا تو جلاد بن گیا...... بیٹے کو اس قدر مارا کہ ٹانگ توڑ دی...... بازو توڑ دیا...... ناک کی ہڈی توڑ دی...... جان سے مار دیا...... بعض ایسے بزدل کہ دنیا کی مشکلات سہہ نہ سکے تو بیوی بچوں کو گولی مار دی...... زہر پلا دیا...... خنجر سے گلے کاٹ دیے۔ اللہ اللہ! یہ تو انتہا ہے۔ ان مظالم کی سزا الگ ہو گی۔ سر دست مولا کریم ایسے لوگوں سے!

Marfat.com

نہ کلام کرے گا۔

نہ پاک کرے گا۔

نہ ان کو دیکھے گا۔

جب ان لوگوں نے مولا کریم کے دیے ہوئے بچوں سے بیزاری کا اظہار کیا تو مولا کریم بھی لاتعلق ہو گیا، بیزار ہو گیا......اور یارو! جس سے رب تعالیٰ اس قدر غضب ناک ہو گیا، جہنم کے داروغے اس کے ساتھ کیا کریں گے؟ اللہ کی آگ ان کا کیا حشر کرے گی؟ یہ بتلانے کی ضرورت ہی نہیں۔

باپ اپنے بچوں کو اپنے ملک میں چھوڑ گیا، خود کمانے باہر چلا گیا...... باہر جا کر نئے یارانے لگ گئے۔ یہاں کے بچوں کو بھول گیا۔ وہ در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ یہ ان سے بے خبر رنگ رلیاں مناتا نہ جانے کہاں ہے۔ یہ بیزاری اور لاتعلقی اللہ کو غضب ناک کر دینے والی ہے۔

ماں نے بیوہ ہونے پر...... یا مطلقہ ہونے پر...... یا کسی آشنا کے ساتھ آشنائیوں میں گم ہو کر بچوں کو چھوڑ دیا غیروں کے رحم و کرم پر...... حالات کے تھپیڑوں کی نذر کر دیا...... ماں کی مامتا مر گئی......ممتا کا جذبہ اپنی موت مر گیا...... یہ بچوں سے لاتعلق ہو گئی۔

الغرض! جس نے بھی ایسا کیا، اولاد سے بے تعلق اور بیزار ہو گیا، رب کریم اس سے بیزار ہو گیا، لاتعلق ہو گیا۔

نہ اس سے کلام ہو گا۔

نہ یہ پاک ہو گا۔

نہ نظر رحمت ہی کا حق دار ہو گا۔

جی ہاں! ایسے بدبخت ماں باپ شاید ہزاروں میں ایک ہوں یا ہزار میں ایک ہوں...... مگر یہ تو برباد ہو گئے۔ یوں بربادیوں کی وعید سنا کر بچوں کے حقوق کا تحفظ کیا تو رحمۃ للعالمین ﷺ نے کیا...... جناب عبدالمطلب کے یتیم پوتے نے کیا...... درود ان پر......

Marfat.com

سلام ان پر...... بے شمار اور لاتعداد صلوٰۃ وسلام ان پر جنہوں نے ماں باپ سے بڑھ کر ان کے بچوں کے تحفظ کا حق ادا کر دیا۔

مہربان ماں

نیک عورت کون ہے؟ جس کو ''صالحہ'' کہتے ہیں وہ خاتون کون ہے؟ جی ہاں! نیک اور صالحہ تو وہ بی بی ہے جس کو اللہ کے رسول ﷺ نیک اور صالحہ قرار دیں...... آیئے! ملاحظہ کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت...... بتلاتے ہیں:

ایک خاتون جو قریشی تھیں، نام ان کا ''سودہ'' تھا۔ شوہر ان کا فوت ہو گیا تھا۔ پانچ چھ ان کے بچے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے معذرت کر لی۔ اس پر حضور ﷺ نے معذرت کا سبب پوچھا تو کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آپ مجھے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، لیکن میں نے جو نکاح سے معذرت کی تو وہ آپ کی تکریم کے پیشِ نظر کی۔ مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ میرے جو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ صبح وشام آپ کے سرہانے ریں ریں کرتے رہیں...... شور ڈالتے رہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ فرمانے لگے: اس کے علاوہ تو کوئی بات نہیں نا! کہنے لگیں: اللہ کی قسم اس کے علاوہ کوئی بات نہیں۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا:

((يَرْحَمُكِ اللّٰهُ إِنَّ خَيْرَ نِسَاءٍ رَكِبْنَ أَعْجَازَ الْإِبِلِ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِيْ صِغَرٍ وَ أَرْعَاهُ عَلَى بَعْلٍ بِذَاتِ يَدٍ))

''اللہ تم پر رحم فرمائے! کوئی شک نہیں کہ یہ جو اونٹوں پر سوار ہونے والی (عرب) عورتیں ہیں، ان میں بہترین عورتیں قریش کی وہ نیک عورتیں ہیں جو اپنے چھوٹے بچوں پر انتہا درجے کی مہربان ہیں اور اپنی ذات کے معاملے میں شوہر کی عزت کی محافظ اور اس کے مال کی بہترین نگران ہوتی ہیں۔'' [1]

[1] مسند احمد: ۲۹۲۵۔ و قال احمد شاکر اسنادہ صحیح.

Marfat.com

قارئین کرام! نیک عورت وہ ہوئی جو:

۱۔ اپنے ننھے منوں کا خیال کرنے والی ہے۔

۲۔ وہ خود اپنے شوہر کی آبرو ہے، لہٰذا اپنی آبرو کی حفاظت کر کے شوہر کی آبرو رکھتی ہے۔

۳۔ اس کے مال کی محافظ و نگران ہے۔

یاد رہے! وہ ''سودہ رضی اللہ عنہا'' کہ جن کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نکاح کیا تھا وہ اور ہیں ...... اور یہ سودہ رضی اللہ عنہا اور ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الاصابة" میں اس خاتون کو ''سودہ قرشیہ'' کہا ہے۔

اس خاتون کے جو چھوٹے چھوٹے پانچ چھ بچے تھے، اپنے آپ کو ان کی پرورش تک محدود کر لیا اور حضور ﷺ نے ان کی تعریف کی ...... یوں ہر وہ عورت تعریف کے قابل ہو گئی جو:

اے پیارے بچو! تمہاری خاطر قربانی دے، تمہارے ساتھ شفقت کرے، محبت کرے، ماں کی مامتا کا جو حق ہے اور فطری حق ہے کہ اس کے دل میں بچوں کی محبت ہوتی ہے وہ اسے پامال نہ کرے تو وہ نیک خاتون ہے، صالحہ ہے ...... یاد رہے! ہمارے حضور ﷺ کے مندرجہ بالا الفاظ جو مسند میں ہیں، وہ ''صحیح بخاری'' اور ''صحیح مسلم'' میں بھی ہیں۔ البتہ تفصیلی واقعہ ''مسند احمد'' میں ہے جسے ہم نے ذکر کر دیا، اور مقصد یہ ہے کہ دنیا کو بتلائیں کہ ماں جو اپنے بچوں سے محبت کا حق ادا کرتی ہے ہمارے حضور ﷺ اس کی تعریف کرتے ہیں۔

ماں بچے کا خیال

پیارے بچو! آؤ مدینہ منورہ چلیں۔ وہاں پیارے حضور ﷺ کی مسجد ہے، اس میں چلیں۔ موجودہ مسجد نبوی میں تو آپ آئے دن جاتے ہیں۔ جو جا نہیں سکتے، وہ ٹی وی پر منظر دیکھتے ہیں۔ میرا مطلب ہے ساڑھے چودہ سو سال پیچھے چلیں ...... میرے حضور ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ جمعہ کا خطبہ دینے کے بعد نماز پڑھانے لگے ہیں، یا فجر کی نماز پڑھانے لگے ہیں۔ خواتین بھی موجود ہیں۔ صحابیات بھی جمعہ کا خطبہ سننے آئی ہیں۔ فجر یا کوئی

Marfat.com

اور نماز پڑھنے آئی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی ساتھ لے آئی ہیں۔ بچے نماز کے دوران میں رونا شروع کر دیتے ہیں۔ رحمت کے پیکر ہمارے حضور ﷺ بچوں کی آواز سنتے ہیں ...... پھر حضور ﷺ کے دل پر کیا گزرتی ہے......؟ اس کا تصور کرنے کے لیے، اس کا اندازہ لگانے کے لیے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بات سنیے۔ وہ بتلاتے ہیں، حضور ﷺ فرماتے ہیں:

((اِنِّیْ لَاَقُوْمُ فِی الصَّلٰوۃِ اُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِیْهَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلَاتِیْ کَرَاهِیَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّهٖ))

''میں نماز کا آغاز کرتا ہوں اور اسے لمبا کرنا چاہتا ہوں کہ اچانک بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ اس بچے کی ماں کے دل میں دکھ کی دھونی دھواں دینے لگے۔'' [1]

اللہ اللہ...... پیارے بچو! اس قدر بچوں کا خیال۔ ماں کا دودھ پیتے ننھے منے بچوں کا اس قدر احساس کہ میرے حضور ﷺ اللہ کی محبت میں ڈوب کر قیام لمبا کرنا چاہتے ہیں، تلاوت کرنا چاہتے ہیں، مگر مختصر کر دیتے ہیں، رکوع و سجود میں اختصار کر دیتے ہیں...... کیوں کر دیتے؟ جی ہاں! بچوں کی محبت میں کہ بچہ رو رہا ہے...... اللہ اللہ! نہ صرف بچوں کی محبت میں بلکہ بچے کی ماں کے دکھ کا بھی خیال ہے کہ اس کا بچہ رو رہا ہے۔ وہ اس لیے رو رہا ہے کہ میری ماں نہ مجھے اٹھاتی ہے، نہ بات کرتی ہے، نہ پیار کرتی ہے، نہ بولتی ہے۔ اسے کیا ہو گیا...... ماں بچے کو روتا دیکھتی ہے تو اس کے دل میں بھی دکھ کی دھونی دھواں دینے لگتی ہے۔ مگر وہ تو نماز میں مصروف ہے، صاف نظر آ رہا ہے۔ میرے حضور ﷺ ان مناظر کا تصور کر کے خود دکھی ہو جاتے ہیں۔ نماز میں اختصار کر دیتے ہیں۔ ادھر میرے حضور ﷺ نے سلام پھیرا، ادھر ماں نے بچے کو گود میں بٹھایا...... کیا ہوا تھا میرے لال کو...... میں صدقے...... واری جاؤں...... منہ چوما...... سینے سے لگایا...... بچہ خاموش ہو گیا...... اس منظر کے لیے میرے حضور ﷺ نے نماز کو مختصر کیا...... بچہ خاموش ہوا...... ماں کو قرار آیا۔ تو لوگو! میرے

[1] بخاری: ۷۰۷.

Marfat.com

حضور ﷺ کے دل مبارک کو بھی قرار آیا...... سکون ملا...... صدقے قربان اور واری ایسے پر رحمت رسول ﷺ پر...... ایسے امام پر...... ایسے خطیب پر۔ لاکھوں کروڑوں درود و سلام ایسے لاجواب مرشد پر جو حلیم بھی ہیں، کریم بھی ہیں، رؤوف بھی ہیں اور رحیم بھی ہیں۔

بچے کا پیشاب

حضور ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ انصار کی دعوتوں پر ان کے گھر جایا کرتے تھے......

یہ ایک انصاری خاتون ہیں۔ ان کا نام ''جذامہ'' ہے۔ وہب کی بیٹی ہیں۔ ''ام قیس'' کے نام سے معروف ہیں۔ ان کے گھر کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ حضور ﷺ ان کے گھر میں تشریف لائے ہیں۔ ام قیس رضی اللہ عنہا کا ایک ننھا بیٹا تھا، شیر خوار تھا، یعنی ابھی روٹی کھانے کے قابل نہ تھا، بس ماں کا دودھ ہی پیتا تھا۔ کوئی چھ سات ماہ کے قریب ہو گا...... ام قیس رضی اللہ عنہا نے موقع غنیمت جانا،

((اِنَّھَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّھَا صَغِیْرٍ .))

''اپنا ننھا بچہ پکڑا اور حضور ﷺ کے سامنے لے آئیں۔''

((فَاَجْلَسَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ حِجْرِہٖ .))

''اللہ کے رسول ﷺ نے بچے کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔''

((فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِہٖ .))

''بچے نے حضور ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔''

آپ ﷺ نے پانی منگوایا، کپڑوں پر چھڑکاؤ کیا اور دھویا نہیں۔ [1]

پیارے بچو! حضور ﷺ سمجھ گئے کہ ام قیس رضی اللہ عنہا اپنا بچہ اسی لیے لائی ہیں کہ میں اس کے سر پر پیار دوں، دعا دوں، مگر میرے حضور ﷺ نے بچہ لیا اور گود میں بٹھا لیا۔ ام قیس رضی اللہ عنہا کی اس وقت خوشی کا کیا ٹھکانا ہو گا؟ پھر بچے نے پیشاب بھی کر دیا۔ کپڑا دھویا

[1] موطا امام مالک: ٥٦۔ بخاری: ٢٢٣ .

Marfat.com

نہیں، اس لیے کہ صرف ماں کا دودھ پیتا بچہ اگر پیشاب کر دے تو دھونے کی ضرورت نہیں، چھڑکاؤ کافی ہے۔

ام قیس رضی اللہ عنہا کا بچہ جب بڑا ہو گیا ہو گا تو ام قیس رضی اللہ عنہا اپنے بچے کو فخر سے بتلاتی ہوں گی: تیرے مقدروں کا کیا کہنا!! تو وہ بچہ ہے جو حضور ﷺ کی جھولی مبارک میں بیٹھا تھا۔

بچے کو باپ کا تحفہ

باپ روزانہ ہی اپنے بچوں کے کھانے پینے کو چیزیں لاتا ہے۔ فروٹ لاتا ہے، ڈرائی فروٹ لاتا ہے، ٹافیاں اور چاکلیٹ کے تحفے لاتا ہے۔ بیرون ملک سے آتا ہے تب بھی تحفے تحائف لاتا ہے، جوتے اور جوڑے کپڑوں کے لاتا ہے، سائیکل اور کھلونے لاتا ہے۔ اے باپ بن جانے والو! ذرا سوچو! بچے کی تربیت کا بھی سوچا؟ ایسی کتابیں بھی کبھی تحفہ میں دیں جس سے بچہ نیک بن جائے، مؤدب بن جائے؟ حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ))

''کسی باپ نے اپنے بچوں کو خوب صورت ادب سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دیا۔'' [1]

جی ہاں! بچہ اپنے اساتذہ کا احترام کرے، ماں باپ کا احترام کرے، بڑے بہن بھائیوں کا احترام کرے، بہن کو باجی جان اور بھائی کو بھائی جان کہے، باپ کے دوستوں کا احترام کرے، چچا جان اور تایا جان کہہ کر مخاطب کرے، ماں کی سہیلیوں کو خالہ جان کہہ کر احترام دے، علماء سے مسئلہ پوچھے تو دو زانو ہو کر سامنے بیٹھے، ''حضرت جی! شیخ صاحب! مولانا محترم'' جیسے القابات سے مخاطب کرے، آنکھوں میں آنکھیں نہ ڈالے، نظریں نیچی رکھے، مہمان گھر آئے تو صابن تولیہ لیے ہاتھ دھلانے کو بھاگا پھرے، جی جی کہہ کر لپکتا پھرے، بڑوں کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرے، جب تک گفتگو ہو رہی ہو درمیان میں نہ بولے۔

---

[1] مسند احمد: ١٦٨٣٧.

Marfat.com

قارئین کرام! رشتہ داروں میں یا اور کہیں ماں باپ کی ان بن بھی ہو جائے تو خبردار! بچوں کو درمیان میں نہ ڈالیں۔ انہیں یہی سبق پڑھائیں: بیٹا! ہمارا معاملہ برابر کا ہے...... آپ بالکل نہ بولیں، بڑوں کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ ماں باپ کی ادنیٰ لغزش اور بے پروائی بچوں کو بے ادب بنا دے گی۔

ماں باپ کی آپس کی لڑائی بھی بچوں کو بے ادب بنا دے گی۔ باپ اگر بچے کی ماں کو مارتا ہے، گالیاں دیتا ہے، تو وہ اپنی اولاد کو بے ادب بنا رہا ہے۔ ان کے سامنے سگریٹ پیتا ہے، گندے مناظر دیکھتا ہے تو اپنی اولاد پر ظلم کر رہا ہے، بے ادب بنا رہا ہے۔

اے والد محترم! تو محترم تب بنے گا جب خود محترم عادات اپنائے گا۔ تیرا بچہ بھی باادب بنتا چلا جائے گا...... اپنے بچے کو تحفہ دے ادب کا اور احترام کا، اپنی گفتار سے، اپنے کردار سے۔ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی اولاد کے لیے تحفہ بانٹنے والا بنائے، ایسا تحفہ کہ جس کی خوش بو گھر میں آنے والا ہر کوئی محسوس کرے...... فون پر تیرے باادب بیٹے کی گفتگو سن کر وہ سرشار ہو جائے ...... یہ ہے شان دار تحفہ جسے حضور ﷺ نے شان دار کہا...... اس سے اگر بے خبر ہے تو پھر تو باپ تو ہے مگر کیسا کوتاہ نظر ہے...... اللہ تجھے اس طرح کا بلند نظر باپ بنائے جو پیارے حضور حضرت محمد اکرم ﷺ کا نقطہ نظر ہے۔ (آمین!)

بچوں کے درمیان انصاف

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ ایک بار میری ماں نے میرے والد جناب بشیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ جو غلام ہے اسے نعمان کے نام ہبہ کر دو۔ میرے والد نے وہ میرے نام کر دیا۔ اب میری والدہ میرے باپ سے کہنے لگیں کہ اس عمل پر اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ بنا لو۔ ان دنوں میں لڑکا تھا۔ چنانچہ میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! جناب رواحہ کی بیٹی (میری بیوی) مجھے کہنے لگیں کہ نعمان کو یہ غلام ہبہ کر دو، میں نے کر دیا۔ اب اس

Marfat.com

کی یہ بھی خواہش ہے کہ میں آپ کو اس پر گواہ بنالوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

((یَا بَشِیْرُ اَلَكَ ابْنٌ غَیْرَ هٰذَا .))

''اے بشیر! کیا اس کے علاوہ بھی تمہارا کوئی بیٹا ہے؟''

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ہاں!

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

((فَوَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ الَّذِیْ وَهَبْتَ لِهٰذَا .))

''کیا تم نے جو اسے دیا اسی طرح باقیوں کو بھی دیا؟''

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی نہیں۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَیْسَ یَسُرُّكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا لَكَ فِی الْبِرِّ وَ اللُّطْفِ سَوَاءً .))

''کیا تجھے اس بات سے خوشی نہ ہو گی کہ تمہارے احسان اور مہربانی میں سب برابر کے شریک ہوں۔''

((اِنَّ لِبَنِیْكَ عَلَیْكَ مِنَ الْحَقِّ اَنْ تَعْدِلَ بَیْنَهُمْ .))

''تیرے بیٹوں کا تیرے ذمے حق ہے کہ تم ان کے درمیان انصاف کرو۔''

مجھے اس پر گواہ مت بناؤ کیونکہ!

((اِنِّیْ لَا اَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ .))

''میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔''

((اِعْدِلُوْا بَیْنَ اَبْنَاءِهِمْ .))

''اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کیا کرو۔''

''اے بشیر! ''فَارْجِعْهُ'' اپنے بیٹے کو جو دیا ہے اسے واپس لے لو۔'' [1]

قارئین کرام! وہ ماں باپ غور فرمائیں جو بیٹیوں کے مقابلے میں بیٹوں کو ترجیح دیتے

---

[1] مسند احمد: ۱۸۶۰۹، ۶۸-۵۹-۱۸۵۵۳۔ بخاری: ۲۶۵۰۔ مسلم: ۱۶۲۳۔

Marfat.com

ہیں۔ بیٹیوں کا حق بیٹوں کو دے دیتے ہیں۔ کئی مائیں تو کھلانے پلانے میں بھی بیٹوں اور بیٹیوں میں فرق کر جاتی ہیں۔ یاد کر لیجیے! جو ماں ایسا کرتی ہے ظلم کرتی ہے۔ جو باپ ایسا کرتا ہے ظلم کرتا ہے۔ ظلم کا حساب اللہ کے دربار میں دینا ہوگا...... صدقے قربان جاؤں، بچوں کے درمیان عدل کا درس دیا تو حضرت محمد کریم ﷺ نے۔ ان کے حقوق کا تحفظ کیا تو رحمۃ للعالمین ﷺ نے۔ ماں باپ ادنیٰ سا بھی ظلم کرنے لگیں تو ان کے ہاتھوں کو روکا ہے حضرت محمد کریم ﷺ نے ...... پیارے بچو! ایسے پیارے نبی کی نعتیں پڑھو، ان کی شان بیان کرو، حضور ﷺ کی تعریف میں نظمیں پڑھو، ترانے گاؤ، کہ تمہارے حقوق کا تحفظ کیا۔

ماں باپ سے بڑھ کر مہربانی اور لطف و کرم کا اظہار کیا تو:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے والد محترم نے

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بابا جان نے

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پیارے بابل نے

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے محبوب ابا جان نے

جناب طیب رضی اللہ عنہ کے والد گرام نے

جناب قاسم رضی اللہ عنہ کے ابی جان نے

جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ کے ابو جان نے

اربوں اور کھربوں درود و سلام اس ذات پر جس کو بنایا رب کریم نے مہربان ابو جان۔

بچہ کس کا؟

عبدالحمید کہتے ہیں کہ ان کے والد محترم جناب سلمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتلایا کہ اے عبدالحمید! تیرے دادا نے تو اسلام قبول کر لیا جب کہ تیری دادی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا (یوں دونوں کے درمیان جدائی ہوگئی)۔ ان کا جو چھوٹا سا بچہ تھا اس پر جھگڑا ہو گیا۔ یوں وہ دونوں اپنا جھگڑا لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ گئے۔ ان دونوں میں

Marfat.com

اب ایک غیر مسلمہ تھی اور دوسرا مسلمان تھا۔ حضور ﷺ نے فیصلہ یوں کیا کہ باپ کو ایک کونے میں بٹھا دیا اور ماں کو دوسرے کونے میں بٹھا دیا۔ پھر بچے کو اختیار دے دیا کہ جس کے پاس چلا جائے اس کا ہے۔ بچے نے غیر مسلمہ ماں کی طرف توجہ کی تو حضور ﷺ نے دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ .))

''اے اللہ! اس بچے کی رہنمائی فرما۔''

((فَتَوَجَّهَ اِلَى الْمُسْلِمِ ، فَذَهَبَ اِلٰى اَبِيْهِ .))

''اب وہ بچہ مسلم باپ کی طرف متوجہ ہوا اور ادھر کو چل پڑا۔''

((فَقَضٰى لَهٗ بِهٖ .))

''حضور ﷺ نے ننھا بچہ باپ کے حوالے کر دیا۔'' [1]

پیارے بچو! ہمارے حضور ﷺ کس قدر بچوں کا خیال کرنے والے ہیں، ان کے میلان کا احساس کرنے والے ہیں، ننھے بچوں کو بھی اختیار دینے والے ہیں۔ ننھا سا بچہ ہے، اڑھائی سال کا ہے یا تین ساڑھے تین کا ہے، یا چار سال کا...... میرے حضور ﷺ اسے درمیان میں کھڑا کر دیتے ہیں یا اپنے پاس بٹھا کر بچے کو چھوڑ دیا کہ ایک طرف تمہاری ماں ہے دوسری طرف باپ ہے، جاؤ! جدھر دل چاہتا ہے جاؤ۔ حضرت محمد ﷺ کا بچوں پر جبر نہیں، دباؤ نہیں۔ اب بچہ چل پڑتا ہے، ماں کی طرف چلتا ہے...... حضور ﷺ یہ نہیں فرماتے کہ باپ کی طرف مڑ جا، اس لیے کہ باپ مسلمان ہے۔ یہ تو عدل کے خلاف ہو جائے گا۔ بس حضور ﷺ نے اتنی سی بات کہی اور اپنے رب سے کہی: اے اللہ! اس کو ہدایت دے۔ یعنی جہاں اس کا بھلا ہے ادھر لے جا۔ اب بھلا تو اسلام کی طرف ہے، خیر اور سلامتی تو اسلام کی جانب ہے، اور دل اللہ کی مٹھی میں ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کی توجہ اللہ کی طرف ہے۔ اللہ نے بچے کا دل موڑا اور باپ کی طرف چل دیا...... صدقے قربان جاؤں ایسے عدل

[1] ابن ماجه: ٢٣٥٢ـ مسند احمد: ٢٤١٦٠ و اسناده حسن.

Marfat.com

پر، ایسے انصاف پر...... جی ہاں! پیارے بچو! ذرا سوچو! ہمارے پیارے نبی ﷺ نے کس قدر خیال کیا ایک بچے کا کہ جہاں وہ خوش ہے وہاں جائے۔ حضرت محمد ﷺ کے دربارِ عدل سے ننھا بچہ روتا ہوا نہ جائے، مسکراتا ہوا جائے۔

بچے کو دَم

بڑے عزم و حوصلے کی مالک خاتون ہیں، اسلام سے بے پناہ محبت ہے۔ جب مکہ کے مشرکوں کی تکلیفیں حد درجہ بڑھ گئیں تو پیارے حضور ﷺ نے حبشہ کی جانب ہجرت کر جانے کی اجازت دی تو یہ خاتون بھی حبشہ کی جانب چل دیں۔ حضور ﷺ کی اس صحابیہ کا نام ام جمیل ہے۔ حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کو ایک واقعہ سناتی ہیں۔ اس وقت کا واقعہ جب محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ چھوٹے سے بچے تھے۔ حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے بتلاتی ہیں:

''میں تمہیں حبشہ سے لے کر واپس آ رہی تھی۔ مدینہ قریب آ گیا تھا۔ ایک دو راتوں کا سفر ہی رہ گیا تھا (قافلے نے پڑاؤ کیا)۔ اب میں نے تمہارے لیے کھانا پکانا شروع کیا۔ اس دوران میں لکڑیاں ختم ہو گئیں۔ میں لکڑیاں اکٹھی کرنے نکلی تو میرے بعد تم نے ہانڈی سے چھیڑ چھاڑ کی تو وہ الٹ کر تیرے بازو پر گر گئی جس سے بازو جل گیا۔ میں تجھے لے کر مدینہ پہنچی تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اور (ساتھ ہی تیرا بازو سامنے کرتے ہوئے کہا) یہ ہے محمد بن حاطب۔ تب حضور ﷺ نے اپنا لعاب مبارک تیرے منہ میں ڈالا، تیرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ آپ ﷺ تیرے بازو پر اپنے تھوک مبارک کے ہوا ملے چھینٹوں کی پھوار چھڑک رہے تھے اور یہ دعا اللہ کے حضور کر رہے تھے:

((اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا))

Marfat.com

''لوگوں کے پالن ہار مولا! تکلیف دور فرما دے، شفا دے دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے...... ایسی تندرستی عطا فرما جو بیماری کا نام ونشان مٹا دے۔''

حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: بیٹا!

((فَمَا قُمْتُ بِكَ مِنْ عِنْدِهِ حَتّٰى بَرَاَتْ يَدُكَ))

''حضور ﷺ کے پاس سے میں تجھے لے کر ابھی اٹھی بھی نہیں تھی کہ تیرا ہاتھ بالکل تندرست ہو چکا تھا۔''[1]

اللہ اللہ! بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کا اس قدر پیار کہ اپنی صحابیہ کے بچے کے سر پر شفقت کا ہاتھ بھی پھیرتے جاتے ہیں، منہ میں لعاب ڈالتے ہیں، ہاتھ پر لعاب چھڑکتے ہیں، رب کے دربار میں دعا کرتے ہیں...... لو دیکھو بچو! بچہ ٹھیک ہو گیا، بالکل تندرست ہو گیا۔ ایسے ہو گیا جیسے اس کے بازو کو کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ جلن ختم، چھالے ختم، تکلیف ختم......

جی ہاں! محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے، ننھے منے تھے۔ اب ان کی والدہ حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا ان کو واقعہ سنا رہی تھیں۔ پرانی یادوں کو تازہ کر رہی تھیں۔ بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کی شفقت کا نظارہ کروا رہی تھیں۔ محبت کا منظر دکھلا رہی تھیں۔ پیار اور الفت کا سین سامنے لا رہی تھیں...... سبحان اللہ! حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا نے کیا پُر جمال نقشہ کھینچا بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کی محبت کا...... اے اللہ! ہمیں بھی حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بچوں کے ساتھ محبت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ڈاکٹروں کے پاس بچے جائیں تو وہ بچوں کا علاج بھی کریں، ساتھ حضور ﷺ کی طرح دعا بھی پڑھیں اور محبت کے ساتھ سر پر شفقت کا ہاتھ بھی پھیریں...... بچہ ڈاکٹر کے اس رویے سے ہی بہت حد تک ٹھیک اور بہتر ہو جائے گا (ان شاء اللہ)۔

---

[1] مسند احمد: ۱۵۵۳۲.

Marfat.com

شیطان بچے سے بھاگ گیا

جوں ہی سورج غروب ہونے لگتا ہے اور رات کا اندھیرا پھیلنا شروع ہوتا ہے تو شیاطین ہر جانب پھیلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے موقع پر ننھے منے بچوں کی حفاظت ضروری ہے۔ اس کے لیے سورۂ اخلاص، فلق اور ناس پڑھ کر بچوں کو دم کرنا چاہیے۔ سورۂ فلق کی اس آیت پر غور فرمائیے:

﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ۝﴾ (الفلق: ٣)

''میں رات کے اندھیرے کے شر سے اللہ کی حفاظت میں آتا ہوں جب اندھیرا چھانے لگے۔''

قارئین کرام! شیطان کا داؤ لگا اور ایک بچے کو پریشان کرنے لگا۔ پھر اس شیطان کا علاج کس طرح ہوا؟ آئیے حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ کی بات سنتے ہیں۔ وہ بتلاتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے تین معجزات دیکھے ہیں...... قارئین کرام! ہم یہاں ان کا دیکھا ہوا وہی معجزہ بیان کریں گے جو ہماری کتاب کے موضوع کے مطابق ہے اور بچے سے متعلق ہے۔ فرماتے ہیں:

''ایک بار میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر نکلا۔ راستے میں ہمارا گزر ایک خاتون کے پاس سے ہوا۔ اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! یہ چھوٹا سا بچہ ہے۔ اس کو کوئی بلا پڑ گئی ہے۔ اب ہم اس بچے کی وجہ سے ایک آزمائش سے دوچار ہیں۔ نہ جانے کتنی ہی مرتبہ دن میں وہ بلا اس بچے کو دبوچ لیتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لاؤ اور اپنا یہ بچہ مجھے پکڑا دو۔ حضور ﷺ نے اپنے سامنے اسے بٹھا لیا۔ پیچھے کجاوہ تھا۔ حضور ﷺ نے اب اس بچے کا منہ کھولا اور تین مرتبہ اپنا لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا اور کہا:

((بِسْمِ اللّٰهِ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، اخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ))

Marfat.com

''اللہ کے نام کے ساتھ، میں اللہ ہی کا بندہ ہوں، اے اللہ کے ذلیل دشمن دفع
دُور ہوجا۔''

اور ساتھ ہی حضور ﷺ نے وہ بچہ ماں کے حوالے کر دیا اور تاکید فرمائی کہ جب ہم واپسی پر یہاں سے گزریں گے تو اس بچے کو دوبارہ مجھے دکھانا اور اس کی خیریت کے بارے میں بتلانا۔ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب ہم اپنی منزل کی جانب روانہ ہوگئے۔ جب واپس آئے اور یہاں سے گزر ہوا تو ہمیں اسی جگہ مذکورہ خاتون ملی۔ اس عورت کے پاس تین بکریاں بھی تھیں۔ حضور ﷺ نے خاتون سے پوچھا:

((مَا فَعَلَ صَبِيُّكِ))

''تیرے بچے کا کیا حال ہے؟''

خاتون کہنے لگی:

((وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا حَسَسْنَا مِنْهُ شَيْئًا حَتَّى السَّاعَةَ))

''اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا، ہم نے بچے میں کوئی تکلیف اب تک محسوس نہیں کی۔''

اب عورت عرض کرنے لگی: حضور! یہ بکریاں آپ کے لیے ہیں۔ حضور ﷺ نے (اپنے ایک صحابی کو) حکم دیا کہ سواری سے نیچے اُترو، صرف ایک بکری رکھ لو اور باقی خاتون کو واپس کردو۔ [1]

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ نے اس خاتون کا، اپنا کلمہ پڑھنے والی کا دل بھی نہیں توڑا۔ اس کا تحفہ قبول کیا، لیکن سارا نہیں، تیسرا حصہ۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ نے دو بکریاں واپس لوٹا دیں۔ اگر ساری واپس کرتے تو خاتون دل میں رنجیدہ ہوتی کہ حضور ﷺ نے اس کا تحفہ قبول نہیں فرمایا۔ پیارے بچو! حضور ﷺ نے کس قدر ایک صحرائی اور دیہاتی بچے سے پیار کیا کہ اسے اپنے ہاتھوں میں لیا، اونٹنی کے کجاوے اور اپنے

[1] مسند احمد: ۱۷۶۹۰.

Marfat.com

درمیان...... اپنے سامنے بٹھا لیا، اللہ کا نام لے کر اپنا تعارف کروایا اور شیطان کو بھگا دیا......
پھر اتنی مہربانی کہ واپسی پر بچے کی خیریت دریافت کی...... یہ ہیں:

پیارے بچو!

حضرت محمد ذی شان ﷺ...... ننھے بچوں کے درمیان
بمطابق فرمانِ رحمان...... بانٹتے ہیں بچوں کے درمیان
تندرستی کے موتی اور مرجان...... بچے ہیں شاداں و فرحان
کتنے پیارے لگتے ہیں حضور ﷺ...... بچوں کے درمیان

بنی اسرائیل کے بچوں سے پیار

اللہ اللہ! اپنی اُمت کے بچوں سے تو میرے حضور ﷺ کو بے حد پیار ہے۔ قارئین کرام! ہم آپ کو بتلائے دیتے ہیں کہ میرے حضور ﷺ ایسے ''رحمۃ للعالمین'' ہیں کہ جنہیں پہلی اُمتوں کے بچوں سے بھی پیار ہے۔ اس پیار کو ملاحظہ کرنا ہو تو قرآن پڑھیے جو ہمارے پیارے حضور ﷺ پر نازل ہوا۔ اس محبت کو ملاحظہ کرنا ہو تو جناب جبریل علیہ السلام کا کردار ملاحظہ ہو کہ وہ کس قدر بچوں سے پیار کرنے والے ہیں۔

قوموں میں جو نمایاں قوم ہے وہ بنی اسرائیل کی قوم ہے۔ اسرائیل کے معنی ہیں ''اللہ کا بندہ''۔ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ ''بنی اسرائیل'' کے معنی ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بچے۔ جی ہاں! سورت کا نام بچوں کے نام پر ہے۔ یہ بچے جوان ہوئے۔ اس لیے کہ ہر بچے نے جوان ہونا ہی ہوتا ہے۔ یہ مصر میں جا بسے، وہاں پھلے پھولے اور ایک بڑی قوم بن گئے۔ صدیاں گزرنے پر مصر کے حکمران فرعون نے انہیں غلام بنا لیا۔ جبر کے ساتھ کام لینے لگا، عمارتیں بنوانے لگا، دیگر کام لینے لگا اور صرف دو وقت کی روٹی کی قیمت پر...... اسی پر بس نہ ہوا، اس نے مزید ظلم کرنا شروع کر دیے۔ بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرنے لگا اور بچیوں کو چھوڑنے لگ گیا۔ بچوں پر اس ظالم فرعون کے ظلم کو قرآن

Marfat.com

نے بیان کیا جو حضرت محمد کریم ﷺ پر نازل ہوا۔ فرمایا:

﴿وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ﴾ (البقرۃ: ۴۹)

''اے اسرائیل کے بچو! وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون کی (ظالم اور حکمران) قوم سے نجات دلائی۔ انہوں نے تم کو انتہائی تکلیف دہ عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ وہ تمہارے بچوں کو انتہائی بے دردی سے ذبح کر دیتے تھے اور تمہاری عورتوں کو چھوڑ دیتے تھے۔''

پیارے بچو! حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو انہیں بھی ذبح کرنے کی کوشش ہوئی، مگر اللہ نے ماں کے دل میں بات ڈالی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک صندوق میں لٹا کر دریائے نیل میں بہا دیا۔ وہ صندوق فرعون کے محل کے پاس کنارے سے جا لگا۔ وہاں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے انہیں پالنے کا ارادہ کر لیا، فرعون سے بچا لیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا بچہ فرعون کے محل میں پالنا شروع کر دیا۔ بڑا ہوا تو اس بچے کو نبوت مل گئی۔ اب یہی بچہ اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لے گیا۔ جی ہاں! یہ اب اللہ کے لاڈلے اور عظیم پیغمبر بن چکے تھے جن کا نام موسیٰ (علیہ السلام) ہے۔ فرعون کو پتا چلا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر نکل گئے ہیں تو اس نے پیچھا کیا۔ بحرِ احمر جسے بحرِ قلزم بھی کہا جاتا ہے، انگریزی میں (Red Sea) کہتے ہیں، اس کے کنارے پہنچے تو بنی اسرائیل پریشان ہو گئے کہ آگے سمندر ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر، اب تو مارے گئے۔ لیکن اللہ نے سمندر کو حکم دیا اور بارہ راستے بن گئے۔ یعقوب علیہ السلام کے بارہ بچے تھے۔ ہر بچے کی اولاد لاکھوں میں تھی۔ یوں ہر بیٹے کے قبیلے کے لیے الگ راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو لے کر سمندر پار کر گئے اور دوسرے کنارے پر کھڑے ہو کر فرعون اور اس کے لشکر کو دیکھنے لگے۔

فرعون نے بھی اسی راستے پر اپنی فوجوں کو ڈال دیا تاکہ بنی اسرائیل کو پکڑ کر بھاگنے کی سزا دے سکے۔ مگر جب اس نے فوجوں کو سمندر کے راستوں پر چلنے کا حکم دیا اور وہ چلتے

Marfat.com

ہوئے درمیان میں آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا اور وہ موجیں مارتا ہوا فرعون اور اس کی فوجوں پر چڑھ گیا۔ وہ ڈوبنے لگ گئے اور بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں کنارے کھڑے ظالم فرعون اور اس کی فوجوں کو غوطے کھاتے دیکھ رہے تھے جو بنی اسرائیل کے ننھے منے بچوں کو قتل کیا کرتے تھے۔

پیارے بچو! اس موقع پر حضرت جبریل علیہ السلام موجود تھے۔ انہوں نے جو دیکھا اور جو کردار ادا کیا وہ فرعون کے ہاتھوں قتل ہونے والے بچوں کی محبت میں کیا، اور اپنا یہ کردار حضرت محمد کریم ﷺ کو بھی بتلایا...... آیئے، بچو! تصور ہی تصور میں پوچھتے ہیں، عرض کرتے ہیں حضرت محمد کریم ﷺ سے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس وقت کیا کیا تھا؟ تو ہمارے حضور ﷺ بتلاتے ہیں، ملاحظہ ہو۔ فرمایا:

((لَمَّا اَغْرَقَ اللّٰهُ فِرْعَوْنَ ﴿قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ﴾ فَقَالَ جِبْرِیْلُ یَا مُحَمَّدُ فَلَوْ رَاَیْتَنِیْ وَ اَنَا اٰخُذُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَاَدُسُّهٗ فِیْ فِیْهِ مَخَافَةَ اَنْ تُدْرِکَهُ الرَّحْمَةُ))

"جب اللہ نے فرعون کو غرق کر دیا تو کہنے لگا: میں ایمان لے آیا کہ حق یہی ہے کہ اس اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جس پر اسرائیل کے بچے (بنی اسرائیل) ایمان لائے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کہنے لگے: اے محمد! وہ منظر دیکھنے والا تھا کہ جب آپ مجھے اس حال میں دیکھتے کہ میں سمندر کا گارا پکڑ کر فرعون کے منہ میں ٹھونس رہا تھا، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ

((اَنْ یَّرْحَمَهُ اللّٰهُ.))

"اس پر اللہ کی رحمت سایہ فگن نہ ہو جائے۔"[1]

اور یہ جو بچوں پر ظلم کرتا تھا، ایک دو دن کے معصوم بچے کے گلے پر چھری چلاتا تھا، کوئی بچہ ہفتہ بھر بچ جائے اور معلوم ہو جائے تو اسے پکڑ کر ذبح کر دیتا تھا، اللہ اللہ! اس قدر ظلم کہ

[1] ترمذی: ۳۱۰۷-۸ قال الالبانی صحیح.

Marfat.com

ماں تڑپتی رہ جائے، باپ تلملاتا رہ جائے اور فرعون کے کارندے ذبح کر کے راہ لیں...... آج یہ ظالم کہیں بچ نہ جائیں، دنیا میں تو غرق ہو گئے، آخرت کی سزا سے بچ نہ نکلیں۔ چنانچہ بچوں سے محبت کرنے والے، بنی اسرائیل کے بچوں سے پیار کرنے والے حضرت جبریل علیہ السلام نے فرعون کے منہ میں گارا ٹھونسنا شروع کر دیا...... ساتھ ہی اللہ نے فرعون کو جھڑکتے ہوئے فرمایا:

﴿آٰلْئٰنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ کُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝﴾ (یونس: ۹۱)

''اب کیا فائدہ؟ اس سے پہلے تو نافرمانی ہی کرتا رہا اور فسادیوں میں سے ایک (بڑا) فسادی تھا۔''

قارئین کرام! قرآن کے الفاظ کو ادا کیا جائے تو جو آواز نکلتی ہے وہ معنی کے مطابق ہوتی ہے۔ اسے قرآن کی آواز کا حسن اور خوب صورتی کہا جاتا ہے۔ عربی میں اسے ''صوتی حسن'' کہیں گے۔ اب آپ ''آٰلْئٰنَ'' کے آغاز میں ہی صوتی حسن ملاحظہ کریں...... ''الف'' پر کھڑا زبر ہے۔ اسے لمبا کیا جائے گا...... پھر اس پر ''مد'' کا نشان ہے۔ ''مد'' کے معنی کھینچنے کے ہیں۔ لمبا کر کے پڑھنا ہے۔ اب ایک تو کھڑے زبر کی لمبائی، پھر اس پر ''مد'' کی مزید لمبائی، آ آ آ ...... آ! اللہ کی قسم! کمال ہے صوتی حسن! یعنی اللہ تعالیٰ فرعون کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: اتنی دیر لگا دی؟ ظالم! اب ہوش آیا؟ اب تو تو نے اگلا نظارہ دیکھ لیا۔ وقت ختم ہو گیا۔ مہلت دم توڑ گئی۔ اب کیا فائدہ؟ کس قدر لمبا ٹائم تو نے ضائع کیا...... جی ہاں! لمبا ٹائم ضائع کیا تو ''الف'' بھی کھڑے زبر اور ''مد'' کے ساتھ آیا۔

پیارے بچو! حضرت جبریل علیہ السلام جو تمام انبیاء علیہم السلام پر وحی لے کر تشریف لاتے تھے، بچوں پر کس قدر مہربانی کرنے والے ہیں کہ بچوں کو ذبح کرنے کا حکم دینے والے کے منہ میں سمندر کا گارا ٹھونس رہے ہیں اور یہ گارا بھی ''کالی مٹی'' کا تھا۔ جس طرح وہ اپنے منہ سے کالے حکم دیتا تھا، حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے منہ میں کالا ہی گارا ٹھونسا۔ سمندر کی گہرائی سے کالے گارے کی مٹھی بھری اور اس کے منہ میں ٹھونس ڈالی۔

پیارے بچو! بنی اسرائیل کے بچوں کے ساتھ ہمدردی کے یہ سارے مناظر جو قرآن

Marfat.com

میں آئے اور حضور ﷺ کی حدیث میں آئے، یہ کس کی زبان سے ادا ہوئے؟ ہاں ہاں! یہ حضرت محمد کریم ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے۔ ثابت ہوا میرے حضور ﷺ جو شریعت لے کر آئے وہ بتلاتی ہے کہ بچوں پر ظلم نا قابل معافی ہے...... بچوں کا کسی بھی قوم سے تعلق ہو، کسی بھی مذہب سے تعلق ہو، ان پر ظلم برداشت نہیں!

ہمارے حضور ﷺ کے اس دنیا میں تشریف لانے سے پہلے فوجیں جب اپنے دشمنوں پر غلبہ پاتیں تو بچوں کو بھی قتل کر دیا جاتا۔ ہمارے حضور ﷺ نے اس ظلم کو روکا، لہٰذا آپ جب بھی اپنے کمانڈروں کو جنگ کے لیے روانہ فرماتے تو خصوصیت کے ساتھ یہ تلقین اور وصیت فرماتے:

((لَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا.))

''خبردار! کسی بچے کو مت قتل کرنا۔''

قارئین کرام! یہ صحیح مسلم اور سنن ابن ماجہ میں ہمارے حضور ﷺ کا فرمان ہے، موطا امام مالک میں مزید واضح ہے کہ بچوں (ولدان) کو مارنے سے حضور ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ دنیا بھر کے بچو! آپ کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو، کسی بھی قوم سے ہو، کسی بھی علاقے سے ہو، رنگ گورا ہو یا کالا، زبان کوئی بھی ہو...... سب بچے ہیں، ہمارے حضور ﷺ کو پیارے ہیں اور ہمارے حضور ﷺ بچوں کا خون بہتا نہیں دیکھ سکتے، اور جو بچوں کو ذبح کرے اس کے لیے کوئی رحم نہیں ہے۔ نہ ہمارے حضور ﷺ کے رب کریم اس پر رحم کرنے کو تیار ہیں، نہ فرشتوں کے سردار حضرت جبریل علیہ السلام تیار ہیں اور نہ رحمۃ للعالمین حضرت محمد کریم ﷺ ہی تیار ہیں...... جی ہاں! خوش ہو جاؤ بچو! تمہارے حقوق کا، جان کا اور ننھے جسم اور معصوم خون کا تحفظ کیا ہے تو حضرت محمد کریم ﷺ نے کیا ہے۔ آپ رحمت بن کر آئے تو زمین پر تمام انسانوں کے بچوں کے لیے بھی رحمت بن کر آئے۔

Marfat.com

بچے! دنیا میں آنے سے پہلے

قارئین کرام! ہم نے تذکرہ ملاحظہ کیا ان بچوں کا جو اس دنیا میں پیدا ہوتے تھے اور قتل کر دیے جاتے تھے...... آیئے! اب تذکرہ کرتے ہیں ان بچوں کا کہ جو ابھی اس دنیا میں پیدا نہیں ہوئے...... ان کے آنے کی امیدیں بندھ گئی ہیں...... میرے حضور ﷺ ان کی سلامتی کے لیے کس قدر فکر مند ہیں، ملاحظہ ہو:

> ''حضرت جدامہ رضی اللہ عنہا جو جناب وہب کی بیٹی ہیں اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں، بتلاتی ہیں: میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں گئی۔ آپ ﷺ لوگوں میں تشریف رکھتے تھے اور فرما رہے تھے...... میں نے چاہا کہ جس کی بیوی حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو تو اس کے خاوند کو خصوصی تعلق سے منع کر دوں۔ پھر میں نے رومی اور فارسی لوگوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے حالات میں تعلق رکھتے ہیں اور اس سے ان کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔''[1]

قارئین کرام! حضور ﷺ نے منع کرنے کا اس لیے سوچا کہ جو بچہ اس دنیا میں نہیں آیا اسے نقصان نہ ہو، یا جو بچہ دودھ پی رہا ہے دودھ میں خلل واقع ہو کر بچے کو نقصان نہ ہو...... اللہ اللہ! حضور ﷺ کو بچوں کی فکر ہے۔ مدینہ کے حکمران کو اپنی رعایا کے بچوں کا کس قدر خیال ہے۔ ان کی بہتری اور بہبود کے لیے کس قدر اندیشہ لاحق ہے...... ذرا غور کیجیے اور سوچتے جایئے۔ بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کی محبت کا اندازہ لگاتے جایئے۔ ان کی صحت کے حوالے سے فکرمندی ملاحظہ کرتے چلے جایئے۔

جی ہاں! پھر وسعت قلبی بھی ملاحظہ کیجیے میرے حضور ﷺ کی...... کہ اس وقت کی دو سپر پاورز تھیں، ایک رومی تھے، دوسرے فارسی تھے، ان کا جائزہ لیا۔ باہم زوجیت کے حقوق ادا کرنے سے بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو حضور ﷺ نے حکم جاری نہیں فرمایا...... اس

---

[1] مسلم: ۱٤٤٢۔ موطأ: ۹۰.

Marfat.com

سے ثابت ہوا کہ دنیوی بھلائیوں کے لیے انسانوں کے تجربات مشترکہ ہوتے ہیں، ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر مسلم اقوام سے مفید اور معقول چیزیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بچوں کی صحت اور تندرستی کے لیے عمومی سروے سے آگے چل کر بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر پولیو کی ویکسین ہو یا کوئی اور مفید ویکسین ہو جو بچوں کے مستقبل کو محفوظ بنائے...... وہ بچوں کو دی جائے تاکہ بچوں کا نقصان نہ ہو۔

اللہ اللہ! اس قدر دردمندی و خیر خواہی کہ باپ کو اپنے اس بچے کا اتنا خیال نہ ہو جو دنیا میں آنے والا ہے، ماں کو اس قدر اپنے اس بچے کی بہتری کا احساس نہ ہو جسے وہ اپنے جسم کا حصہ بنائے اٹھائے پھرتی ہے، جس قدر احساس ہے میرے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کو۔

جی ہاں! دودھ پیتے بچے کی صحت اور تندرستی کا اتنا خیال باپ کو نہ ہو اور دودھ پلانے والی ماں کو نہ ہو، اللہ کی قسم! جس قدر خیال ہے حضرت محمد کریم ﷺ کو...... پھر میں کیوں نہ یہاں گواہی پیش کروں ”رب العالمین“ کی جس نے ”ذکر للعالمین“ یعنی قرآن میں ”رحمۃ للعالمین ﷺ“ کے بارے میں یوں شہادت دی، فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸)

”لوگو! شک کی گنجائش تو ذرہ برابر نہیں کہ تمہارے پاس ایسا رسول آیا ہے جو تم ہی لوگوں میں سے ہے۔ تم کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ، یہ بات اس رسول پر پہاڑ بن کر گرتی ہے۔ تمہاری بھلائی اور خیر خواہی کے لیے بہت ہی حریص ہے۔ ایمان والوں کے ساتھ تو بے پناہ شفقت کرنے والا، بے حد رحم اور ترس کھانے والا ہے۔“

جدائی اور بچے

شوہر بیوی کے درمیان جھگڑا ہو جائے، لگاتار اور مسلسل ہونے لگ جائے، نوبت طلاق

Marfat.com

تک آ جائے، تو طلاق جائز ہے، کیونکہ جب اکٹھے رہنا ممکن نہیں رہا تو بہتر یہی ہے کہ خوب صورت طریقے سے علیحدگی ہو جائے۔ لیکن یہ علیحدگی جائز ہونے کے باوجود اللہ کو ناپسند ہے۔ ملاحظہ ہو حضرت محمد کریم ﷺ کا فرمان:

((اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ الطَّلَاقُ))

''اللہ کے ہاں حلال کاموں میں سب سے بڑھ کر اللہ کو غصہ دلانے والا کام طلاق ہے۔'' (1)

جی ہاں! طلاق حلال ہے، طلاق جائز ہے، اس لیے کہ اسلام فرد کی آزادی کا علم بردار ہے، کسی کو جبر کے بندھن میں باندھنا انسانی فطرت کے خلاف ہے، اور اسلام تو دین فطرت ہے۔ لیکن اس ہتھیار کا استعمال غلط ہو جائے، منہ زور خواہشات سبب اور بنیاد بن جائیں تو اللہ کو غصہ آتا ہے، لہٰذا طلاق کا حلال ہونا اور اللہ کا غضب ناک ہونا...... اللہ کا یہ اندازِ توازن پیدا کرتا ہے۔ آیئے! اس توازن کی ایک اور سمت اور رُخ بھی ملاحظہ کرتے ہیں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اَیُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ))

''جو عورت کسی وجہ کے بغیر اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے، اس پر جنت کی خوش بو حرام ہے۔'' (2)

یعنی جو عورت اپنے خاوند سے کہے کہ وہ اسے طلاق دے دے، اور اگر وہ طلاق نہ دے تو خلع لے لے اور اس کی کوئی بنیاد نہ ہو، محض منہ زور خواہشات ہوں، تو ایسی عورت کے لیے جنت کی خوش بو حرام ہے۔

قارئین کرام! میاں بیوی کی علیحدگی سے کئی متعلقہ لوگ متاثر ہوتے ہیں، لیکن اگر میاں

---

(1) ابو داود: ۲۱۷۸ اسناده حسن.

(2) ابو داود: ۲۲۲۶۔ ابن ماجہ: ۲۰۵۵ اسناده صحیح.

Marfat.com

بیوی صاحب اولاد ہوں تو سب سے زیادہ متاثر بچے ہوتے ہیں، اصل زد انھی پر پڑتی ہے، اصل نقصان انھی کا ہوتا ہے۔ یہ سب سے کمزور فریق ہوتا ہے۔ وہ اپنی امی اور ابو کا لڑنا جھگڑنا اور الگ ہونا پسند نہیں کرتے، کسی ایک سے محروم ہونا پسند نہیں کرتے۔ وہ زیادہ ہوں تو بعض اوقات پھوپھیوں اور خالاؤں وغیرہ میں بانٹ بھی دیے جاتے ہیں۔ ان کی تعلیم، صحت اور اخلاق و کردار بھی داؤ پر لگ جاتا ہے۔ ایک گھر اور خاندان کی محبتوں اور محرومی سے ان کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہی وہ بچوں کا درد ہے جس نے میرے حضور ﷺ کے دل کو درد میں مبتلا کیا ہے اور دو عدد دردناک احادیث میرے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئی ہیں۔ ان احادیث کے اندر بچوں کی ہمدردی کا درد پنہاں ہے۔ میں ان احادیث کو پڑھ کر دیر تک سوچتا رہا کہ میرے حضور ﷺ کی سوچ کتنی دُور تک گئی ہے جو بچوں کو ان کے گھر اور گلشن سے دُور ہوتا ہوا دیکھ کر بے قرار اور بے چین ہوگئی ہے۔

اے ماں باپ بننے والو! اپنے بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کی ہمدردی ہی دیکھ لو۔ نباہ کرلو، علیحدگی سے رُک جاؤ، بچوں کی خاطر قربانی دے دو، طلاق اور خلع سے رُک جاؤ، تاکہ ایک ہی آنگن میں تمھارے بچے امی امی اور ابو ابو کہتے رہیں۔

اے ابو بننے والے! اللہ کے غصّے سے بچ جا!!

اے امی بننے والی! خوش بو کی محرومی سے بچ جا!!

اولاد اور نیک کمائی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهٖ))

''انسان سب سے پاکیزہ چیز جو کھاتا ہے وہ اس کی کمائی ہے۔''[1]

روزی حاصل کرتا ہے تو یہ رزق بڑا عمدہ اور پاکیزہ ہے۔ وہ جھوٹ بول کر، دھوکا دے

[1] مسند احمد: ۲۴۵۳۳ اسنادہ صحیح.

Marfat.com

کر، سودی سلسلہ چلا کر روزی نہیں کماتا، بلکہ سچ اور دیانت و امانت سے روزی کماتا ہے۔

جی ہاں! یہ کمائی بڑی پاکیزہ اور شان دار ہے...... میرے حضور ﷺ نے مزید فرمایا:

((وَاِنَّ وَلَدَهٗ مِنْ كَسْبِهٖ))

''انسان کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے۔''

جی ہاں! جس طرح انسان رزق روزی کی کمائیاں کرتا ہے، وہ کمائی حلال بھی ہوتی ہے اور حرام بھی ہوتی ہے، اسی طرح اولاد بھی کمائی ہے۔ یہ حلال بھی ہوتی ہے اور حرام بھی ہوتی ہے۔

یہ لیجیے! شادی کارڈ چھپ گیا۔ تاریخ کا تعین ہو گیا۔ منگنی تو پہلے ہی ہو چکی تھی۔ اب دولھا میاں بنی سنوری کار میں بیٹھ گیا۔ بارات دلھن کے گھر جا پہنچی۔ نکاح ہوا اور شادی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹا دے دیا، بیٹی دے دی۔ بھیا اور بہنا کی پیاری سی جوڑی بن گئی۔ یہ جائز اولاد ہے، حلال اولاد ہے۔

اس کے برعکس ایک شخص ایسا ہے کہ نہ اس کی منگنی، نہ تاریخ کا تعین، نہ بارات، نہ نکاح اور نہ ولیمہ...... بس مرد اور عورت اکٹھے رہنے لگ گئے، بچہ یا بچی پیدا ہو گئی۔ یہ ناجائز اولاد ہے، حرام اولاد ہے، ناجائز اور حرام کی کمائی ہے۔ جی ہاں! مگر حرام اور ناجائز ذریعہ تو بچے کے ماں باپ نے اختیار کیا ہے، وہی مجرم ہیں، بچے کا کوئی قصور نہیں۔ بچے کو اصطلاحاً حرام زادہ کہا جاتا ہے۔ حقیقتاً وہ معصوم اور بے گناہ ہے...... قارئین کرام! میرے حضور ﷺ نے اس معصوم کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا؟ ملاحظہ کرتے ہیں:

ناجائز بچہ اور مصر کی گورنری

حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ جب حضور ﷺ تبوک سے واپس مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے کوئی عذر نہیں کیا، بلکہ اپنی سستی اور غلطی کا اعتراف کر لیا۔ اس غلطی کی سزا انہیں یہ دی گئی کہ حضور ﷺ نے اور تمام

Marfat.com

مسلمانوں نے بائیکاٹ کر دیا۔ آخر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور قرآن نازل فرمایا۔ یہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ زمیندار تھے۔ عشاء کے بعد اپنی زمین سے واپس آئے اور جب گھر میں داخل ہوئے تو اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو ملوث پایا جس کا نام شریک بن سحماء تھا۔ رات تو صبر سے انہوں نے گزاری، فجر کی نماز کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چار گواہ لانا پڑیں گے۔ نہیں لاسکو گے تو قرآن میں جو سزا ہے کہ جو بے گناہ مومن عورتوں پر الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اسے اسّی (80) کوڑے مارے جائیں گے، اس کے لیے تیار ہو جاؤ۔

اب اگر حضرت ہلال رضی اللہ عنہ کو کوڑے لگ جاتے ہیں، اور لگنے یقینی تھے، کیونکہ وہ خود ہی اکیلے گواہ تھے، تو یوں وہ جھوٹے مشہور ہو جاتے اور آئندہ کے لیے ان کی گواہی نا قابل قبول ہو جاتی۔ مگر یہ تو میاں بیوی کا معاملہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عام قانون سے ہٹ کر میاں بیوی کا معاملہ خاص کر دیا۔ قرآن نازل فرمایا اور واضح کر دیا کہ جو شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے اور وہ خود ہی گواہ ہو تو وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے گا کہ اس نے جو الزام لگایا ہے اس میں سچا ہے اور پانچویں بار یوں کہے گا کہ اگر وہ الزام لگانے میں جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو...... اسی طرح پھر عورت کھڑی ہو گی اور چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے گی کہ اس کا خاوند جھوٹ بولتا ہے اور پانچویں بار کہے گی کہ اگر اس کا خاوند سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب بھڑکے۔

یوں اللہ کی طرف سے میاں بیوی کے لیے ایک نیا قانون آ گیا...... نیا ضابطہ ملتے ہی اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ہلال رضی اللہ عنہ سے کہا: جاؤ اور اپنی بیوی کو بلاؤ۔ اب دونوں اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے قانون کے مطابق چار بار قسم کھائی اور پانچویں بار کہا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو...... اب ان کی بیوی کی باری تھی۔ وہ بھی کھڑی ہو گئی۔ چار بار اس نے قسم کھائی کہ اس کا شوہر جھوٹ بول رہا ہے۔ پانچویں بار بولنے لگی تو موجود لوگوں نے کہا: بی بی! اللہ سے ڈر جا، دنیا کی سزا (رجم)

Marfat.com

آخرت کی سزا کے مقابلے میں بہت معمولی ہے۔ یہ سن کر وہ لمحے بھر کو ہچکچائی اور پھر کہنے لگی: اللہ کی قسم! میں اپنے قبیلے کو رسوا نہیں کروں گی۔ چنانچہ اس نے کہہ دیا کہ اگر میرا شوہر سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

اب اللہ کے رسول ﷺ نے دونوں کے درمیان میاں بیوی کا رشتہ ختم کر دیا اور فیصلہ دیا کہ اس عورت کے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا اسے باپ سے منسوب نہیں کیا جائے گا اور نہ اس عورت کی نسبت اس کے خاوند سے باقی رہے گی، نہ اس عورت کے بچے پر کوئی الزام دیا جائے،

((وَ مَنْ رَمَاهَا اَوْ رَمَا وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ))

''اور جس شخص نے اس عورت پر کوئی تہمت لگائی یا اس کے بچے پر کوئی الزام دیا تو اسے حد (80 کوڑے) لگائی جائے گی۔''

نوٹ:...... میں نے حوالہ صحیح بخاری: ٤٧٤٧۔ ابو داود: ٢٢٥٤۔ ابن ماجہ: ٢٠٦٧ اور مسند احمد: ٢١٣١ سے اخذ کیا اور اپنے الفاظ میں جامع مفہوم بیان کر دیا۔

قارئین کرام! عمومی طور پر ناجائز بچے کو ''حرام زادہ'' یا ''ولد الزنا'' کہنا درست ہے، لیکن کسی ایک خاص بچے کی طرف اشارہ کر کے اسے حرام زادہ کہا تو اسّی کوڑے لگیں گے۔ اسی طرح بچے کی ماں جس نے دنیا میں قسم کھالی کہ وہ سچی ہے، اسے سچا ہی جانا جائے گا، لیکن بعد کے حقائق سے ثابت بھی ہو جائے کہ اس نے جھوٹ بولا تھا تو اب اگر کسی نے اسے بدکارہ کہا تو کہنے والے کو اسّی کوڑے لگیں گے۔ یوں اللہ کے رسول ﷺ نے بچے کو اس کی ماں سے منسوب کر کے دونوں کی آئندہ زندگی کو محفوظ کر دیا اور الزامات سے بچا لیا۔

جی ہاں! ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی سابقہ بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ میرے حضور ﷺ نے تو پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اگر یہ بچہ سرمگیں آنکھوں، موٹی سرین اور موٹی پنڈلیوں، گندمی رنگ اور گھنگھریالے بالوں والا ہوا تو یہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔ اور اگر اس بچے کی سرین ہلکی، پنڈلیاں پتلی اور رنگ سرخ و سفید ہوا تو یہ بچہ ہلال بن امیہ کا ہوگا۔ جی ہاں! بچہ شریک بن

Marfat.com

سحماء پر گیا۔ حضور ﷺ نے یہ سنا تو جو فرمایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے قانون بنا دیا، اس نے اللہ کی قسم کو اٹھا لیا، یہ نہ ہوتا تو اس عورت کے ساتھ معاملہ کچھ اور ہوتا، یعنی اسے رجم کیا جاتا۔

قارئین کرام! بات بچے کی ہو رہی تھی۔ میرے حضور ﷺ نے بچے کے حق کو محفوظ کر دیا کہ خبردار! اسے کوئی حرام زادہ نہ کہے، اسے کوئی الزام نہ دے، ماں کے گناہ کا طعنہ نہ مارے۔ جی ہاں! کون طعنہ دے گا جب اسے معلوم ہو گا کہ سرعام اسّی کوڑے پڑیں گے۔

مسند احمد کی روایت میں یہ اضافہ ہے، عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ بچہ بڑا ہوا تو:

((وَ كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمِيْرًا عَلٰى مِصْرٍ))

''اس کے بعد وہ مصر کا گورنر بن گیا۔''

گورنر صاحب کو ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا، باپ کی طرف نہیں۔

قارئین کرام! آج مصر عالم عرب کا سب سے بڑا ملک ہے۔ یہ وہ ملک ہے کہ جس کا نام قرآن میں آیا ہے۔ مصر وہ ملک ہے جہاں حضرت یوسف علیہ السلام وزیر خزانہ رہے۔ مصر وہ ملک ہے جہاں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام پیدا ہوئے۔ مصر وہ ملک ہے، جی ہاں! وہ ملک ہے جہاں کے بادشاہ مقوقس کو اللہ کے رسول ﷺ نے خط لکھا تو بادشاہ نے خط لانے والے کی بڑی تکریم کی، تحائف بھیجے اور مصری خاتون حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو روانہ کیا جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے شادی کی۔ ان سے حضور ﷺ کے ایک بیٹے پیدا ہوئے جن کا نام ابراہیم تھا اور وہ بیٹا بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ یوں حضور ﷺ کا سسرالی ملک مصر ہے، آپ ﷺ کے محبوب بیٹے ننھے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا ننھیال ہے۔ اس ملک پر ایک بچہ بڑا ہو کر حکمران بنتا ہے، گورنر بنتا ہے۔ وہ بچہ جس کی ماں کا فیصلہ اللہ کے رسول ﷺ نے کیا۔ یہ ہے وہ تکریم جو میرے حضور ﷺ نے انسانیت کو دی۔

شکر گزاری کا طریقہ یہ ہے کہ
صلاۃ میرے حضور ﷺ پر

Marfat.com

سلام میرے حضور ﷺ پر

بچہ لے کر آنا

عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے؛ نام اس کا ''ازد'' ہے۔ اس قبیلے کی ایک شاخ ہے؛ نام اس کا ''غامد'' ہے۔ اسی قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون ہے؛ انہیں غامدیہ کہا جاتا ہے۔ مدینے کی یہ مسلمان خاتون اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہے اور کہتی ہے:

((یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ))

''اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کر دیجیے۔''

یہ سن کر آپ ﷺ نے اسے مخاطب کیا اور فرمایا:

((وَیْحَكِ اِرْجِعِیْ فَاسْتَغْفِرِی اللّٰہَ وَ تُوْبِیْ اِلَیْہِ))

''چل...... گھر چل، پگلی کہیں کی! اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر۔''

یوں اللہ کے رسول ﷺ نے اسے گھر بھیج دیا۔ اگلے دن وہ پھر آ گئی۔ ''اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے کیوں واپس بھیج دیا؟ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ مجھ پر حد قائم کر دیجیے۔ اے اللہ کے نبی! کیا آپ مجھے اسی طرح واپس بھیجنا چاہتے ہیں جس طرح آپ نے ماعز بن مالک کو واپس بھیج دیا تھا۔''

اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا ہو گیا ہے تجھے؟'' کہنے لگی: ''اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں تو حاملہ بھی ہوں۔'' اس پر حضور ﷺ نے پوچھا: ''تو شادی شدہ ہے؟'' کہنے لگی: ''جی ہاں!'' تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب بچہ پیدا ہو جائے پھر آنا۔'' اور ایک انصاری صحابی نے اس خاتون کی نگہداشت اور کفالت کا ذمہ اُٹھا لیا۔

پھر جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو وہ اسے ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں آن پہنچی اور کہنے لگی: ''یہ ہے بچہ اور میں نے اسے جنم دے دیا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((اِذْهَبِیْ فَاَرْضِعِیْهِ حَتّٰی تَفْطِمِیْهِ))

''چلی جا، اس بچے کو دودھ پلا، حتیٰ کہ اس کا دودھ پلانا چھوٹ جائے۔''

پھر جب اس نے بچے کا دودھ چھڑا لیا تو:

((اَتَتْهُ بِالصَّبِیِّ فِیْ یَدِهٖ کِسْرَةُ خُبْزٍ))

''حضور ﷺ کے پاس بچہ لے کر آ گئی۔ بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔'' اور کہنے لگی:

((هٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهٗ وَ قَدْ اَکَلَ الطَّعَامَ))

''اے اللہ کے رسول! یہ ہے بچہ؛ میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اب یہ کھانا کھانے لگ گیا ہے۔''

حضور ﷺ نے اب اس سے بچہ لے لیا، مسلمانوں میں سے ایک آدمی کے سپرد کر دیا اور خاتون کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ [1]

قارئین کرام! غامدیہ خاتون کو اپنی غلطی کا کس قدر احساس تھا اور اللہ کا کتنا خوف تھا کہ حضور ﷺ اسے بار بار واپس بھیج رہے ہیں، مگر وہ بار بار آتی ہے اور سزا کا تقاضا کرتی ہے، بچہ جنتی ہے، دودھ چھڑواتی ہے، اس عمل میں کئی ماہ لگ جاتے ہیں، مگر اس کے مؤقف میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور رجم ہو کر اللہ کے پاس چلی جاتی ہے۔ حضور ﷺ اللہ کی قسم کھا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے اس کی توبہ کی گواہی بھی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس خاتون نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے (ناجائز اور ناروا) ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرے تو اسے بھی بخش دیا جائے (جی ہاں! ایسے ٹیکس وصول کرنے والے کے بارے میں حضور ﷺ فرما چکے تھے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہو گا)۔ اس سے معلوم ہوا کہ ٹیکس خور حکومتی لوگ جو ناروا ٹیکس لے کر لوگوں کی زندگی اجیرن کرتے ہیں، گھروں میں بچوں کے مستقبل کو تشویش ناک بناتے ہیں، وہ معاشرے میں تباہی کے بڑے ذمہ دار ہیں۔

[1] مسلم: ۱۶۹۵.

Marfat.com

قارئین کرام! ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ہمارے حضور نبی کریم ﷺ بچوں پر کس قدر مہربان ہیں کہ غامدیہ کے بچے کا ہر موقع پر تحفظ کیا، اس کے سارے حقوق کو پورا کیا، اس کی زندگی کا تحفظ کیا۔ وہ دنیا میں آ گیا تو اس کی خوراک کا تحفظ کیا۔ وہ روٹی کھانے لگ گیا تو تب اسے ایک انصاری کے سپرد کیا۔ لامحالہ ایسے شخص کے سپرد کیا جو مالی استطاعت رکھتا تھا، بچوں سے محبت کا جذبہ رکھتا تھا۔ جی ہاں! بچے کے ماں باپ کا قصور ہے جنہوں نے غلط راستے کا انتخاب کیا۔ بچہ بے قصور ہے، معصوم ہے۔ میں کہتا ہوں، بچے کی ماں بھی سچے دل سے توبہ کر گئی۔ وہ حضور ﷺ کو دیکھ کر صحابیہ کا مقام پا گئی۔ اس کا بیٹا جب روٹی کا ٹکڑا کھا رہا تھا، اس نے حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ لیا، وہ بھی صحابی بن گیا۔ بڑا ہو کر کیا بنا، یہ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کا ہر لحاظ سے دفاع کیا، تحفظ کیا، پیار دیا، کفالت کا نظام دیا تو حضرت محمد کریم ﷺ نے دیا جو ''رحمۃ للعالمین'' ہیں۔

بچوں کے ذریعے سے رزق اور مدد

انسانی معاشرے میں جو کمزور لوگ ہیں ان میں:

(۱) معذور

(۲) یتیم

(۳) بیوگان

(۴) مساکین

(۵) خواتین

(۶) بوڑھے

(۷) بچے

شامل ہیں۔ لیکن آپ غور فرمائیں تو ان سارے کمزوروں میں سب سے زیادہ کمزور بچے ہوتے ہیں۔ کمزوروں کے بارے میں حضور ﷺ نے اپنے اُمتیوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

Marfat.com

((وَ ھَلْ تُرْزَقُوْنَ وَ تُنْصَرُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِکُمْ))

''کیا کمزوروں کے علاوہ بھی کسی اور کے ذریعے سے تم لوگوں کو رزق ملتا ہے اور تمہاری مدد ہوتی ہے؟'' [1]

جی ہاں! حضور ﷺ کا انداز سوالیہ ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ لوگوں کو روزگار ملتا ہے، رزق ملتا ہے، نعمتیں ملتی ہیں، بلندیاں اور ترقیاں ملتی ہیں، مشکلات میں مدد ملتی ہے، راستے آسان ہوتے ہیں، زندگانی کا سفر خوش گوار بنتا ہے، تو کمزوروں کا خیال کر کے......

لہٰذا! بچے جو سب سے کمزور ہوتے ہیں، ان کا خیال کیجیے، ان کا احساس کیجیے، ان کی فلاح و بہود کے ادارے بنائیے۔ نتیجہ کیا نکلے گیا...... اللہ کی طرف سے؟

۱۔ معاشرے میں خوش حالی

۲۔ مشکلات میں مدد

اے مولا کریم! ہمیں اپنے حضور کریم ﷺ کے فرمان پر عمل کی توفیق عطا فرما (آمین!)

❀❀❀❀

---

[1] مسند احمد: ۱۴۹۳.

Marfat.com

باب چہارم

کلیاں

Marfat.com

Marfat.com

نواسی اور نماز

اللہ کے رسول ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کی شادی حضرت ابوالعاص بن ربیع اموی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی خالہ کے بیٹے تھے۔ اللہ نے دونوں کو بیٹی عطا فرمائی جس کا نام امامہ رضی اللہ عنہا تھا۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز ادا فرمارہے تھے اور (اپنی ننھی سی نواسی) امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھائے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو زمین پر پاس بٹھا دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔ [1]

قارئین کرام! محدثین نے حضور ﷺ کی اس نماز کو فرض کہا ہے۔ بعض نے نفل کہا ہے۔ فرض نماز ہو یا نفل، اندازہ کریں کہ حضور ﷺ کو اپنی نواسی سے کس قدر محبت ہے۔ اگر ننھے حسن رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان کی کمر مبارک پر بیٹھے کھیل رہے ہیں جب حضور ﷺ سجدے میں گئے تھے، تو نواسی بھی کم نہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی اٹھا رکھا ہے، اپنے ساتھ چمٹا رکھا ہے، سجدے میں جاتے ہوئے پاس بٹھا لیا ہے۔ ننھی نواسی اپنے نانا جان کو دیکھ رہی ہے کہ وہ مجھے بٹھا کر سجدے میں چلے گئے ہیں، اور جب اٹھے ہیں تو ساتھ ہی اُٹھا لیا ہے۔

پیارے بچو! جب حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا تذکرہ ہوا کہ وہ نماز میں حضور ﷺ کی کمر مبارک پر سوار تھے تو بچیوں نے سوچا ہوگا کہ بچے بازی لے گئے۔ مگر پیارے حضور ﷺ نے معاملہ برابر کر دیا۔ ننھی امامہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی نماز کے دوران میں پیار کر لیا۔ اب بچیاں بھی کہہ سکتی ہیں کہ ہم بھی کم نہیں ہیں، حضور ﷺ نے امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر ہمارا سر بھی فخر سے بلند کر دیا ہے۔ صدقے قربان جاؤں حضور ﷺ کے عدل و انصاف پر کہ زندگی کا ہر

---

[1] بخاری: ٥١٦۔ مسلم: ٥٤٣۔ موطأ: ٣٩٨.

Marfat.com

گوشہ توازن لیے ہوئے ہے، ترازو کے پلڑوں کو برابر کیے ہوئے ہے۔ لاکھوں درود ایسے پیارے حضور ﷺ پر! کروڑوں سلام ایسے پیارے رسول ﷺ پر!!

دو بچیاں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، اس دوران میں بنی ہاشم کی دو بچیاں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں اور آپ کے گھٹنوں کو پکڑ کر چمٹ گئیں۔ آپ ﷺ برابر نماز میں رہے۔ [1]

قارئین کرام! بچے اسی کے پاس آتے ہیں جس سے مانوس ہوں۔ اسی سے کھیلتے ہیں جو بچوں سے پیار کرتا ہو۔ اسی کے ساتھ اٹکھیلیاں کرتے ہیں جو بچوں کے ساتھ حد درجہ محبت کرتا ہو۔ صاف صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضور ﷺ اپنے خاندان کے بچوں بچیوں سے بے حد پیار کرتے تھے۔ ان کے گھروں میں جاتے تو بچے آپ کے ساتھ لپٹ لپٹ جایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بنی ہاشم کی دو چھوٹی ننھی منی بچیاں کھیلتی کودتی حضور ﷺ کے قریب سے گزریں تو بھاگ کھڑی ہوئیں کہ کون حضور ﷺ کے ساتھ پہلے چمٹے گی۔ دو ننھی منی گڑیاں دیکھتے دیکھتے حضور ﷺ کے پاک گھٹنوں کو جا پکڑتی ہیں، ساتھ لپٹ جاتی ہیں۔ یہ منظر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھ لیا، اور پھر بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز میں رہے۔ اللہ اللہ! حضور ﷺ اپنے رب سے وابستہ رہے، مگر بچیوں کو کچھ نہیں کہا، اپنے سے جدا نہیں کیا۔ حضور ﷺ اور اپنے سے کسی کو جدا کریں؟ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، سوچا ہی نہیں جا سکتا۔ لہٰذا معلوم یہی ہوتا ہے کہ میرے حضور ﷺ قیام میں تھے تو قیام میں ہی رہے۔ بچیاں لپٹی رہیں، میرے حضور ﷺ سے کھیلتی رہیں اور پھر خود ہی ہٹ گئیں۔ حضور ﷺ نے اب اپنی نماز مکمل کی۔

پیارے بچو! بچے پھول ہیں تو بچیاں کلیاں ہیں۔ حضور ﷺ جس طرح پھولوں سے

---

[1] مسند احمد: ۲۲۸۵.

Marfat.com

پیار کرتے تھے اسی طرح کلیوں سے بھی پیار کرتے تھے۔ جس طرح پھول آپ ﷺ پر نچھاور ہوتے تھے اسی طرح کلیاں بھی آپ ﷺ پر نچھاور ہوتی تھیں۔ ایسے پُر رحمت نبی ﷺ پر بچے درود بھیجیں۔ بچیاں بھی سلام کہیں۔

ایک بچی

مہکتی چہکتی کلیو! ہمارے پیارے حضور ﷺ مدینہ کی ہر کلی سے پیار کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ چھوٹی سی ننھی منی بچی جس کا حضور ﷺ کے خاندان سے تعلق نہ تھا، دوڑتی آئی اور حضور ﷺ سے چمٹ گئی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مدینہ کی بچیاں حضور ﷺ سے مانوس تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک بار لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، ایک بچی آئی اور صفوں میں گھس گئی اور سیدھی جا کر حضور ﷺ سے چمٹ گئی۔ حضور ﷺ نے نہ نماز کو لوٹایا اور نہ بچی ہی کو منع کیا۔ [1]

بچی نے صفوں کو چیرا مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بچی کو کچھ نہیں کہا، نہ روکا نہ ٹوکا، بلکہ اسے آگے جانے دیا۔ وہ حضور ﷺ کے سامنے گئی اور آپ کے ساتھ لپٹ گئی۔ حضور ﷺ نے نہ نماز کو دہرایا اور نہ بچی ہی کو روکا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس واقعہ سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ بچی کے سامنے سے گزرنے پر نمازی کی نماز کو نقصان نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے نماز کو دہرایا نہیں۔ اور کمال شفقت ہے "مدنی کلی" اور "ننھی پری" کے ساتھ کہ حضور ﷺ نے بچی کو کچھ بھی نہیں کہا۔

اے ننھی منی بچیو! مبارک ہو...... ہمارے حضور ﷺ امت کی ہر ننھی منی بچی کے ساتھ شفیق رحیم اور سگے باپ سے بڑھ کر محبت کرنے والے تھے۔ ساون کا بادل جس طرح چھم چھم برستا ہے ایسے ہی پیارے حضور ﷺ پر ہماری زبانوں سے چھم چھم درود و سلام فضاؤں کو نم نم

---

[1] مسند احمد: ۲۲۲۲.

Marfat.com

بنا تا چلا جائے اور تازگی و ٹھنڈک کا احساس دلاتا چلا جائے، ہر اس کو جو درود و سلام پر کان لگاتا چلا جائے۔ (آمین یارب العالمین!)

بادشاہ کا تحفہ

اُحد کے میدان میں مدنی مسلمانوں اور مکی غیر مسلموں کے درمیان جنگ ہوئی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اللہ نے سارے پردے ہٹا دیے اور سامنے بٹھا لیا۔ ''میرے بندے! جو دل چاہتا ہے مانگو، میں دوں گا......'' الغرض! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو جنت الفردوس دی، محل دیا، نعمتوں اور تحائف سے نوازا اور خوب نوازا۔ سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ اپنے سامنے بٹھایا، اپنا دیدار کروایا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے پیچھے چھوٹی چھوٹی بیٹیاں بھی چھوڑ گئے اور ایک بڑا بیٹا جابر رضی اللہ عنہ بھی چھوڑ گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی بہنوں کی پرورش کر رہے تھے۔

پیاری بیٹیو! سعودی عرب میں ایک علاقہ ہے۔ اس کا نام "دُوْمَةُ الجندل" ہے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں یہاں کے بادشاہ نے ایک تحفہ بھیجا۔ بہت بڑا مٹکا تھا۔ اس میں ''من'' نام کی چیزیں تھیں۔ حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور وہاں موجود ہر شخص کو اس مٹکے کا تحفہ دینے لگے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے، انہیں بھی حصہ دیا۔ پھر تقسیم کرتے کرتے دوبارہ ان کو ایک حصہ دیا۔ اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے عطا فرما چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((هٰذَا لِبَنَاتِ عَبْدِ اللّٰهِ .))

''یہ عبداللہ کی بچیوں کا حصہ ہے۔'' [1]

پیاری بچیو! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تو اس دنیا سے چلے گئے، جان کی قربانی دے گئے، اپنے

---

[1] مسند احمد: ۱۴۲۴۹.

Marfat.com

اللہ سے تحائف پا گئے، کائنات کے شہنشاہِ اعظم سے تحفے لے چکے، مگر ان کی بچیاں شاہ مدینہ کو نہیں بھولیں۔ ''دومۃ الجندل'' کا بادشاہ جس کا نام ''اُکیدر'' تھا، اس کا تحفہ جب شاہ مدینہ کی خدمت میں آیا تو قربان جاؤں، شاہِ مدینہ نے وہ تحفہ سارے کا سارا اہل مدینہ میں بانٹا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی چھوٹی چھوٹی بہنوں کو الگ حصہ دیا۔ قربان جاؤں اپنے حضور ﷺ کی مبارک اور پاکیزہ یادداشت پر کہ جس میں مدنی شہید کی یتیم بچیاں محفوظ رہیں۔

صدقے ایسی حکمرانی پر — قربان ایسی شاہی پر
فدا ایسی نگاہ داری پر — واری ایسی دل داری پر

لڑتی ننھی لڑکیاں

حضرت ابوصہباء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے کہ جناب نے ہمیں بتلایا، ایک بار اللہ کے رسول ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ (حضور ﷺ کے دادا) عبدالمطلب کے خاندان کی دو بچیاں آپس میں لڑتی بھڑتی آئیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان دونوں کو پکڑ لیا، پھر یہ دونوں جو آپس میں گتھم گتھا تھیں ان کو چھڑا کر الگ الگ کر دیا!

((ثُمَّ مَا بَالٰی ذٰلِكَ))

''حضور ﷺ نے نماز کی کوئی پروا نہ کی۔''[1]

پیاری بچیو! تم اسی طرح ہی کرتی ہو۔ اکٹھے کھیلتی ہو، گڑیوں سے کھیلتی ہو، گھر بناتی ہو، دیگر کھیل کھیلتی ہو، پھر لڑ بھی پڑتی ہو۔ چونکہ تمہارے بال بڑے بڑے ہوتے ہیں، فوراً بال پکڑتی ہو اور کھینچتی ہو۔ بال کھینچنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ دونوں بچیاں جب باہم ایک دوسرے کے بال کھینچتی ہیں تو پھر تکلیف کی شدت سے ایک رو پڑتی ہے یا دونوں ہی رو پڑتی ہیں۔ اب حضور ﷺ کے دادا جان کے خاندان کی یہ دو ننھی پریاں بھی ایسے ہی لڑ رہی ہیں۔

---

[1] صحيح ابن خزيمة: ٨٨٢.

Marfat.com

حضور ﷺ کو ان کا لڑنا دل کو دکھی کر گیا، ان کا رونا دل کو رلا گیا۔ چنانچہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے نماز کے دوران ہی میں بچیوں کو چھڑوا دیا۔ حضور ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ اگر تو یہ بچیاں حضور ﷺ کی دسترس میں تھیں تو آپ ﷺ نے اپنے مقام پر کھڑے کھڑے ان کو چھڑا دیا ہو گا، اور اگر یہ ذرا ہٹ کر تھیں تو حضور ﷺ ایک دو قدم آگے بڑھے ہوں گے، بچیوں کو چھڑایا ہو گا اور پھر واپس اپنی جگہ تشریف لے آئے ہوں گے۔

دل میں تو میرے حضور ﷺ ضرور فرماتے ہوں گے: ننھی کلیو! اگر میں نماز میں نہ ہوتا تو تم دونوں سے پیار بھی کرتا، تمہاری صلح بھی کرواتا، ایک دوسرے کو باہم ملواتا، پھر کوئی میٹھی چیز بھی تمہیں کھلاتا، پھر تمہیں تمہارے گھروں میں چھوڑ کر بھی آتا۔ مگر چونکہ میں نماز میں ہوں، لہٰذا اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ تم لڑتی ہوئی ننھی لڑکیوں کو چھڑوا دوں، الگ الگ کر دوں۔ اب روتی روتی یا چپ چپ روہانسی صورت بنا کر اپنی اپنی امی کے پاس چلی جاؤ۔

صدقے قربان ننھی بچیوں کے ساتھ یوں محبت کرنے والے حضرت محمد کریم ﷺ پر۔

زینب رضی اللہ عنہا کے ذی شان ابا جان پر۔

رقیہ رضی اللہ عنہا کے بے نظیر بابل پر۔

اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے ذی وقار باپ پر۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بے نظیر والد گرامی قدر پر۔

اے اللہ کریم! جن کو بچیاں عطا فرما،

ان کو میرے حضور ﷺ جیسے اخلاق بھی عطا فرما!

کہ وہ بچیوں کے ساتھ شفیق بن جائیں۔

مہربان بن جائیں۔

بچیوں کو راج دلاریاں بنا کر رکھیں۔

بچپن کی رہداریوں میں دلداریاں نہ بھولیں۔

باغ کی کیاریوں میں کلیوں کے ساتھ یوں سلوک کریں

Marfat.com

کہ ننھی پریوں کی کلکاریاں گھر کے حسن کو چار چاند لگاتی چلی جائیں۔

(آمین یا ارحم الراحمین!)

بیٹی کس کو ملے؟

حضرت رافع بن سنان رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور جب انہوں نے بیوی سے کہا کہ وہ بھی اسلام قبول کر لے تو اس نے انکار کر دیا، لہٰذا دونوں میں علیحدگی ہوگئی۔ خاتون اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی: یہ میری بیٹی ہے، اس نے ابھی ابھی دودھ چھوڑا ہے، یا یوں کہا کہ دودھ چھوڑنے کے قریب ہے (لہٰذا یہ میرے پاس رہنی چاہیے)۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بیٹی میری ہے، مجھے ملنی چاہیے۔ اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب رافع رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس کونے میں بیٹھ جاؤ اور عورت سے کہا تم دوسرے کونے میں بیٹھ جاؤ۔ بچی کو ان دونوں کے درمیان بٹھا دیا۔ پھر بچی کے ماں باپ سے کہا: تم دونوں اس کو اپنی اپنی طرف بلاؤ۔ انہوں نے بلایا تو بچی ماں کی طرف مائل ہوگئی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اللہ سے عرض کی:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِهَا))

"اے اللہ! اس بچی کو ہدایت عطا فرما۔"

اب بچی باپ کی طرف چلنے لگ گئی۔ باپ کے پاس پہنچی تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے اسے اٹھا لیا۔ [1]

قارئین کرام! ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے۔ ہمارے پیارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال عدل کا فیصلہ فرمایا۔ بچی کے لیے اللہ کی جناب میں ہدایت اور رہنمائی کی درخواست کی۔ یوں بچی ماں کے پاس نہ جا کر بت پرستانہ مذہب سے بچ گئی اور ایک اللہ کو ماننے والے دین کی آغوش میں آ گئی۔ یہ رہنمائی اللہ نے فرمائی...... ماں کی قسمت میں ہدایت ہوتی تو یہ منظر دیکھ

---

[1] ابو داود: ٢٢٤٤، و اسناده حسن.

Marfat.com

کر مسلمان ہو جاتی۔ خاوند بھی مل جاتا اور بیٹی بھی...... مگر اس کی قسمت میں یہ نعمت نہ تھی۔

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ نے دو سال کے قریب عمر کی حامل بچی کو بھی اختیار دیا کہ جو اس کی چاہت ہے وہی فیصلہ ہے۔ صدقے قربان جاؤں اپنے حضور ﷺ کے فیصلے پر، کریمانہ عدل و انصاف پر، کہ جو شیر خوار بچی کو بھی اس کی چاہت کا اختیار دیتا ہے۔

نواسی پر آنسو

اللہ کے رسول ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ اللہ نے ان کو دو بیٹیاں دیں۔ ایک کا نام ''اُمامہ رضی اللہ عنہا'' تھا جن کا ہم ذکر کر چکے۔ دوسری کا نام ''اُمیمہ رضی اللہ عنہا'' تھا جو چھوٹی سی عمر میں فوت ہو گئیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا پیغام آ گیا کہ امیمہ (رضی اللہ عنہا) موت کی حالت میں ہے۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے پیغام لانے والے سے کہا کہ جا کر میرا اسلام کہو اور بتلاؤ کہ

((اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَ لَہٗ مَا اَعْطٰی ، وَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَ لْتَحْتَسِبْ))

''ذرہ برابر شک نہیں کہ اللہ ہی کا تھا جو اس نے لے لیا اور جو عطا فرمایا، تو وہ اسی کا ہی تو تھا۔ اللہ کے ہاں ہر شے کا ایک وقت مقرر اور طے ہے۔ لہٰذا صبر کرو اور ثواب کی اُمید رکھو۔''

پیغام لانے والا حضور ﷺ کا یہ پیغام لے کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور پیغام دیا۔ اس پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اسے دوبارہ اپنے ابا جان کی خدمت میں بھیجا اور قسم دی کہ ضرور تشریف لائیں۔ حضور ﷺ اپنی بیٹی کا پیغام ملتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ساتھ چل دیے۔ اب آپ ﷺ کی خدمت میں آپ کی نواسی کو لایا گیا

Marfat.com

اور آپ کی گود میں رکھ دیا گیا۔ بچی کی رُوح اس طرح نکل رہی تھی جس طرح کسی مشکیزے میں ہو (یعنی جس طرح چمڑے کی مشک میں پانی ہلتا ہے، یہ کیفیت تھی)۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس وقت انصار کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! آنسوؤں کا کیا مطلب؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

((هٰـذِهٖ رَحْمَةٌ يَّضَعُهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ))

''یہ وہ نرمی اور گداز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس بندے کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو رحم کرنے والے، نرم اور گداز دل کے مالک ہوتے ہیں۔''[1]

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ﴾ (آل عمران: ۱۵۹)

''میرے حبیب! یہ اللہ کی طرف سے خاص رحمت ہے کہ آپ ان لوگوں (امتیوں) کے لیے نرم دل ہیں۔''

قارئین کرام! لِیْـــنٌ کے معنی ہیں ایسا نرم و گداز کہ جو ریشم سے بڑھ کر ملائم ہو، ہاتھ لگانے سے میلا ہو جائے۔ جی ہاں! ہمارے پیارے حضور ﷺ کا دل مبارک ایسا ہی تھا...... بچوں کے لیے بطور خاص نرم و گداز تھا...... اور بچیاں جو نرم و گداز کلیاں ہوتی ہیں، ان کے لیے تو ہمارے حضور ﷺ کا دل بہت ہی حساس تھا۔ حساسیت کا اندازہ اس سے لگالیں کہ حضور اکرم ﷺ نے خواتین کو آبگینے سے تشبیہ دی، شیشہ قرار دیا، جو صاف تو بہت ہوتا ہے، مگر ذرا سی ٹھوکر یا چوٹ سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی لیے عورت کو ''صنف نازک'' کہا جاتا

[1] بخاري: ٥٦٥٥۔ مسلم: ٩٢٣۔ مسند احمد: ٢٢١١٩، ٢٢١٢٢.

Marfat.com

ہے۔ میں کہتا ہوں ''صنف نازک'' کا لفظ بھی اچھا ہے، مگر آبگینے اور شیشے کے لفظ کا مقابلہ نہیں کرسکتا...... جی ہاں! میرے حضور ﷺ نے عورت کو شیشہ اور آبگینہ قرار دیا تو ننھی منی بچی کے لیے۔ ہمارے حضور ﷺ کا دل کس قدر نرم ہوگا، اس کا اندازہ ہمارے حضور ﷺ کی نواسی حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے ہوتا ہے، رُوح نکلنے کے منظر سے ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی موتی اور حسین سرگیں آنکھوں سے آنسو ٹپکے اور گلابی رخساروں پر بہنے لگے۔ کوئی ریش مبارک کے پاکیزہ بالوں کو بھگوتے ہوئے اُمیمہ رضی اللہ عنہا پر گرے ہوں گے اور کوئی خوب صورت رخساروں کو چھوکر گرے ہوں گے اور میرے حضور ﷺ ذرا آگے کو جھکے ہوں گے، ننھی اُمیمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کے لیے، تو آنسو مبارک براہ راست بھی ٹپک کر ننھی کلی پہ پڑے ہوں گے، اور اس دوران میں جو الفاظ مبارک زبان پاک سے ادا ہوئے وہ قیامت تک کے لیے ان ماؤں کو حوصلہ دے گئے، باپوں کو صبر دے گئے، جن کی گودوں میں ان کی ننھی کلیاں مرجھا جائیں۔

کلیاں اور جنت

مومنوں کی جان سے پیاری اماں جان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک بار ایسا ہوا کہ میرے پاس ایک غریب مسکین خاتون آگئی۔ اپنی دو بچیوں کو اٹھائے ہوئے تھی۔ وہ کچھ کھانے کو مانگنے لگی۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے دو کھجوریں اپنی دو بچیوں کو دے دیں۔ اب جب وہ تیسری کھجور کھانے کو اپنے منہ کے قریب لے گئی تو بچیوں نے ماں سے اس کھجور کا تقاضا کر دیا...... وہ کھجور جسے وہ کھانے کے قریب تھی۔ اب اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا۔ مجھے اس منظر نے عجب حیرانی میں مبتلا کر دیا (کہ ماں کی مامتا بھی کیا چیز ہے)۔ چنانچہ جب اللہ کے رسول ﷺ گھر تشریف لائے تو میں نے اس واقعہ کا تذکرہ آپ کے سامنے کیا۔ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ قَدْ اَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ وَ اَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ))

''عزت وجلال والے اللہ کریم نے اس عورت کو اس عمل کی وجہ سے جنت دے دی اور جہنم کی آگ سے آزادی کا پروانہ عطا فرما دیا۔''[1]

ہماری اماں جان کے پاس اس وقت گھر میں بس یہ تین کھجوریں تھیں، وہ انہوں نے اس مذکورہ خاتون کو دے دیں۔ ننھی منی کلیوں کے ساتھ اس ماں نے محبت اور ایثار و قربانی کا جو سلوک کیا، اس سلوک کی وجہ سے اللہ نے خاتون کو جنت کا پروانہ دے دیا...... ذرا غور کیجیے! جس معاشرے میں ننھی منی کلیوں کی بہبود کا کام کیا جائے، ان کی اچھی خوراک کا بندوبست کیا جائے، اس معاشرے کے لوگوں کو اللہ کس قدر سربلند کریں گے؟ محض سوچا ہی جا سکتا ہے۔ یقیناً دنیا میں بھی سربلندی ملے گی اور آخرت میں بھی جنت ملے گی۔ کیوں جی ننھی کلیو! ہمارے حضور ﷺ اور ہماری پیاری روحانی اماں جان کس قدر تمہارے ساتھ مہربان ہیں؟ بس سوچتی جاؤ، خوش ہوتی جاؤ۔

❀❀❀❀

---

[1] بخاری: ١٤١٨۔ مسلم: ٢٦٣٠۔ مسند احمد: ٢٥١١٨۔

Marfat.com

Marfat.com

باب پنجم

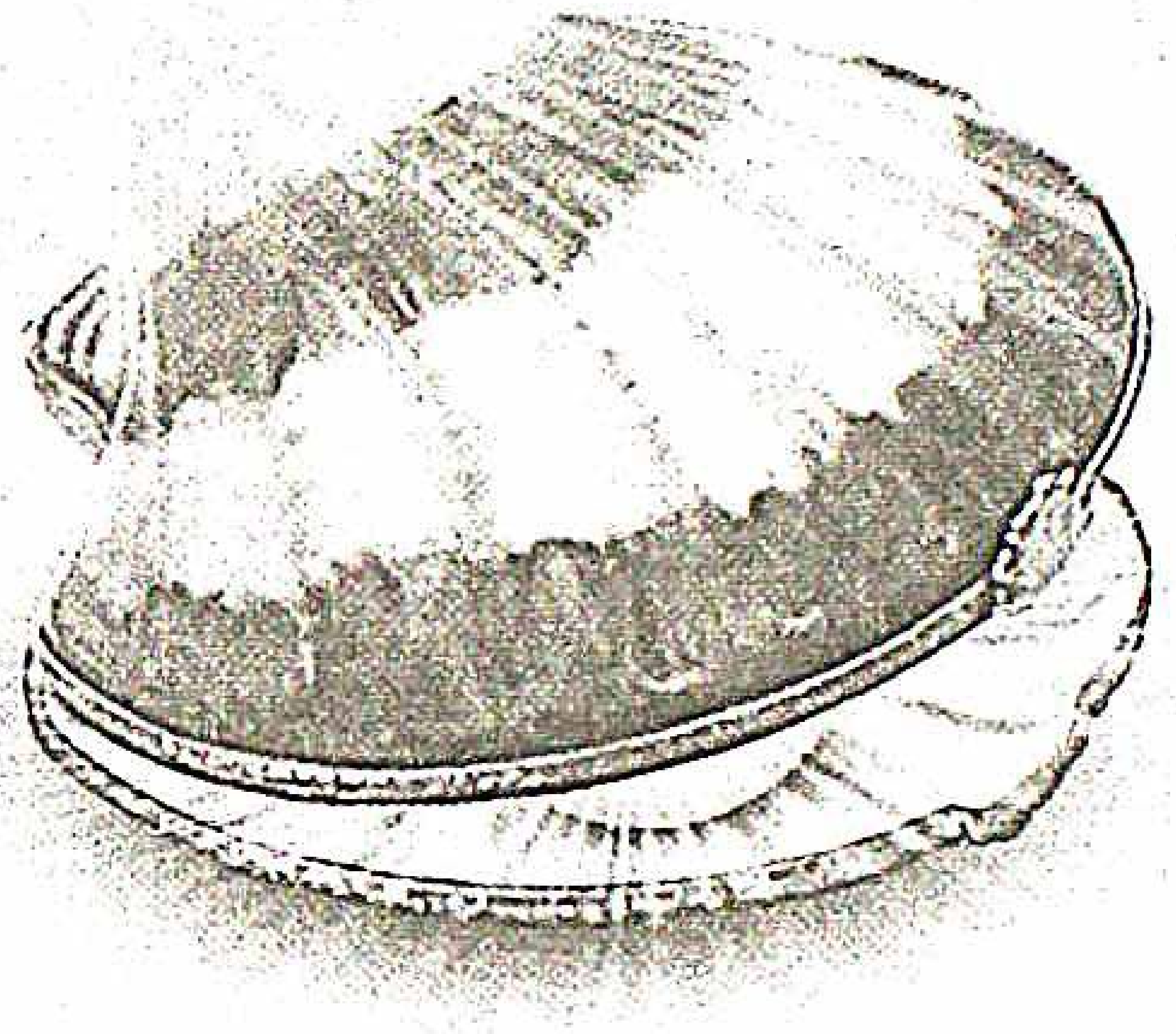

محفوظ موتی

Marfat.com

Marfat.com

غیر مسلموں کے بچے

دنیا کی قوموں کے بادشاہوں اور ان کی فوجوں کا چلن تو یہی تھا کہ دشمن پر غلبہ پایا تو بچے بھی قتل کر دیے۔ قبیلے کے سردار نے اپنے مخالف لوگوں پر حملہ کیا تو معصوم بچے بھی کچل دیے...... یہ تو میرے حضور ﷺ کی ذات گرامی تھی جو سارے جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ آپ ﷺ نے جنگ میں بچوں کو قتل کرنے اور نقصان پہنچانے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا تھا۔

جی ہاں! میرے حضور ﷺ نے مکہ فتح کر لیا۔ سب لوگوں کو امن دیا۔ امن کے ساتھ مکہ پر غلبہ پا لیا۔ غیر مسلم دھڑا دھڑ مسلمان ہو گئے۔ مکہ کے اردگرد اور اطراف واکناف کے لوگ بھی فوج در فوج اسلام میں داخل ہو کر مسلمان بن گئے۔ مکہ میں قیام کے دوران میں بھی حنین کے علاقے میں معرکہ آرائی ہوئی اور وقتی شکست کے بعد اس معرکے میں بھی آخری فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ حضور ﷺ نے حنین میں چند دن قیام فرمایا۔ اس دوران میں ایک دستہ ان لوگوں کی طرف روانہ کیا جو مقابلے پر آمادہ تھے اور سرکش لوگ تھے۔ پھر کیا ہوا؟ آیئے! اپنے حضور ﷺ کے صحابی سے سنتے ہیں۔

''حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر مجاہدین کا ایک دستہ روانہ فرمایا۔ انہوں نے مشرک قوم سے لڑائی کی۔ لڑائی کا دائرہ پھیلتا ہوا دشمن کے بچوں تک جا پہنچا۔ پھر جب یہ لوگ واپس حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو (حضور ﷺ کو بتلایا گیا کہ لڑائی کے دوران میں بچے بھی مار دیے گئے) اس پر حضور ﷺ نے حملہ آوروں سے پوچھا:

((مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى قَتْلِ الذُّرِّيَّةِ))

Marfat.com

''وہ کیا سوچ تھی جس نے تم لوگوں کو بچوں کے قتل کرنے پر آمادہ کر دیا؟''

((قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانُوْا اَوْلَادَ الْمُشْرِكِيْنَ))

''عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! ان کی حیثیت تو یہی تھی کہ مشرکوں کے بچے تھے۔''

((قَالَ اَوَ هَلْ خِيَارُكُمْ اِلَّا اَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ))

''فرمایا: کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم میں سے جو آج (اسلام کی نعمت حاصل کر کے) بہتر لوگ بنے ہیں، وہ مشرکوں ہی کی اولاد ہیں؟''

((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا مِنْ نَسْمَةٍ تُوْلَدُ اِلَّا عَلَى الْفِطْرَةِ حَتّٰى يُعْرِبَ عَنْهَا لِسَانُهَا))

''سن لو! وہ رب کریم کہ جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، جو جان بھی جنم لیتی ہے وہ فطرت پر ہی پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنی فطرت (اسلام) پر ہی رہتی ہے، جب تک کہ اس بچے کی زبان وہ کچھ بیان نہ کرنے لگ جائے جو اس کے دل میں ہے۔'' [1]

پیارے بچو! قربان جاؤں اپنے پُر رحمت رسول ﷺ پر اور رحم و کرم کے پیکر پیارے نبی ﷺ پر کہ آپ نے غیر مسلموں کے بچوں پر "ذُرِّيَّةً" کا لفظ استعمال فرمایا کہ وہ بچے ہیں، اولاد ہیں، ہر انسان کا بچہ "ذُرِّيَّةً" میں شامل ہے...... اور پھر قتل کرنے والوں کی سوچ کو پکڑا...... اور اس سوچ کا علاج کیا اور واضح کیا کہ ایسی سوچ رکھنے والو! کہ یہ غیر مسلموں کے بچے تھے، یہ تو بتلاؤ کہ تم لوگ آج جو مقام پا گئے ہو، مسلمان بن گئے، توحید والے بن گئے، کمانڈر بن گئے، مجاہد بن گئے، نمازی بن گئے، اللہ والے بن گئے، تم بھی انھی مشرکوں کی اولاد نہ تھے؟ یعنی اگر تم بچپن کی حالت میں قتل کر دیے جاتے تو آج کس طرح موجودہ مقام حاصل کرتے؟ لہٰذا فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ بچوں کو مت کچھ کہو، ان کو بڑا ہونے دو۔

---

[1] مسند احمد: ١٥٦٧٣ ـ مصنف عبدالرزاق: ٢٠٠٩٠ قال شعیب رجاله ثقات.

Marfat.com

اتنا بڑا ہونے دو کہ وہ اپنا مافی الضمیر تو بیان کرنے کے قابل ہو جائیں، اپنے دل کی بات زبان پر لانے کی قوت حاصل کر لیں...... ہاں ہاں! یہ کیا ہوا کہ توتلی زبان میں باتیں کریں اور لوگوں کے ہاتھوں سے قتل کر دیے جائیں...... یہ گوارا نہیں ہے، یہ قابل برداشت نہیں ہے۔

اللہ اللہ! اب میرے حضور ﷺ کا غصہ مزید بڑھ گیا ہے، تبھی تو اپنی جان کا ذکر فرمایا ہے، قسم کھا کر ذکر فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں اس موقع پر حضور ﷺ کا اپنی جان کا تذکرہ کرنا اور قسم کھانے کا مطلب بڑا با کمال اور لاجواب ہے اور وہ غیر مسلم بچوں کی جان کی حفاظت ہے۔ جی ہاں! بچے محفوظ رہیں گے تو بڑے ہوں گے۔ بڑے ہوں گے تو کسی داعی کی دعوت پر لبیک کہیں گے، دین فطرت کو اختیار کریں گے، اسلام کی پُر رحمت چھاؤں میں سکون حاصل کریں گے......لوگو! یہ ہے دعوت کا دین۔ یہ ہے رحمت کا دین۔ یہ ہے فطرت کا حامل دین۔ حضرت محمد کریم ﷺ یہ دین لے کر آئے ہیں۔ بچوں کی حفاظت یقینی بنانے آئے ہیں۔ موتی بکھر نہ جائیں، انہیں ثابت رکھنے آئے ہیں۔ یاقوت ٹوٹ نہ جائیں، ان کی چمک اور دمک برقرار رکھنے آئے ہیں۔ لعل کہیں اپنا حسن کھو نہ دیں، ان کا جھلمل کرتا سرخ رنگ محفوظ کرنے تشریف لائے ہیں۔

صدقے اپنے حضور ﷺ کی ایسی تشریف آوری پر!

واری اپنے پیارے رسول ﷺ کی ایسی آمد مبارک پر!

جو ہر ماں کے لعل و گہر کو حفاظت کا سندیسہ دے گئی!

وہ کہ جو ماں کی گود اور چھاتی سے چمٹا کلکاریاں مارتا بڑا پیارا لگتا ہے، حسین اور خوب صورت لگتا ہے

میرے حضور ﷺ کی بات اس کے حسن کو دوام دے گئی، چار چاند لگا گئی!

لوگو! مجھے کہنے دو۔ اسلام 23 سالوں میں مکمل ہوا۔ اس دوران میں جو کوئی ناپسندیدہ واقعہ ایک بار رونما ہو گیا اور پھر اس پر حضور ﷺ کا حکم آ گیا، آپ ﷺ کے غضب اور غصّے کا اظہار ہو گیا، اب اسے دہرانے کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر کوئی آج اسے دہراتا ہے، قصد

Marfat.com

اور ارادے کے ساتھ پھول اور کلیاں مسلتا ہے، تو حضور ﷺ اور آپ کے دین کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا بچہ چاہے وہ

یہودی کا ہو

مسیحی کا ہو

ہندو کا ہو

پارسی کا ہو

بدھ کا ہو

سکھ کا ہو

چاہے کسی کا ہو

وہ بچہ ہے تو اپنے بابا کا پھول ہے۔ بچی ہے تو اپنی ماما کی کلی ہے...... ہر باپ کا پھول اور ہر ماں کی کلی محفوظ و مامون ہے، اس لیے کہ میرے حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ وہ سب کے لیے رحمت ہیں۔ غیر مسلم بچوں کے لیے بھی رحمت ہیں۔ ''عالمین'' میں وہ بھی شامل ہیں...... بار بار قربان جاؤں!

رب العالمین پر

رحمۃ للعالمین ﷺ پر

گلوبلی دین پر

یونیورسلی مبین پر

پُر رحمت، پُر نور پر

حضور ﷺ بچوں کو نہ بھولے

پیارے بچو! ذرا دیکھو، یہ بڑے آئے ہیں، سردار آئے ہیں، انصار آئے ہیں، میرے حضور ﷺ کے پاس آئے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کی بات بتلاتے ہیں، ان کے

Marfat.com

بتلانے کے مطابق وہ آئے اور اللہ کے رسول ﷺ نے آتے دیکھا تو آپ نے استقبال کرتے ہوئے

((مَرْحَبًا وَ اَھْلًا))

یعنی خوش آمدید کہا...... انصار آپس میں پروگرام تو یہ بنا کر آئے تھے کہ ہم کب تک کنوؤں سے پانی ۔۔ ڈول کھینچتے رہیں گے، لہٰذا حضور ﷺ کے پاس جا کر کیوں نا عرض کریں کہ وہ اللہ سے دعا کریں اور اللہ تعالیٰ ان پہاڑوں میں سے ہمارے لیے چشمے جاری کر دیں...... یوں زندگی آسان ہو جائے گی...... میں کہتا ہوں! وہ حضور ﷺ کے معجزات تو دیکھ ہی چکے تھے کہ حدیبیہ میں حضور ﷺ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی بہنے لگ گیا تھا۔ جی ہاں! مبارک اور پاک انگلیوں سے پانی بہنے لگ گیا۔ تو جب یہی مبارک انگلیاں...... ہاتھ بن کر رب کے حضور اُٹھیں تو مدینہ کے پہاڑوں سے چشمے بہنا معمولی کام تھا۔ لہٰذا یہی پروگرام بنا کر انصار آئے تھے اور انہوں نے جوں ہی یہ جملہ بولا کہ ''اے اللہ کے رسول! ہمیں ایک ضرورت آپ کی خدمت میں لے کر آئی ہے'' تو حضور ﷺ نے فوراً فرمایا: ''ہاں ہاں! آج تو آپ لوگ جو چیز بھی مجھ سے طلب کریں گے میں وہی دوں گا اور میں اپنے اللہ سے جو بھی طلب کروں گا وہ عطا فرمائے گا (لہٰذا بولو کیا مانگتے ہو؟)''

اب یہی انصار اتنی بڑی پیش کش کے بعد آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: ''یارو! اتنی بڑی پیش کش کے بعد اب دنیا کیا مانگنی ہے۔ مانگنی ہے تو آخرت (جنت) مانگو۔''

باقی کہنے لگے: ''بات تو بالکل درست ہے۔ جنت ہی مانگنی چاہیے......''

چنانچہ باہم متفق ہونے کے بعد انصار کہنے لگے: ''اے اللہ کے رسول! آپ دعا کر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بخشش عطا فرما دیں۔''

اس پر آپ ﷺ نے یوں دعا مانگی:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ

Marfat.com

الْاَنْصَارِ))

''اے اللہ! انصار کو بخش دے، انصار کے بچوں کو بخش دے اور انصار کے بچوں کے آگے جو بچے ہوں ان کو بھی بخش دے۔'' [1]

پیارے بچو! میں نے مذکورہ واقعے کو اپنے الفاظ میں سلاست اور طوالت کے ساتھ اس لیے بیان کیا ہے تاکہ آپ کو بتلاؤں کہ حضور ﷺ کی مجلس میں انصار کے بڑے معزز اور سردار لوگ تھے، لیکن جب انہوں نے مغفرت یعنی جنت مانگی کہ بخشش ملنے کا نتیجہ جنت ہے، تو حضور ﷺ انصار کے بچوں کو نہیں بھولے۔ وہ بچے جو مسجد میں آتے تھے، حضور ﷺ کو یاد رہے۔ وہ بچے جو مدینہ پاک کی گلیوں میں حضور ﷺ کو سلام کرتے تھے، میرے حضور ﷺ ان کو نہیں بھولے۔ جی ہاں! وہ انصاری بچے جو دوڑ دوڑ کر حضور ﷺ کا استقبال کرتے تھے جب آپ ﷺ اپنے سفر سے واپس مدینہ منورہ تشریف لاتے تھے، میرے حضور ﷺ ان بچوں کو نہیں بھولے...... وہ بچے جن کو ان کی مائیں ڈول میں پانی دے کر بھیجتی تھیں اور وہ بچے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے تھے، حضور ﷺ باہر نکلتے تو اپنا ہاتھ مبارک ڈول میں ڈال دیتے، ہر بچے کے ڈول میں ہاتھ ڈالتے جاتے، بچوں کی مائیں برکت کے لیے ایسا کیا کرتی تھیں...... حضور ﷺ ان بچوں کو نہیں بھولے...... میں کہتا ہوں مدنی بچوں کو ان کے باپ بھول گئے، مگر حضور ﷺ نہیں بھولے۔ آپ ﷺ نے اپنے رب کریم سے انصار کے لیے جنت کا پروانہ مانگ لیا...... ساتھ ہی انصار کے بچوں کے لیے بھی جنت کے محلات الاٹ کروا لیے۔ اور...... اللہ اللہ! یہ بچے بڑے ہوں گے...... ان کی شادیاں ہوں گی...... ان کے بھی بچے ہوں گے...... حضور ﷺ کی ان بچوں کا بھی فکر ہے...... ہاں ہاں! جو ابھی دنیا میں آئے ہی نہیں تھے، میرے حضور ﷺ نے ان بچوں کے لیے بھی اپنے اللہ سے جنت کی زمین رجسٹرڈ کروالی۔ اس قدر بچوں کا خیال...... ہاں! وہی بچے کہ جب میرے حضور ﷺ مدینہ کے کسی باغ میں تشریف لے جاتے تو اس باغ کے مالک

[1] مسند احمد: ۱۳۳۰۱۔

Marfat.com

انصاری کے بچے بھی آپ ﷺ کو ملتے ...... گھر میں تشریف لے جاتے تو بچے حضور ﷺ سے پیار لیتے۔ میرے حضور ﷺ نے ان بچوں کے بچوں کا مستقبل بھی محفوظ بنا لیا۔ جس طرح دادا اپنے پوتوں کی فکر کرتا ہے مگر دنیوی فکر کرتا ہے، اور انہی کی فکر کرتا ہے جو اس کی نگاہوں کے سامنے ہوں۔ میں قربان جاؤں اپنے حضور ﷺ کی محبت پر کہ وہ بچے جو سامنے نہیں ہیں حضور ﷺ ان کا اصل مستقبل محفوظ کر رہے ہیں۔ لہٰذا حقیقی دادا کی محبت میرے حضور ﷺ کی محبت کے مقابلے میں اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی جس قدر اونٹ کے منہ میں زیرے کا ایک دانہ حیثیت رکھتا ہے...... الغرض! انصاری باپ کو اپنا بیٹا یاد نہیں، اپنا بچہ یاد نہیں، میرے حضور ﷺ کو یاد ہے...... اور اس بچے کا آنے والا بچہ...... ہاں ہاں! اس کی بھی فکر ہے۔

پیارے بچو! بچوں سے اس قدر محبت!
میرے حضور ﷺ جیسی محبت کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا
دکھائی کہاں دے...... اللہ کی قسم! ہے ہی کوئی نہیں
پھر کیوں نا ہم کہیں...... اے پیارے بچو!
سلام اس پر جو پھولوں کو سدا بہار کر گیا
سلام اس پر جو کلیوں کو سدا دل شاد بنا گیا
مدنی بچوں کو بھی مدینے والا اپنے ساتھ جنتی مہمان بنا گیا

بچے جنت میں

عربوں کا ایک قبیلہ جس کا نام ''صریم'' ہے، اس قبیلے کی ایک خاتون جن کا نام ''حسناء'' ہے، کہتی ہیں کہ میرے چچا اسلم رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتلایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جنت میں کون کون جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلنَّبِیُّ فِی الْجَنَّةِ وَ الشَّهِيْدُ فِی الْجَنَّةِ وَ الْمَوْلُوْدُ فِی الْجَنَّةِ وَ

Marfat.com

الْوَئِیْدُ فِی الْجَنَّۃِ))

(۱) ''نبی جنت میں،

(۲) شہید جنت میں،

(۳) چھوٹا بچہ جنت میں،

(۴) اور زندہ دفن کیا گیا بچہ بھی جنت میں جائے گا۔'' ❶

پیارے بچو! خوش ہو جاؤ!! میرے حضور ﷺ نے بچوں کا تذکرہ کیا تو کن کے ساتھ کیا؟ جی ہاں! نبیوں کے تذکرے کے ساتھ تذکرہ کیا۔ اللہ اللہ! نبوت گناہوں، غلطیوں اور معمولی خطاؤں سے بھی پاک ہوتی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نبوت کا تاج پہنا دیں وہ معصوم بن گیا...... اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی پاک باز ہستیوں کا ذکر فرمایا کہ وہ جنت میں ہیں...... پھر شہداء کا ذکر کیا کہ وہ جنت میں ہیں...... اس کے بعد ننھے منوں کا ذکر کیا کہ جو شیر خوار اور بچپن کی حالت میں فوت ہو جائیں، وہ بھی جنت میں ہیں۔ بچے بھی غلطیوں سے پاک ہوتے ہیں، معصوم ہوتے ہیں، اس لیے میرے حضور ﷺ نے نبیوں کا ذکر کرنے کے بعد بچوں کا ذکر فرمایا...... اور پھر ان بچیوں کا ذکر فرمایا جن کو بچپن کے اندر، معصومانہ زندگی کے دوران میں، شیر خواری کے دوران میں...... اور بعض کو تو پیدا ہوتے ہی گڑھے میں دفن کر دیا گیا...... ہمارے پیارے حضور ﷺ کی نبوت مبارک سے پہلے عربوں کے بعض قبیلے اپنی بچیوں کو زندہ ہی دفن کر دیا کرتے تھے۔ میرے حضور ﷺ نے خوش خبری سنائی کہ وہ معصوم کلیاں جو جاہلیت کے دور میں زندہ دفن کر دی گئیں...... وہ بھی جنت میں ہیں۔

اللہ اللہ! میرے رحمۃ للعالمین حضور گرامی ﷺ کو جو نبوت ملی، وہ کس قدر رحمت ہی رحمت ہے۔ جو رسالت ملی، وہ کس قدر رأفت ہی رأفت اور شفقت ہی شفقت ہے کہ وہ سخت اور پتھر دل مشرک جو پتھروں کی مورتیوں کو مشکل کشا اور حاجت روا جانتے تھے، ان کے دل بھی پتھر ہو گئے کہ وہ اپنی معصوم کلیوں کو قبروں میں دفن کر دیتے تھے۔ جان سے مار کر نہیں،

---

❶ ابو داود: ۲۵۲۱۔ قال الالبانی صحیح۔ مسند احمد: ۲۰۸۵۹۔

Marfat.com

بلکہ زندہ ہی دفن کر دیتے تھے۔ قبر بنا کر نہیں، بلکہ گڑھا کھود کر اس میں پھینکتے تھے اور اوپر مٹی ڈال دیتے تھے۔ میرے حضور ﷺ نے ان بچیوں کے بارے میں بتلایا کہ اس دنیا میں ان پر یہ ظلم ہوا، مگر جوں ہی ان کی رُوح نے پرواز کیا تو وہ معصوم ننھی منی بچیاں اُڑانیں بھر کر جنت میں جا پہنچیں...... چونکہ معصومیت میں ان بچوں اور بچیوں کا نبوت کے ساتھ ایک طرح کا جزوی تعلق اور رشتہ ہے، لہٰذا اس رشتے کی بنیاد پر میرے حضور ﷺ نے انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے بعد بچوں اور بچیوں کا تذکرہ فرمایا، ان کو جنت کی بشارتوں کا مژدہ سنایا۔

اور جب قیامت کا دن ہوگا تو پھر کیا منظر ہوگا۔ حضور ﷺ کے پاس جو قرآن آیا، اس میں مولا کا یہ پیام آیا:

﴿وَإِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِأَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝﴾ (التکویر: ۸-۹)

''اور جب بچی سے پوچھا جائے گا، وہ کہ جو زندہ ہی دفن کر دی گئی، بتلا! تجھے کس جرم کی سزا میں یوں جان سے مار دیا گیا تھا؟''

اللہ اللہ! رب رحیم و کریم اس قدر غضب ناک ہیں...... غصّے اور غضب کی انتہا ہے کہ مجرم سامنے کھڑا ہے، مگر اللہ مجرم سے نہیں پوچھتے، اس کے چہرے کی طرف نہیں دیکھتے، بچی سے پوچھتے ہیں کہ بتلا! تو نے کیا جرم کیا تھا جس کی وجہ سے تجھے یوں مار دیا گیا......؟

لوگو! میں سوچتا ہوں کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری فرد تک اربوں، کھربوں، لاتعداد انسان موجود ہیں...... اللہ کی عدالت ہے...... سب کی نگاہیں عدالت پر مرکوز ہیں...... مقدمہ ان مجرموں کا ہے جنہوں نے ننھی منی کلیوں کو زندہ دفن کر دیا...... ننھی منی کلیاں موجود ہیں...... ہر ایک کی الگ الگ داستان ہے...... مولا کریم ساعت فرما رہے ہیں...... انتہائی غضب اور غصّے میں ہیں۔

ایک ننھی منی بچی توتلی زبان میں اپنے اللہ کو بتلاتی ہے: میرے اللہ جی! میں کوئی اپنے ارادے سے تو نہ بنی تھی۔ آپ نے چاہا تو مجھے بچی بنا دیا۔ اللہ میاں جی! اس میں بھلا میرا کیا قصور تھا؟ اللہ پاک جی! میرا کیا جرم تھا؟ میرا تو کوئی جرم مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ اللہ میاں جی!......

Marfat.com

آپ نے مجھے جس گھر میں پیدا کیا تو مجھ سے پوچھ کر پیدا نہیں کیا۔ جہاں آپ ﷺ نے چاہا مجھے پیدا کر دیا۔ مولا کریم جی! اگر یہ میرا جرم ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ ہاں اللہ میاں جی! اگر اس میں میری کوئی غلطی ہے تو اللہ میاں جی معاف کر دو۔ اللہ رحیم جی! یہ شخص جو کھڑا ہے، آپ نے اس کو میرا ابو جی بنایا۔ اللہ میاں جی! آپ نے ہی بنایا۔ ان کو میرا بابل بنایا۔ میرا بابا بنایا۔ میں جس دن اس دنیا میں آئی انہوں نے رحمت کی نظر بھر کر مجھے دیکھا ہی نہیں۔ جب بھی دیکھا، گھور کر دیکھا۔ اللہ میاں جی! اس میں میرا کیا قصور ہے؟ اگر کوئی قصور ہے تو مجھے معاف کر دو اللہ میاں جی!

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ میرے بابا نے مجھے بڑے غصّے سے پکڑا۔ میری ماما کو پتا چل گیا کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ مگر مجھے تو کچھ بھی پتا نہیں تھا۔ میری ماما روتی رہی۔ مجھے چھوڑتی نہ تھی۔ مگر بابا بڑے طاقت ور تھے، بڑے غصّے والے تھے، مجھے پکڑ لیا۔ میں حیران تھی کہ آج میرے ابا جی مجھے پکڑ رہے ہیں، اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ شاید سیر کو لے جانا چاہتے ہیں۔ مجھے کوئی اچھا سا منظر دکھلانا چاہتے ہیں۔ مجھے اچھا کھانا کھلانا چاہتے ہیں۔ مجھ سے پیار کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ میری ماما کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ کیوں روتی ہیں؟

اس دن ماما نے مجھے نہلا دیا تھا۔ خوش بو لگا دی تھی۔ بڑا پیار کیا تھا۔ کپڑے بھی رنگ برنگ نئے پہنا دیے تھے۔ اب میں بابا کی انگلی پکڑے چل دی۔ بابا کے ہاتھ میں کسّی تھی۔ ایک ویرانے میں چلے گئے۔ میرے بابا زمین کھودنے لگے۔ پسینے میں شرابور ہو گئے۔ مجھے اپنے بابا پر بڑا رحم آ رہا تھا۔ میں بولی: ابو جی! آپ تھک گئے ہیں۔ میں زمین کھود دوں......؟ پھر میں اپنے ہاتھوں سے مٹی اِدھر اُدھر کرنے لگی تا کہ ابو جی سے تعاون کروں۔ بابا جی بالکل نہیں بولے۔ میری کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ اللہ میاں جی! یہ آپ کے سامنے کھڑے ہیں، پوچھ لیجیے۔ میری کوئی غلطی نہیں۔ مجھے نہیں پتا میری کیا غلطی تھی۔ اچانک ابو جی نے مجھے اٹھایا اور گڑھے میں پھینک دیا۔ میں رونے لگ گئی۔ میں اٹھنے لگی مگر اٹھا نہیں گیا۔ بازو میں شدید درد تھا۔ لگتا ہے بازو ٹوٹ گیا تھا، کیوں کہ کروٹ بدل کر اٹھنے کی کوشش کی تو بازو نے

Marfat.com

ساتھ نہیں دیا۔ میں گڑھے سے نکل کر بھاگنا چاہتی تھی۔ اللہ میاں جی! اتنے میں مجھ پر مٹی اور ریت کافی پڑ چکی تھی۔ میں نے ابو سے کہا: ابو جی! کوئی غلطی ہو تو معاف کر دو...... کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے ماما کو آواز دی۔ وہ تو بڑی دور گھر میں تھی۔ پھر میں نے، اللہ میاں جی، آپ کو آواز دی...... آپ کو آواز دیتے ہی میں نے کیا دیکھا کہ جنت کے دروازے سے ایک بڑی خوب صورت ماما برآمد ہوئی۔ کہنے لگی...... بازو پھیلا کر بولنے لگی...... میری بانہوں میں آجا میری ننھی کلی۔ اب یوں ہوا جیسے مجھے پر لگ گئے ہوں۔ میں نورانی ہاتھوں میں آتے ہوئے اتنی تیزی سے اُڑی کہ سیدھی اس خوب صورت ماما کی بانہوں میں چلی گئی...... اللہ میاں جی! میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر ہے تو معاف کر دو!

حشر کے میدان میں سناٹا ہے۔ ہر آنکھ پتھرا گئی ہے۔ مقدمے پر نظر ہے۔ ننھی کلی کی داستان مکمل ہو چکی ہے۔ اچانک رعب دار اور فیصلہ کن آوازہ گونجتا ہے:

﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ﴾ (الحاقة: ۳۰-۳۲)

"فرشتو! پکڑ لو اسے۔ سنگل ڈالو اسے۔ جہنم میں پھینک دو اسے۔ ستر گز لمبے زنجیر میں جکڑ دو اسے۔"

ننھی کلی دل ہی دل میں خوش ہو رہی ہے۔ وہ جہنم میں جا چکا...... اب مولا کریم، مہربان رب رحیم ننھی منی کلی کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو مسکرا دیتے ہیں۔ ننھی کلی کے حسن کو اب ہزاروں چاند بھی دیکھیں تو شرما جائیں...... عدالت اس مقدمے کے بعد برخاست کر دی جاتی ہے۔ اگلے مقدمے شروع ہونے والے ہیں۔ ننھی کلی اپنے اللہ جی کا شکریہ ادا کرتی ہے اور واپس جنت میں پہنچ جاتی ہے۔

حضور ﷺ کے آنسو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خبر کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے ایک صبح اپنے

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتلایا کہ آج رات میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام اپنے ابا جان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر ''ابراہیم'' رکھا ہے۔

مدینہ میں ہی ایک شخص رہتا تھا جن کا نام ''ابو سیف (رضی اللہ عنہ)'' تھا۔ یہ لوہے کے اوزار بنانے کا کام کرتے تھے۔ ان کی بیوی ''اُمّ سیف'' تھیں۔ کچھ عرصے کے بعد پرورش کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا بیٹا مذکورہ عورت کے حوالے کر دیا۔ آپ اس سے ملاقات کے لیے مختلف اوقات میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے بچے کو سینے سے لگاتے، پیار کرتے، سر میں بوسہ لیتے، سونگھتے...... یہ بچہ دودھ کی مدت پوری ہونے سے پہلے ہی بیمار ہوا اور حضور ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں ہی اپنے اللہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ چنانچہ:

((فَجَعَلَتْ عَینَا رَسُوْلِ اللّٰهِ تَذْرِفَانِ))

''اللہ کے رسول ﷺ کی آنکھیں چھم چھم آنسو بہانے لگیں۔''

اس موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ بھی رو رہے ہیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عوف کے بیٹے!

((اِنَّهَا رَحْمَةٌ))

''یہ آنسو رحمت (نرم دلی اور شفقت کی وجہ سے غم) کے ہیں۔''

اس کے بعد آپ ﷺ دوسری بار پھر رو دیے اور ساتھ فرمانے لگے:

((اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَ الْقَلْبَ یَحْزَنُ وَ لَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَ اِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ))

''آنکھیں رو رہی ہیں، دل غمگین ہے، مگر ہم وہی جملہ زبان سے بولیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ باقی حقیقت یہ ہے کہ اے ابراہیم بیٹے! ہمیں تیری جدائی کا صدمہ بہت غمگین کر گیا ہے۔''[1]

---

[1] بخاری: ۱۳۰۳۔ مسلم: ۲۳۱۵۔

Marfat.com

قارئین کرام! وہ بول اور جملے کون سے ہیں جن سے رب کریم راضی ہوتے ہیں؟ ملاحظہ کریں۔ آیئے! ہم آپ کو حضور ﷺ کے وہ پاکیزہ جملے اور معطر بول بتلاتے ہیں جن سے دلوں کو راحت ملتی ہے، صبر ملتا ہے، سکون ملتا ہے اور قرار و چین ملتا ہے۔ کیا شک ہے کہ اللہ کا دامن پکڑنے سے ہی دل کو قرار اور سکون ملتا ہے، اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

حمد ہاؤس

حضرت ابو سنان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا بچہ، جس کا نام سنان تھا، فوت ہو گیا۔ میں نے اسے قبر میں اُتارا۔ اس وقت جناب ابو طلحہ خولانی رحمہ اللہ قبر کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں جب قبر سے باہر نکلنے لگا تو ابو طلحہ خولانی نے میرا ہاتھ پکڑا (تاکہ مجھے سہارا دے کر باہر نکالیں) اور ساتھ ہی کہا: ابو سنان! تجھے خوش خبری نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ سنایئے! کہنے لگے: مجھے ضحاک رحمہ اللہ نے بتلایا اور کہنے لگے کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ))

"جب کسی بندے کا بچہ فوت ہوتا ہے (اور فرشتے بچے کی رُوح لے کر اللہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں: تم نے میرے بندے کے بچے کی رُوح کو اپنے قبضے میں لے لیا؟ وہ عرض کرتے ہیں: جی ہاں!"

((فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِ قَلْبِهٖ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ))

"(اللہ دوبارہ پوچھتے ہیں:) اچھا! تو تم نے میرے بندے کے دل کا پھل توڑ لیا؟ عرض کرتے ہیں: جی ہاں!"

((فَيَقُوْلُ مَا ذَا قَالَ عَبْدِيْ؟))

"اللہ پوچھتے ہیں: بتلاؤ! تب میرے بندے نے کیا کہا؟"

Marfat.com

((فَیَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَ اسْتَرْجَعَ))

''فرشتے عرض کرتے ہیں: مولا کریم! آپ کے بندے نے آپ کی تعریف کی (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا) اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا (یعنی بلاشبہ ہم سب اللہ ہی کی خاطر زندہ ہیں اور آخر کار واپس اسی کی طرف جانے والے ہیں)۔''

((فَیَقُوْلُ اللّٰهُ ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ سَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ))

''تب اللہ حکم ارشاد فرماتے ہیں: فرشتو! میرے اس بندے کے لیے جنت میں محل بنا دو اور اس پر تختی لگا دو کہ یہ ''بیت الحمد'' (حمد ہاؤس) ہے۔'' [1]

اے فوت شدہ بچے کی ماں اور باپ! خوش ہو جائیے!! آپ کا بچہ تو سیدھا جنت میں گیا...... ساتھ آپ کا محل بھی بنا گیا۔ اب آپ کا محل بن گیا۔ تیار رہیے، جوں ہی اس دنیا میں آپ کا وقت پورا ہو گا...... بس بات اتنی ہے کہ یہ ٹائم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزار لیں...... اِدھر آپ دنیا چھوڑیں گے اور اُدھر آپ کا بچہ یا بچی آپ کی انگلی پکڑ کر مذکورہ محل میں لے جائیں گے۔ حمد ہاؤس آپ کا منتظر ہے۔

وہ مائیں کہ جن کے بچے چار، پانچ، چھ، سات یا آٹھ ماہ کے ضائع ہو جاتے ہیں، ان کے بارے میں سوچتا ہوں تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ماں کے شکم میں بچہ جب چار ماہ کا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے بدن میں روح پھونک دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جاندار بچہ بھی قیامت کے دن ماں باپ کو مل جائے گا۔ (واللہ اعلم)

بابِ جنت پر استقبال

پیارے بچو! یہ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی ہیں۔ ان کا نام قرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ ''قُرَّۃ'' کے معنی ٹھنڈک کے ہیں۔ آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اور ''قرۃ العین'' نام بھی پیاری بچیوں کا اس لیے رکھا جاتا ہے کہ وہ ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

[1] ترمذی: ۱۰۲۱۔ اسنادہ حسن.

Marfat.com

''حضرت قرۃ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آیا کرتا تھا تو اپنے بچے کو اپنے ساتھ لایا کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے ایک بار اس سے پوچھ ہی لیا:

((أَتُحِبُّهُ)) ''لگتا ہے تمہیں اس بچے سے بڑی محبت ہے؟''

جواب میں کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس بچے سے اس قدر محبت ہے کہ میں کہتا ہوں اللہ آپ سے بھی اسی طرح محبت کرے جس طرح میں اپنے بچے سے محبت کرتا ہوں۔

پھر وہ شخص حضور ﷺ کی مجلس میں، ایک عرصہ ہوا، نہیں آیا۔ حضرت قرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر ایک دن حضور ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے پوچھا: وہ فلاں آدمی کو کیا ہوا، نظر نہیں آرہا؟ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کو بتلایا: اے اللہ کے رسول! اس کا وہ بیٹا فوت ہو گیا۔ اس پر حضور ﷺ اس سے ملے اور فرمایا:

((اَمَا تُحِبُّ اَنْ لَّا تَأْتِيَ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَّهٗ يَنْتَظِرُكَ))

''اللہ کے بندے! (بچے کی جدائی میں غم ناک ہو کر گھر ہی بیٹھ گیا ہے) تو اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ (صبر کرے اور پھر) جنت کے جس دروازے پر بھی جائے گا، اسی پر تیرا بیٹا تیرا انتظار کر رہا ہوگا۔''

حضور ﷺ کا یہ فرمان سن کر وہاں موجود ایک صحابی پوچھنے لگے:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَهٗ خَاصَّةً اَمْ لِكُلِّنَا))

''اے اللہ کے رسول! یہ بشارت اسی کے لیے خاص ہے یا ہم سب کے لیے ہے؟''

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

((بَلْ لِكُلِّكُمْ))

''تم سب کے لیے ہے۔''[1]

---

[1] مسند احمد: ١٥٦٨٠ و قال الالبانی: صحیح۔ نسائی: ٤/ ٢٢، ١١٨.

Marfat.com

حدیث میں اس طرح بھی الفاظ آتے ہیں: "اَمَا تَرْضٰی" کیا تو اس بات پر راضی اور خوش نہیں ہوتا کہ تو جنت کے جس دروازے سے بھی داخل ہونے لگے:

((اِلَّا جَاءَ یَسْعٰی حَتّٰی یَفْتَحَهٗ لَكَ))

"تو وہ تمہارا بچہ دوڑتا چلا آئے اور تمہارے لیے دروازہ کھول دے۔" [1]

قارئین کرام! اس باپ کو اپنے بچے کے ساتھ کس قدر محبت ہے کہ وہ حضور ﷺ سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے بھی اتنی محبت کریں کہ جس قدر میں اپنے بیٹے سے کرتا ہوں...... اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ نے اس کا دل رکھا اور خاموش رہے۔ مگر حقیقت تو یہی ہے نا کہ اللہ کے رسول حضرت محمد کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب اور خلیل ہیں...... مگر صدقے قربان جاؤں میرے حضور ﷺ نے اپنے سادہ لوح مدنی صحابی کا دل نہیں توڑا اور خاموشی اختیار فرمائی۔

اے والدین! جس کا بچہ بھی فوت ہو گیا اس کے لیے حضور ﷺ نے بہت بڑی خوش خبری دی ہے کہ باپ جب جنت کے دروازے پر جائے گا، جس دروازے پر بھی جائے گا، تو بیٹا جنت کا لباس پہنے بھاگتا ہوا آئے گا اور باپ کی انگلی پکڑ کر جنت میں لے جائے گا...... ماں جنت کے دروازے پر جائے گی، اس کا ننھا بچہ یا ننھی بچی بھاگتے ہوئے آئے گی اور ماں سے چمٹ جائے گی۔ ماں سینے سے لگائے گی، چومے گی اور بچی اپنی ماں کا دامن پکڑے جنت میں لے جائے گی اور کہے گی: امی جی! میں کہاں رہتی تھی...... کون میری کفالت کرتا تھا...... کس کی نگرانی میں...... میں نے وقت گزارا...... آیئے! ذرا دکھلاؤں...... تو...... قارئین کرام! آیئے! اب بچوں کے نگران سے ملتے ہیں!

---

[1] مسند علی بن الجعد: ١٠٧٥ و سنده صحیح.

Marfat.com

جنت میں بچوں کے نگران

پیارے بچو! ہمارے پیارے حضور حضرت محمد کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ جب نماز پڑھا لیتے تو اپنا چہرۂ مبارک نمازیوں کی طرف کر لیتے۔ فجر کی نماز آپ پڑھ لیتے تو پوچھتے کہ آج کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر کوئی نمازی اپنا خواب بیان کرتا......

ایک صبح حضور ﷺ نے اپنا خواب خود بیان فرمایا کہ آج رات میں نے کیا دیکھا میرے پاس دو فرشتے (جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام) آئے، انہوں نے مجھے اُٹھایا اور کہنے لگے: آؤ چلیں! اب میں ان دونوں کے ساتھ چل پڑا۔ چلتے ہوئے ہم ایک باغ میں جا پہنچے۔ باغ میں ہر جانب سبزہ اور ہریالی تھی۔ وہاں موسم بہار کے تمام پھول اپنی بہاریں دکھلا رہے تھے۔ پھر میں نے باغ کے درمیان دیکھا تو وہاں ایک شخص کھڑا تھا۔ اس کا قد اس قدر لمبا تھا کہ وہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔ میرے لیے اس شخص کا سر اور چہرہ دیکھنا مشکل ہو رہا تھا، اور پھر اس آدمی کے اِردگرد اتنے بچے تھے کہ بچوں کی اتنی بڑی تعداد آج تک میں نے کبھی نہیں دیکھی......

میرے ہمراہی دو ساتھیوں نے مجھے اس شخص کے بارے میں بتلایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے چاروں طرف وہ بچے ہیں جو (بچپن ہی میں) اپنی فطرت پر فوت ہو گئے تھے۔

اس پر بعض مسلمانوں نے حضور ﷺ سے سوال کیا:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ اَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ))

''اے اللہ کے رسول! مشرکوں کے بچے بھی وہیں رہ رہے ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا!

((وَ اَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ))

''ہاں! مشرکوں کے بچے بھی۔'' [1]

---

[1] بخاری: ۷۰۴۸.

Marfat.com

قارئین کرام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان بچوں کی کفالت کا ذمہ دار بنا دیا، وہ بچے کہ جو دنیا میں بچپن کی حالت میں فوت ہو گئے۔ میں نے غور کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بچوں کی کفالت کا ذمہ دار بنایا، نگہبان اور نگران بنایا تو کس خوبی کی وجہ سے بنایا؟ مجھے یہ خوبی اللہ کے قرآن سے ہی مل گئی۔ فرمایا:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ۝﴾ (التوبة: ١١٤)

''کوئی شک نہیں ابراہیم انتہائی نرم دل اور حوصلہ مند تھا۔''

''اَوَّاہ'' کے معنی ہیں آہیں بھرنے والا، آہ آہ کرنے والا، اور یہ موم دل کا نشان ہے کہ جسے ذرا سی حرارت لگے تو موم کی طرح پگھل جائے۔ حضرت ابراہیم ﷺ کا یہی حال تھا کہ انسانوں کا دکھ ان کے دل کو حرارت اور گرمی پہنچاتا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آہیں بھرنے لگ جاتے، غم ناک ہو جاتے، بے پناہ درد محسوس فرماتے۔ قرآن میں اب دوسرا مقام ملاحظہ ہو...... مولا کریم ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ۝﴾ (هود: ٧٥)

''ذرہ برابر شک نہیں کہ ابراہیم بڑے ہی حوصلے والا، آہیں بھرنے والا، بار بار اللہ سے جڑنے والا تھا۔''

جی ہاں! حضرت ابراہیم علیہ السلام میں حوصلہ تو بے پناہ ہے، مگر بندوں کے دکھ پر آہیں بھرتے ہیں، ساتھ اللہ سے جڑتے ہیں، مولا سے باتیں کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ٹھنڈی آہیں بھرتے بھرتے آنکھوں کو غم ناک کرتے ہیں، پھر آنسو بہاتے ہیں، رب کریم سے باتیں کرتے ہیں۔ باتیں کرتے کرتے، آہیں بھرتے بھرتے ہڈکورے لیتے ہیں اور ہچکیاں بھر بھر آنسوؤں کی لڑیاں پروئے چلے جاتے ہیں۔

قارئین کرام! ''حلیم'' ایسی صفت ہے جو اللہ نے اپنے لیے بھی استعمال کی ہے اور بندوں کے لیے بھی۔ اپنے لیے اس صفاتی لفظ کو سارے قرآن میں ۸ بار استعمال کیا ہے...... دو بار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے استعمال فرمایا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے لیے بھی یہ لفظ

Marfat.com

استعمال ہوا ہے لیکن یہ خراج تحسین ان کی دشمن اور مشرک قوم کی طرف سے تھا۔ اللہ نے ان کی قوم کا قول نقل فرمایا:

﴿اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ﴾ (ھود: ۸۷)

''اے شعیب! بلاشبہ آپ بہت بردبار اور دانا آدمی ہیں۔''

جی ہاں! حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے انہیں دو بار خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ انہیں صرف ''حلیم'' ہی نہیں ''اَوَّاہٌ'' اور ''مُنِیْبٌ'' کی صفات سے بھی نوازتے ہیں، اور جب ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی حلیم قرار دیتے ہیں۔ فرمایا:

﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۰۱)

''ہم نے ابراہیم کو ایک لڑکا عطا کرنے کی خوش خبری دی جو ''حلیم'' ہوگا۔''

اللہ اللہ! سارے قرآن میں مولا کریم نے صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بار حلیم کہا اور پھر ایک بار ان کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ''حلیم'' کہا...... جی ہاں! اللہ نے بچوں کا نگران بنایا تو اسے بنایا جسے حلیم بنایا۔

بچے کے ساتھ حلم و حوصلہ اور نرمی و ملائمت میں باپ کی نسبت ماں بہت آگے ہے، اسی لیے ننھے منے کی پرورش اور نگرانی اسی کے ذمہ ہے۔ وہ روتا رہے...... ریں ریں...... روں روں...... باں باں کرتا چلا جائے، ماں چپ کراتی چلی جائے گی، سینے سے لگاتی چلی جائے گی، پیار کرتی چلی جائے گی، لوریاں دیتے چلی جائے گی۔ اپنا کھانا درمیان میں چھوڑ دے گی، بچے کی پوٹی صاف کرنے چلی جائے گی۔ اللہ کی قسم! کمال ہے حلم اور بردباری...... یہ ماں ہی کا کام ہے۔

اس ماں کا بچہ جب جنت میں چلا جاتا ہے تو ماں کے جنت میں پہنچنے تک حضرت ابراہیم علیہ السلام نگرانی کرتے ہیں۔ انہیں اللہ نے یہ ذمہ داری اس لیے دی ہے کہ وہ ''حلیم'' ہیں، ''اَوَّاہ'' ہیں اور ''مُنِیب'' ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام ''جد الانبیاء'' تو ہیں ہی، یعنی حضرت محمد کریم ﷺ تک سب نبیوں کے باپ ہیں، اسی طرح وہ ''جد الاقوام'' بھی ہیں، قومیں انہیں اپنا باپ مانتی ہیں، ان سے منسوب ہونا باعث فخر خیال کرتی ہیں۔

۱۔ یہودی قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فخر کرتی ہے۔

۲۔ مسیحی قوم بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فخر کرتی ہے۔

۳۔ مسلمان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فخر کرتے ہیں اور قربانی کی یادیں اور کعبہ کا طواف انھی کی اداؤں کو زندہ کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

۴۔ مکہ کے مشرک بھی اپنے آپ کو ملتِ ابراہیمی میں قرار دیتے تھے...... آج کے مشرک ہندو ''برہما'' دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ''برہما'' کا لفظ ''ابراہیم'' یا ''براہیم'' سے ہی لیا گیا ہے۔

قارئین کرام! مسلمانوں کے بچوں کے کفیل تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ہی، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((ذَرَارِیُّ الْمُسْلِمِیْنَ فِی الْجَنَّةِ یَكْفُلُهُمْ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَام))

''جنت میں مسلمانوں کے بچوں کی کفالت حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں۔''[1]

حضرت ابراہیم علیہ السلام غیر مسلموں کے بچوں کے بھی کفیل اور نگران ہیں، جیسا کہ اللہ کے رسول حضرت محمد کریم ﷺ نے جنت میں کفالت کا منظر دیکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتلایا۔

یوں فطرت پر فوت ہونے والے بچے

۱۔ اہل کتاب یہودیوں کے ہوں

۲۔ مسیحی اہل کتاب کے ہوں

۳۔ ہندو مشرکوں کے ہوں

۴۔ بدھا کی مورتیوں کو پوجنے والے بدھوں کے ہوں

---

[1] مسند احمد: ۸۳۰۷.

Marfat.com

۵۔ آگ کے پرستار مجوسیوں کے ہوں

۶۔ بچے خالصہ سکھوں کے ہوں

۷۔ کسی بھی دھرم اور مذہب کے ہوں

دنیا کے لوگو! وہ فطرت پر فوت ہوئے ہیں۔ ان کی فطرتِ سلیمہ اللہ کے علم میں ہے۔ بچپن میں فوت ہوئے ہیں۔ وہ یورپ کے گورے ہوں، امریکا کے گورے اور سرخ ہوں، ایشیا کے گندمی رنگ اور سپیدی لیے ہوئے ہوں، افریقہ کے کالے ہوں، یا شمالی افریقہ کے حسین ہوں، مشرق بعید چین، جاپان وغیرہ کے گول مٹول اور چپٹے چہرے والے سرخ و سپید ہوں، یا کوئی اور رنگت لیے ہوئے ہوں، یہ فطرت پر فوت ہوئے تو یہ جنت کے موتی ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگرانی میں ہیں۔

اللہ اللہ! میں صدقے قربان جاؤں، یہ خوش خبریاں سنا رہے ہیں حضرت محمد کریم ﷺ جو رحمۃ للعالمین ہیں۔ سارے جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے ہیں۔ سارے جہانوں کے بچوں کی بات کرتے ہیں۔ سیّد الاوّلین بھی ہیں اور سیّد الآخرین بھی۔ ان کی بات آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے زمانہ کے لیے ہے۔ اللہ اللہ! سب بچوں کے لیے ہے...... مزا آ گیا...... سرور آ گیا، سر جھوم اُٹھا، خوشیوں سے، مسرتوں سے، شادمانیوں سے کہ ایسے رحمۃ للعالمین آئے۔

جی ہاں! رحمۃ للعالمین آئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام رب رحیم کی طرف سے ''حلیم'' کہلائے۔ میرے حضور ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بن کر آئے، اور جن کی دعا بن کر آئے وہ دو بار رب کریم کی طرف سے ''حلیم'' کہلائے...... لوگو! مجھے کہنے دو، حلم جب اپنے کمال کو پہنچا تو میرے حضور ﷺ کہ جنہوں نے شیر خواری میں دودھ بھی دایہ حلیمہ کا پیا تھا، وہ رحمۃ للعالمین بن کر آئے...... بچو! اے سارے جہان کے بچو! خوش ہو جاؤ، میرے اور تمہارے پُر رحمت حضور ﷺ بچوں کے لیے رحمت کی نوید لے کر آئے، رب کی طرف سے بشیر بن کر آئے، خوش خبری لے کر آئے۔

Marfat.com

قربان جاؤں ایسے پُر رحمت رسول (ﷺ) پر
بے شمار درود و سلام ایسے پُر رحمت حضور (ﷺ) پر

تب جنت جائیں گے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ایک خاتون اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کرنے لگی اپنے بچے کے بارے میں جو بیمار تھا۔ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کی جان کا خطرہ ہے اور میں پہلے ہی تین بچے اگلے جہان بھیج چکی ہوں...... اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ اِحْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيْدٍ مِنَ النَّارِ)) ❶

''تب تو...... تو نے آگ کے سامنے مضبوط ترین رکاوٹ کھڑی کر لی۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی دوسری حدیث میں حضور ﷺ کے الفاظ مبارک یوں لائے ہیں کہ جس مسلمان ماں باپ کے تین بچے بلوغت کو پہنچنے سے پہلے وفات گئے، اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنی رحمت کے فضل کے ساتھ جنت میں داخل فرما دیں گے۔ یہ بھی فرمایا کہ بچوں کو کہا جائے گا:

((اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُوْنَ حَتّٰى يَدْخُلَ آبَاءُ نَا فَيُقَالُ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَآبَائُكُمْ)) ❷

''جنت میں داخل ہو جاؤ، تو وہ کہیں گے: ہمارے ماں باپ داخل ہوں تب ہم داخل ہوں گے۔ اس پر انہیں کہا جائے گا...... جاؤ تم بھی جنت میں جاؤ اور تمہارے ماں باپ بھی جائیں۔''

قارئین کرام! معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے دروازوں پر مختلف مناظر دیکھنے کو ملیں گے۔ ماں باپ کے اعمال بہت اچھے ہیں، اعمال کی بنیاد اللہ کی توحید اور حضرت محمد کریم ﷺ کی

❶ نسائی: ۱۸۷۷ اسناده صحيح. ❷ نسائی: ۱۸۷٦ و اسناده صحيح.

Marfat.com

سنت ہے تو ایسے ماں باپ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے پر بھی جائیں گے، ان کا بچہ یا بچی دوڑتے ہوئے آئے گی اور اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جائے گی۔ دو یا تین یا زیادہ ہوں تو سب دوڑتے آئیں گے اور اپنے ماں باپ کے ساتھ چمٹ جائیں گے اور جنت میں لے جائیں گے۔ سبحان اللہ! کیا منظر ہوگا کہ ماں جو دنیا میں بچے جنم دیتی رہی مگر ان کی جدائی کے غم سہتی رہی، انا لِلّٰہِ و انا الیه راجعون پڑھتی، غم کے آنسو بہاتی رہی، مگر اللہ کی رضا پر صابرہ بنی رہی، نہ اس نے نوحہ کیا، نہ کپڑے پھاڑے، نہ سینہ کوبی کی، صبر کا مجسمہ اور پیکر تسلیم و رضا بنی رہی، اس کا خاوند بھی صابر بنا رہا، بیوی کا ساتھ دیتا رہا، علاج کراتا رہا، مگر اپنے مولا کریم پر خوش رہا، آج دونوں کے لیے کس قدر خوشی کا موقع ہے کہ وہ بچھڑے ہوئے بچے دوڑے چلے آرہے ہیں۔ کوئی باپ کے کندھے پر سوار ہے، کوئی ماں کے سینے سے لپٹا ہوا ہے، کوئی ماں کا ہاتھ اور دوپٹے کا پلّو پکڑے ہوئے ہے، اور یہ خاندان جنت کے دروازے میں داخل ہو رہا ہے، فرشتے سلامیاں دے رہے ہیں، عزت اور وقار کے ساتھ یہ خاندان فردوسِ بریں میں مولا کریم کا مہمان بننے جا رہا ہے۔

اور جی ہاں! کہیں منظر یوں ہے کہ بچے جب ماں باپ کو لینے آتے ہیں تو ماں باپ کا عقیدہ تو کتاب و سنت کے مطابق ہے، توحید کے بھی علم بردار ہیں، کسی کا حق نہیں مارا، مگر اعمال میں کچھ کوتاہیاں ہیں، تو جنت میں جانے میں رکاوٹیں پیش آرہی ہیں، فرشتوں نے انہیں روک لیا ہے...... مگر ان کے بچوں کو کہا جاتا ہے...... پیارے بچو! تم کیوں کھڑے ہو؟ جاؤ...... تم تو جنت میں جاؤ اور عیش کرو...... وہ کہیں گے: ہمارے ابو امی نہیں جائیں گے تو ہم بھی نہیں جائیں گے...... بچے ضد پر آجائیں تو ان کی ضد ماں باپ پوری کرتے ہیں اور مولا کریم تو ان سے کہیں بڑھ کر مہربان ہیں، رحیم ہیں، وہ بھلا ضد پوری کیوں نہ کریں گے؟ لہٰذا کہا جائے گا...... جاؤ بچو! تم بھی جاؤ اور اپنے امی ابو کو بھی لے جاؤ...... جاؤ! مولا کریم کی جنت میں عیش کرو...... خوشیاں مناؤ...... شادمانیاں انجوائے کرو...... جاؤ بھئی جاؤ بچو! بھاگتے جاؤ، خوش ہو کر جاؤ، امی ابو کے اِردگرد کودتے جاؤ، ناچتے جاؤ، اٹھکیلیاں کرتے جاؤ، جاؤ بھئی جاؤ۔

Marfat.com

کیسا لگے گا؟

عبداللہ کی عمر 75 سال کی ہوگئی۔ جناب عبداللہ کا ایک بیٹا ہے، اس کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ عبدالرحمٰن کی عمر 50 سال ہوگئی۔ عبدالرحمٰن کو اللہ نے حال ہی میں بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اس کا نام جواد رکھا گیا ہے۔ عبدالرحمٰن گاؤں کا رہنے والا ہے۔ اس کا گھر بھی کچی اینٹوں کا بنا ہوا ہے۔ ہر سال لپائی کرنا پڑتی ہے۔ برسات کا موسم گزر چکا ہے، لہٰذا عبدالرحمٰن نے لپائی کرنے کے لیے ''گھانی'' بنانا شروع کر دی ہے۔ مٹی میں توڑی ملائی جا چکی ہے۔ ایک دن پہلے اس میں پانی ڈال دیا گیا تھا تا کہ نرم ہو جائے۔ اب عبدالرحمٰن اس مٹی میں کسّی لے کر داخل ہو گیا۔ وہ اپنی ٹانگوں اور قدموں سے مٹی کو نرم کر رہا تھا، کسّی چلا رہا تھا...... اس کی بیوی اپنے ڈیڑھ سالہ جواد کو اٹھائے آ گئی۔ مٹی کی گھانی چیک کرنے لگ گئی۔ لپائی کا کام تو اسے ہی کرنا ہے۔ جواد نے باپ کو دیکھا تو رونے لگ گیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنی بیوی بشیراں بی بی سے کہا: بچہ مجھے پکڑا دو۔ اب وہ بچہ پکڑے ''گھانی'' میں قدموں سے گارے توڑی کو مکس کر رہا تھا۔ دھوپ بھی کافی تیز تھی۔ عبدالرحمٰن پسینے میں شرابور تھا۔ اتنے میں عبدالرحمٰن کا باپ ہاتھ میں لاٹھی پکڑے اِدھر کو آن نکلا۔ اس نے اپنے 50 سالہ بیٹے کو دیکھا تو فوراً کہنے لگا: بیٹا عبدالرحمٰن! ذرا چھاؤں میں آ کر پسینہ خشک کر لے، ذرا آرام کر لے، دھوپ بڑی تیز ہے۔ اس کی بہو بشیراں بولی: اپنے بیٹے کا خیال آ گیا ہے، پوتے کا خیال نہیں آیا کہ وہ بھی دھوپ میں ہے۔

قارئین کرام! یہ منظر آپ کو کیسا لگا؟ خوب لگا، بہت پیارا لگا۔ مولا کریم نے بیٹے کی محبت باپ کے دل میں کچھ ایسی ڈالی ہے کہ دادا کو پوتا بھی پیارا ہے، مگر پوتے سے پہلے بیٹا پیارا ہے۔ یعنی بیٹا خود 50 سال کا ہو، باپ کا تو بیٹا ہی ہے۔ مولا کریم سے بڑھ کر بھلا اس حقیقت کو کون جان سکتا ہے جو یہ رشتے بنانے والا ہے، لہٰذا مولا کریم نے جنت کا نقشہ کھینچا تو فرمایا:

Marfat.com

"پرہیزگار لوگوں کو ان کا رب کریم جو نعمتیں عطا فرمائے گا، انہیں حاصل کر کے یہ لوگ جنتوں میں خوب خوب لطف و مزے لینے والے ہوں گے۔ ان کے رب نے (کتنا بڑا کرم کیا کہ) ان لوگوں کو جہنم کی سزا سے بچا لیا۔ (اب ان سے کہے گا) لطف لیتے اور مزے اڑاتے کھاؤ پیو۔ یہ سب کچھ ان نیک اعمال کا بدلہ ہے جو تم لوگ کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ قطار اندر قطار بچھے ہوئے تختوں پر تکیے لگا کر (بادشاہ بن کر) بیٹھے ہوں گے۔ ہم بھی ان کی شادی ایسی حوروں سے کریں گے جو بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی، گوری حسینائیں ہوں گی۔"

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ (الطور: ۲۱)

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے بچے بھی ایمان میں ان کے پیچھے ہی چل پڑے، خواہ کم درجے میں ہی سہی، ہم ان کے (کم درجہ) بچوں کو بھی ان کے ماں باپ کے ساتھ ہی ملا دیں گے۔ اور ایسا نہیں کریں گے کہ ماں باپ کے درجے میں کچھ کمی کر دیں (وہ اپنے بلند مقام پر ہی فائز رہیں گے)۔"

قارئین کرام! غور فرمائیں اللہ کریم کی مہربانیوں پر کہ مولا کریم کو اپنے بندے کی فطرت کا پتا ہے، اس کے جذبات کا احساس ہے، لہٰذا مولا کریم کیا کریں گے؟ اعلیٰ درجے میں اگر ماں باپ ہوئے تو کم درجہ اولاد کو بھی ان کے ساتھ ہی اونچے درجات کے حامل محلات میں پہنچا دیا جائے گا۔ یعنی اگر ماں باپ جنت میں اونچے محلات میں چلے گئے ہیں تو ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ان کے بچوں کے محلات بھی ان کے ساتھ ہی بنا دیے جائیں گے تاکہ وہ اکٹھے رہیں اور مزے اُڑائیں، دلوں میں کوئی ملال نہ لائیں۔

﴿وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝﴾ (الطور: ۲۲-۲۴)

Marfat.com

"وہاں وہ جو چاہیں گے ہم انہیں پھل اور گوشت فراہم کریں گے۔ شراب کے جام باہم ٹکرا کر چھینا جھپٹی کرتے ہوئے (خوش ہوں گے)۔ (دنیا میں شراب پینے کے نتیجے میں) بے ہودگی اور یاوہ گوئی ہوتی ہے، جھوٹ ہوتا ہے، یہ نہ ہوگا۔ خدمت کے لیے ان کے پاس بچے ہوں گے، ایسے حسین جیسے چھپا کر رکھے گئے موتی ہیں (اور خدمت کے لیے ابھی ابھی تازہ بہ تازہ نمودار ہوئے ہیں)۔"

اے پیارے مولا کریم! ہمیں اپنے ماں باپ سے اور ہمارے بچوں کو ہم سے جنت میں ملا دینا، وہاں قطار اندر قطار محلات بنا دینا۔ جو تیرا بندہ اور بندی اس کتاب کو آگے پھیلائے کہ ماں باپ اور بچوں کی اصلاح ہو جائے، اسے اس نیک عمل کے وسیلے اور برکت سے جنت الفردوس میں اپنے ماں باپ سے ملاقات کروا دینا اور اس کے بچوں کو اس کے ساتھ کر دینا۔ مولا کریم، رب رحیم! ہم سے راضی اور خوش ہو جائیے اور ہمارے اعمال کو ریا کاری سے محفوظ کر کے اخلاص عطا فرما دیجیے، اپنا دیدار عطا فرما دیجیے، اور اپنے پیارے حبیب اور خلیل حضرت محمد کریم ﷺ سے جنت میں ملا دیجیے، جہاں نعمتیں پا کر آخری بول ہمارا ہوگا:

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

ننھا مسیح علیہ السلام اور ماں

ہمارے پیارے حضور ﷺ کے پاس قرآن آیا، وہ ایک پیام لایا، ننھے عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام بتلایا۔ یہ پیغام سورۂ مریم میں آیا۔ اللہ اللہ! ننھے عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کا نام آیا، حضرت محمد کریم ﷺ کے فرمان میں آیا۔ سارے قرآن میں بس ایک ہی عورت کا تو نام آیا۔ یہ نام ننھے مسیح علیہ السلام کی ماں کا آیا۔

ننھے مسیح علیہ السلام کی ماں اپنی قوم کے پاس آئی تھی۔ ننھے مسیح علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے آئی تھی۔ ننھے کی عمر بس چند ہی دن کی تھی۔ یہودی قوم بڑے غصّے میں تھی کہ مریم تو یروشلم میں

Marfat.com

اللہ کی عبادت کے لیے وقف تھی، اور بغیر شادی کے تھی، پھر یہ بچہ کہاں سے لائی؟ ہر یہودی کی زبان پر بس یہی بات تھی۔

پیارے بچو! ننھا مسیح علیہ السلام اپنی ماما کی گود میں تھا۔ وہ ماں کے سینے سے چمٹا ہوا تھا۔ تفسیروں میں آیا ہے کہ ننھا دودھ پی رہا تھا۔ مولا کی قدرت کہ اس نے ننھے کی ماں کے دل میں خیال ڈال دیا۔ ماں مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا۔ بس ننھا مسیح تو بولنے لگ گیا تھا:

(سنو بھائی! میری ماما کو مت ستاؤ، مجھ سے پوچھو، میں بتلاتا ہوں)

﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ﴾

''میں اللہ کا بندہ ہوں۔''

﴿اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ﴾

''اللہ نے مجھے کتاب (انجیل) سے نواز دیا ہے۔''

﴿وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا﴾

''مجھے نبوت سے بھی سرفراز فرما دیا ہے۔''

﴿وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ﴾

''میں جہاں بھی ہوں گا اللہ نے مجھے بابرکت بنا دیا ہے۔''

جی ہاں! مطلب یہ ہے کہ میں بچپن گزاروں گا۔ ایسا خوب صورت گزاروں گا کہ میری ماما کے پاس کوئی شکایت نہ آئے گی۔ میں لڑکپن ایسا پاکیزہ گزاروں گا کہ میری امی جان کے پاس کسی کا کوئی شکوہ نہیں آئے گا۔ میں جوانی میں قدم رکھوں گا اور ایسی بے داغ جوانی گزاروں گا کہ میری اماں جان کا دل خوش خوش ہو جائے گا۔ میں شہر میں ہو یا کسی بازار میں، مسجد میں ہوا یا کسی مجلس میں، میں جہاں کہیں اور جس جگہ بھی ہوا، ماحول بابرکت ہی ہوگا۔ کردار کی خوش بو آئے گی۔ گفتار میٹھی اور حسین ہوگی۔

﴿وَّ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ﴾

''(سنو!) اللہ نے مجھے اپنی ماما کے ساتھ اچھا رویہ رکھنے والا بنایا ہے۔''

Marfat.com

جی ہاں! مطلب یہ ہے کہ!

جب میں گھر کے اندر رہوا تو اپنی ماما کے ساتھ اچھا سلوک کروں گا۔ خوب صورت رویہ رکھوں گا۔ امی جان کی خدمت کروں گا۔ آٹا گوندھ دوں گا۔ جھاڑو پھیر لوں گا۔ امی کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کروں گا۔ دل لگاؤں گا۔ جی بہلاؤں گا۔ امی جان کو پانی بھر کر لا دوں گا۔ دودھ سبزی لا دوں گا۔ ضرورت کی ہر چیز لا کر دوں گا۔ امی جان کو خوش خوش رکھا کروں گا۔ میں باہر رہوں تو برکتوں والا۔ میں گھر میں رہوں تو برکتوں والا۔ بڑا ہوں گا تو برکتوں والا۔ انجیل سناؤں گا تو برکتوں والا۔ زندگی کا ہر مرحلہ برکتوں والا۔ جہاں بھی ہوا برکتوں والا......

یہودیو! مت ستاؤ میری ماما کو، میں تمہیں بتلا رہا ہوں۔ مت پوچھو میری امی جان کو، میں تمہیں حقائق بتلاتا ہوں۔

پیارے بچو! آپ نے دیکھ لیا، ہمارے پیارے حضور ﷺ پر رب کریم کا آیا جو قرآن...... اس میں کس قدر خوب صورت ہے ننھے مسیح علیہ السلام کا پیغام۔ آؤ! سب کرو اپنے مولا سے یہ پیمان، کہ ماں کے ساتھ ایسے ہی ہو جاؤ گے مہربان۔ پیارے بچو! اب تم بڑے ہو گئے، آپ کے ابو امی بوڑھے ہو گئے، کمزور ہو گئے، بزرگ بن گئے!

﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳)

''امی ابو کو اُف بھی نہ کہنا۔''

''اُف'' ناپسندیدہ بات کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ یاد رکھ! اس درجے کو بھی استعمال نہیں کرنا۔

﴿وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۝﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳)

''امی ابو سے نرمی سے بات کرنا ہے۔''

جس طرح کریم نرم ہوتی ہے، سفید ہوتی ہے، صاف شفاف ہوتی ہے، دودھ سے بنتی ہے۔ ہاں ہاں! ذرا یاد کر جب تیری امی جان صابن سے تیرا منہ دھوتی تھی، پھر تیرے رخساروں پر کریم لگاتی تھی کہ تو خوب صورت نظر آئے۔ پھر جب تو اپنی امی کو خوب صورت

Marfat.com

لگتا تھا کہ وہ کریم لگا کر تیرا رخسار چومتی تھی۔ ماں کو خیال نہ رہا، اس نے لپ اسٹک (سرخی) بھی لگائی ہوئی تھی، وہ تیرے رخساروں پر نشان لگا گئی۔ اب تیری امی نے اپنے دوپٹے کے پلّو سے سرخی صاف کی، مگر پوری طرح تیرا رخسار صاف نہ ہوا تو ماما نے اپنا تھوک لگایا اور پلّو کے کونے سے پھر دوبارہ سرخی کو صاف کیا، پھر بھی ہلکا سا رنگ باقی رہ گیا، مگر اب یہ پھیل کر سفید کریم میں قدرے لالی کا رنگ دینے لگ گئی۔ اب ماں نے پیار سے ہاتھ لگایا اور کہا: اب میرا چاند خوب صورت بن گیا۔ یاد کر اس منظر کو اور آج باری تیری ہے، لہٰذا کریمانہ بات کر۔ پیارے حضور ﷺ پر جو قرآن آیا اس کا یہی پیام ہے کہ بات کر تو کریمی سے کر، نرمی سے کر۔ ایسی نرمی اور کریمی سے کہ ماں کو یوں محسوس ہو کہ بیٹے کی بات سن کر اسے لگے جیسے آئس کریم کھا رہی ہے۔ منہ بھی ٹھنڈا اور ذائقے دار، دل بھی ٹھنڈا، سینہ بھی ٹھنڈا، ایسی ٹھنڈ پہنچے کہ ماں سر سے لے کر قدموں تک ٹھنڈی ٹھار بن جائے اور حضور ﷺ کا یہ فرمان تیرا حق دار بن جائے۔

((اِلْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةُ))

''ماں کے قدموں سے چمٹ جا، وہیں تو جنت ہے۔''[1]

❀❀❀❀

[1] ابن ماجه: ٢٧٨١ و اسناده صحيح.

Marfat.com

دعا

پیارے بچو! اب تم بڑے ہو گئے۔ ماں باپ زندہ ہوں تو ان کے لیے دعا کیا کرو...... فوت ہو گئے ہوں تو تب تو زیادہ یاد رکھا کرو۔

﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل: ٢٤)

''یوں کہا کرو: مولا کریم! امی ابو پر اس طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے اس وقت پالا جب میں ننھا منا ہوا کرتا تھا۔''

مولا کریم جی...... امی جان گھر میں نگہداشت کرتی تو میرے ابو جان رزق حلال کما کر مجھے کھلاتے۔ میری انگلی پکڑ لیتے، بازار لے جاتے۔ ان کے بس میں جو ہوتا اس سے بڑھ کر میری فرمائش پوری کرتے۔ مجھے کندھے پر اُٹھا لیتے۔ سائیکل کے پائپ پر میرے لیے چھوٹی سی سیٹ بنوائی تھی۔ میرے لیے پائیدان بھی بنوائے تھے۔ پھر موٹر سائیکل ملا تو اس پر بٹھاتے تھے۔ پھر کار مل گئی تو میں اصرار کرتا اور وہ مجھے جھولی میں بٹھا لیتے اور میں سٹیئرنگ پر ہاتھ رکھ کر یوں سمجھتا کہ میں ہی کار چلا رہا ہوں۔ میرے اللہ...... جس طرح وہ مجھے پالتے رہے، نرمی اور ملائمت کے ساتھ...... مولا کریم جی! میں قرض نہیں اُتار سکتا، آپ ہی اُتار دیں۔ یہ بوڑھے ہو گئے، ان پر رحم فرما! فوت ہو گئے، انہیں جنت عطا فرما! نرم سلوک فرما!! پیارے بچو! یوں سلوک اور دعائیں کیا کرو...... کہ جب جنت میں جاؤ تو حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ

''باپ جنت کے درمیان کا دروازہ ہے۔ چاہے تو حفاظت کر لو، چاہے تو ضائع کر دو۔''[1]

اس فرمان کو سامنے رکھ کر...... مولا کریم سے فریاد کیا کر: اللہ جی! مجھ سے یہ دروازہ

---

[1] ابن ماجه: ٢٠٨٩.

Marfat.com

ضائع نہ ہو، خراب نہ ہو، اسے خراش بھی نہ آئے، یہ چمکتا دمکتا رہے۔ میں اسے کھولوں اور جنت میں چلا جاؤں۔

پیارے بچو! ایسے بنو بڑے ہو کر...... یہی چاہت ہے!

رب رحمٰن کی

محمد ﷺ ذی شان کی

اے اللہ کریم جی! ہمیں اپنی چاہت اور اپنے پیارے رسول ﷺ کی خواہش کے مطابق ماں باپ کا فرماں بردار بنا دیجیے۔ میری امی جان رضیہ بی بی رحمہا اللہ اور ابا جان نذیر احمد رحمہ اللہ کو فردوس عطا فرما دیجیے۔ جو بھی اس کتاب کو پڑھے اور آگے پھیلائے اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک ہوتا چلا جائے، اس کے اس عمل کی برکت سے اس کی امی جان اور ابو جان کو فردوس عطا فرما دے۔ جو کوئی اس کتاب کو آگے تقسیم کرتا چلا جائے، امیوں اور ابوؤں کے ساتھ اچھا سلوک ہوتا چلا جائے، اس سب کا اجر کتاب بانٹنے والے کو ملتا چلا جائے۔

آمین یا ارحم الراحمین.

Marfat.com

حضور ﷺ عالی شان بچوں کے درمیان

امیر حمزہ

مکتبۃ الصفۃ
MAKTABA AL SUFFAH

Marfat.com